کتابُ العلم من الصحیح البخاری

مع علمی نکات

کتابُ العلم
مِن
الصحیح البخاری
(۱۹۴ھ ــــ ۲۵۶ھ)

مع علمی نکات

اُمِّ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت

کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور

0321-4609092

اہتمام ——— محمد عبد منیب

اشاعت اول ——— ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

مشربہ علم وحکمت
کامران پارک زینبیہ کالونی نزد منصورہ ملتان روڈ لاہور
0321-4609092 0331-4609092

برائے رابطہ:

حافظ مستغفر الرحمٰن فون: 0321-4213089

☆ دار الکتب السلفیۃ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
Ph.: 042-37361505-37008768
Cell: 0333-4334804

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

البلاغ

لوئر گراؤنڈ لینڈ مارک پلازہ جیل روڈ لاہور
042-35717842-3,0300-8880450

6GL نیو لبرٹی ٹاور بالمقابل پیس ماڈل ٹاؤن لنک روڈ لاہور
042-35942233,35942277,0300-6112240

شالیمار سینٹر F-8 مرکز اسلام آباد
051-2281420,0300-5205050

عدنان پلازہ، سواں روڈ G-10 مرکز اسلام آباد
051-2224146-7,0300-5205060

فہرست

بسم اللہ الرحمان الرحیم

خطبہ مسنونہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِہٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

{یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا}

{یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ}

{یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا} (صحیح سنن ابی داود، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث: ۱۸۶۰)

’’بے شک حمد اللہ ہی کے لیے ہے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی سے مغفرت چاہتے ہیں اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور برحق الٰہ نہیں، محمد ﷺ اس کے

بندے اور رسول ہیں۔

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"

(سورہ نساء، آیت نمبر ۱)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! ڈرو اللہ سے جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اس کے مطیع و فرماں بردار ہو۔"

(سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۰۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ڈرو اللہ سے اور بات سیدھی سیدھی کہو، اس طرح وہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے گا، تمہارے گناہ معاف کر دے گا، جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

(سورہ احزاب، آیت نمبر ۷۰۔۷۱)

سخنِ وضاحت

یہ احقرہ نہ تو عالمہ ہے نہ محدثہ، البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کی جس قدر سمجھ بوجھ عطا کی ہے اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش جاری رہتی ہے۔ کیوں کہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً

(مجھ سے سنے ہوئے علم کو دوسروں تک پہنچاؤ چاہے وہ ایک بات ہی ہو)

علمِ حدیث ایک وقیع وجلیل علم اور شریعتِ حقہ کا قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ بنیادی ماخذ ہے۔ اسے پڑھانے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا پڑتا ہے۔ خصوصاً صحیح بخاری جس کے متعلق یہ مقولہ مشہور ہے کہ اس کے ہر باب کے پیچھے ایک شیر سویا ہوا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس شیر کو جگانے کی صلاحیت اللہ تبارک وتعالیٰ نے محدثین ہی کو عطا کی ہے۔ احقرہ نے پھر یہ ہمت کیسے کی؟

ہوا یوں کہ ایک بچی کا اصرار تھا جو ایک عالمہ خاتون سے احادیث کے ایک دو مجموعے پڑھ چکی تھیں کہ صحیح بخاری آپ سے پڑھنی ہے میں مسلسل انکار کرتی رہی کہ یہ میرے بس کا کام نہیں، بالآخر یہ طے ہوا کہ اجتماعی مطالعہ کر لیا جائے۔

میرے جیسی کم علم خاتون کا اس کو پڑھانے کا دعویٰ کرنا بعید از قیاس ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے مطالعے کا آغاز کر دیا گیا۔ میرا مقصد نہ تو عربی زبان کے اسرار ورموز

بیان کرنا تھا اور نہ فقہی مسائل بتانا البتہ قابلِ عمل نکات کی تلاش کرنا ضرور پیش نظر تھا۔ یہ کوشش جب چند ایک بہنوں نے دیکھی انہوں نے اسے مفید پایا اور مشورہ دیا کہ ان اوراق کو کتابی شکل دے لی جائے، انہی کی ایماء پر یہ ہمت کی ہے۔

اس تحریر کی تمام خامیوں کا بوجھ میرے ذمے ہے، امید ہے محدثین وعلماء توجہ دلا کر اس بوجھ کو کم کرنے میں اپنا حصہ شامل کریں گے، رہیں اس کی خوبیاں تو یہ میرے رحمان ورحیم اللہ کی مہربانی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول کرلے تو زہے نصیب!

اُم عبد منیب

محرم الحرام: ۱۴۳۵

کتاب العلم

علم کا مطلب جاننا ہے جب کہ تعلّم کا مطلب ہے سیکھنا، علم اور تعلم کا مادہ ایک ہے۔

کسی چیز کے متعلق سب سے پہلا کام جاننا ہے، پھر اسے برتنے کے لیے سیکھا جاتا ہے جیسے کوئی شخص طب کی معلومات حاصل کرے لیکن وہ اسے تب تک نہیں برت سکتا جب تک اس کے برتنے کا طریقہ کسی معلم سے یا تجربے کے ذریعے نہ سیکھے۔

علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہبی: وہ علم جسے اللہ تعالیٰ کسی سے سیکھے سمجھے بغیر بندے کو عطا کر دیتا ہے۔ مثلاً بچے کا دودھ چوسنا، قضائے حاجت کرنا، تکلیف کے وقت رونا۔ یا کسی شخص میں کسی مخصوص صلاحیت کا موجود ہونا مثلاً شعر کہنے کا ملکہ وغیرہ...... انبیاء کا علمِ شریعت وہبی ہوتا ہے۔

(۲) کسبی: وہ علم ہے جو کسی کو دیکھ کر، کسی سے سن کر اور توجہ اور سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہبی علوم کے علاوہ تمام علوم کسبی ہیں اور ان کی تعداد بے شمار ہے۔

زندگی گزارنے کے لحاظ سے علوم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علم الادیان، اس پر انسان کی اخروی زندگی کا دارومدار ہے۔

(۲) علم الابدان، اس پر انسان کی دنیوی ضروریات و معاملات کا انحصار ہے۔

بقدر ضرورت ان دونوں کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم

الادیان کی ضرورت کبھی ختم نہیں ہوتی، اس لیے اسے آخری سانس تک حاصل کرتے رہنا چاہیے جب کہ علم الابدان اتنا ہی سیکھنا چاہیے جس سے انسان کی دنیوی ضروریات وحاجات پوری ہوسکیں۔

علم کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

(۱) وحی: یہ علم انبیاء ورسل کے لیے وہبی ہے اور صرف انہی سے سیکھا جا سکتا ہے۔

(۲) عقل: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کو عقل عطا کی ہے تا کہ علم سیکھنے میں آسانی رہے، اگر وحی کے تابع ہو تو یہ نعمت سرتاسر خیر ہے اور اگر وحی کے حصار سے آزاد ہو تو ہلاکت کا باعث ہے۔

علم سیکھنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) سمعی: سن کر سیکھنا

(۲) بصری: دیکھ کر سیکھنا

(۳) لسانی: بول کر سیکھنا

علم یاد رکھنے اور دوسروں تک منتقل کرنے کا سب سے محترم اور بنیادی آلہ قلم ہے۔

قلبِ انسانی علم کو ذخیرہ کرنے کا مقام ہے۔

زیرِ نظر ''کتاب العلم'' میں کون سا علم مراد ہے؟ فتح الباری میں امام ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہاں علم سے مراد علمِ دین ہے جس کی تعلیم جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے تھے اور اسی علمِ دین کی طلب ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

مولانا سلیم اللہ خاں اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

☆ ایسے تمام امور جن کی ادائیگی کو انسان پر فرض قرار دیا گیا ان کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔

☆ امورِ مسنونہ ومندوبہ کا علم حاصل کرنا مسنون ومستحب ہے۔

☆ قرآن وسنت کے جملہ علوم کی تحصیل اوران میں کمال حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے، فرضِ عین نہیں ہے۔

☆ سکول اور کالج میں جو دنیوی علوم سکھائے جاتے ہیں وہ مطلوبِ علم نہیں ہیں یعنی ان کو فرضِ عین نہیں کہا جائے گا۔ ان میں سے بعض فرضِ کفایہ کے درجے میں آتے ہیں بشرطیکہ وہ مخلوقِ الٰہیہ کے فائدے کے لیے درکار ہوں، اور خلافِ شرع امور پر مشتمل نہ ہوں یا ان کو صرف جواز کا درجہ حاصل ہو.......... لیکن جو علوم ایسے امور پر مشتمل ہیں جن کی شریعت میں گنجائش ہی نہیں ان کا حاصل کرنا ناجائز ہے۔

(کتاب العلم، کشف الباری شرح صحیح بخاری، ص: ۴۴)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب ''کتاب العلم'' کو فقیہانہ انداز سے ابواب کی صورت میں مرتب کیا ہے اور بتایا ہے کہ علمِ وحی کی حقیقت کیا ہے اور اسے سیکھنے اور سکھانے کے آداب کیا ہیں؟

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع الصحیح کا آغاز کتاب بدء الوحی سے کیا، کیونکہ وحی علم کی بنیاد ہے، اس کے بعد کتاب الایمان، کیوں کہ اس وحی پر ایمان لانا ہر انسان پر فرض بھی ہے اور اس کی اخروی، دنیوی کامیابی کی ضرورت بھی...... خالص ایمان اور اس کے تقاضے علم کے محتاج ہیں لہٰذا کتاب الایمان کے بعد ''کتاب العلم'' کا بیان ہے۔

صحیح الجامع البخاری کی اس کتاب میں ۵۳ باب اور ۷۵ احادیث شامل ہیں۔

باب:۱

فَضْلُ الْعِلْمِ

علم کی فضیلت

☆ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَّاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ . (المجادلہ:۱۱)

☆ وَقَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا . (طٰہٰ:۱۱۴)

☆ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مجادلہ میں) فرمایا:

''جو تم میں ایماندار ہیں اور جن کو علم ملا، اللہ ان کے درجے بلند کرتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

☆ نیز (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا: پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔

ماحصل:

① علم ایمان کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

② قلبی اور جسمانی طہارت ہی علم کی وجہ سے ہے۔

③ علم کی وجہ سے اہلِ ایمان کے درجات بلند ہوتے ہیں دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

④ علم کے اضافے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

⑤ علم سے مراد ایمان اور عمل صالح کے بارے میں جاننا ہے۔

⑥ علم سے مراد آیت میں وہ علم ہے جو عمل کو مستلزم ہو۔

⑦ رب زدنی علما میں رب کے نام سے اللہ کو پکار کر دعا کرنے سے پتا چلتا ہے کہ علم بتدریج ہوتا ہے جس طرح رب کا معنیٰ ہے پرورش کرنے والا اور پرورش آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔

باب: ۲

مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَ هُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهِ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ

جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دوسری بات کر رہا ہو پھر اپنی بات پوری کرکے پوچھنے والے کا جواب دے۔

ح: ۱ .... رقم المسلسل: ۵۹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَائَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ، فَكَرِهَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتّٰى إِذَا قَضَى حَدِيْثَهُ قَالَ: أَيْنَ ۔ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں لوگوں سے (کچھ) بیان کر رہے تھے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب (قائم) ہوگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کہنا سن (تو) لیا مگر (چونکہ)

اس کی بات آپ کو بری محسوس ہوئی اس لیے آپ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا: ''سائل کہاں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہ لفظ تھے: قیامت کا پوچھنے والا؟ تو سائل نے کہا: یارسول اللہ! میں (یہاں) ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا (سمجھو قیامت آیا ہی چاہتی ہے)۔ اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ فرمایا: جب کام (معاملہ) ناقابل (نااہل) کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بَيْنَمَا	اس اثنا میں کہ	سُئِلَ	سوال کیا گیا
مُشْتَغِلٌ	مصروف، مشغول	فَاَتَمَّ	پس اس نے مکمل کیا
ثُمَّ	پھر	اَجَابَ	اس نے جواب دیا
اَلسَّائِلَ	سوال کرنے والے کو	يُحَدِّثُ	بات کر رہا تھا
جَاءَهُ	آیا اس کے پاس	فَمَضَى	پس لگے رہے
اَلسَّاعَةُ	گھڑی۔ قیامت	بَعْضَ الْقَوْمِ	بعض لوگوں نے
سَمِعَ	سنا	فَكَرِهَ	پس ناپسند کیا
لَمْ يَسْمَعْ	نہیں سنا ہے	حَدِيْثَهُ	اس نے اپنی بات کو
قَضَى	پورا کر لیا	اُرَاهُ	میں سمجھتا ہوں

أَيْنَ	کہاں ہے	فَانْتَظِرِ	پس تو انتظار کر
ضُيِّعَتِ	ضائع کردی جائے گی	اِضَاعَتُهَا	اس کا ضیاع ہونا
كَيْفَ	کس طرح، کیسے	هَا اَنَا	میں یہاں ہوں
وُسِّدَ الْاَمْرُ	بھروسہ کیا جائے معاملات میں	غَيْرِ اَهْلِهِ	جو اہل نہیں اس کا (نا اہل)

ماحصل:

① امام بخاری نے بتایا ہے کہ علم کے اضافے کے لیے سوال کرنا چاہیے۔

② اس حدیث کے ذریعے امام بخاری نے عالم اور متعلم کو تنبیہ کی ہے۔

③ استاد باری باری سوال کرنے والوں کو جواب دے۔

④ اپنی ایک بات مکمل کر کے دوسری بات شروع کرنا چاہیے۔

⑤ شاگرد یا چھوٹے اس وقت بات کریں جب استاد یا بڑے اپنی مصروفیت سے فارغ ہو جائیں۔

⑥ سوال کرنا حصولِ علم کے لیے ضروری ہے۔ مقولہ ہے: حسن السؤال نصف العلم (اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے)

⑦ استاد کو ہر خاص و عام کی طرف یکساں توجہ دینی چاہیے جیسے آپؐ نے گنوار کی بات بھی توجہ سے سنی۔

⑧ جب کوئی بڑا بات کر رہا ہو تو حاضرین خاموشی سے سنیں۔

⑨ قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امانت ضائع کردی جائے گی یعنی

معاملات نا اہلوں کے سپرد کر دیے جائیں۔

⑩ امانت کے تحت بہت ساری چیزیں داخل ہیں۔ جیسے سیاسی، تجارتی، معاشی غرض ذمہ داریوں کو نا اہلوں کے سپرد کر دینا۔

⑪ نا اہل سے مراد ذات یا عمر وغیرہ میں کم تر نہیں بلکہ بے دین لوگ ہیں۔

⑫ معاملے کو غیر اہل کے سپرد کر دینا جہالت (دینی احکام سے ناواقفیت) کے سبب ہو گا۔

⑬ جب تک علم قائم رہے گا معاملات میں میانہ روی رہے گی۔

⑭ جو کوئی پہلے سوال کرے اس کا جواب دینا مقدم ہے۔

⑮ جب کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو اہلِ علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

⑱ دورانِ گفتگو بدو نے سوال کیا لیکن آپؐ نے ڈانٹا نہیں یہ آپؐ کی نرمی پر دلیل ہے۔ استاد کے لیے آپ کی سیرت اسوۂ حسنہ ہے اس لیے اساتذہ کو بھی نرمی کرنی چاہیے۔

⑲ جب سمجھ نہ آئے تو تفصیل پوچھی جا سکتی ہے جیسے بدو نے دوبارہ اضاعت الامانۃ کے متعلق پوچھا۔

⑳ کیا خطبے کے دوران بھی سائل کو جواب دیا جا سکتا ہے؟ دین کا اہم معاملہ ہو تو خطبے کے دوران بھی جواب دیا جا سکتا ہے۔ (دیکھیے فتح الباری شرح صحیح بخاری)

㉑ سائل کو فوراً جواب دینا ضروری نہیں تاخیر کی جا سکتی ہے، امام ابنِ حبان نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔ اعفاء المسئول عن الاجابۃ فی الفور سائل کو فوری جواب نہ دینا کتمانِ علم میں شامل نہیں ہے۔

۲۲ اگر سوال کسی امرِ موقت کے بارے میں ہو تو فوراً جواب دیا جائے گا ورنہ وقت نکل جائے گا۔ مسلم میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے دورانِ خطبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے خطبہ روک دیا، آپ کے لیے کرسی لائی گئی، آپ نے اس پر بیٹھ کر سوال سنا اور اس کا جواب دیا۔ (مسلم، کتاب الجمعہ، نسائی، خاتمہ کتاب الزینہ)

23 اصطلاحاتِ حدیث کے لحاظ سے یہ قولی حدیث ہے۔

اس حدیث کا آخری حصہ فاذا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ.......الخ کتاب الرقاق، ح: ۶۴۹۶ میں بھی موجود ہے۔

باب: ٣

بَابُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

جو شخص علم (کو بیان کرنے) میں اپنی آواز بلند کرے

ح: ٢..............رقم المسلسل: ٦٠

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ : تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا ، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ : وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں جو ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں کیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اس حال میں ملے کہ نماز میں ہم نے دیر کردی تھی اور ہم وضو کررہے تھے تو (جلدی کی وجہ سے) ہم اپنے پیروں پر پانی لگانے لگے (کیوں کہ دھونے میں دیر ہوتی) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بلند آواز سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا: ایڑیوں کے لیے آگ کی ویل ہے (یعنی خشک رہنے کی صورت میں)۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَوْتِهِ	اپنی آواز	تَخَلَّفَ	پیچھے رہ گئے

فَأَدْرَكَنَا	پس آپ نے ہمیں پالیا	أَرْهَقَتْنَا	نماز نے ہمیں جلدی میں ڈال رکھا تھا
فَتَوَضَّأَ	پس وضو کیا	نَمْسَحُ	ہم ہاتھ پھیرنے لگے
أَرْجُلِنَا	پاؤں اپنے	فَنَادَى	پس آواز دی، پس پکارا
وَيْلٌ	جہنم کی وادی کا بھی نام ہے، ہلاکت ہے	لِلْأَعْقَابِ	ایڑیوں کے لیے۔ عقب کی جمع

ماحصل:

① امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا خصوصاً امیر کا اپنے ماتحتوں کو

② ایسی بات جسے زیادہ لوگوں کو سنانا مقصود ہو اسے بلند آواز سے کہنے کا جواز

③ کسی اہم بات کو ایک سے زیادہ بار دہرانا

④ تبلیغ بلند آواز سے کی جاسکتی ہے۔

⑤ جلدی میں فرائض کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے جیسے کہ وضو کرتے ہوئے پانی ہر جگہ تک نہ پہنچانا۔

⑥ وضو کے اعضا مل کر اچھی طرح دھونے چاہئیں تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

⑦ عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا اس لیے صحابہ جلدی جلدی وضو کر رہے تھے۔

⑧ کسی دینی امر میں کوتاہی پر آخرت کے اس عذاب سے ڈرانا جو اس کوتاہی پر دیا جائے یہ مسلمان پر فرض ہے۔

⑨ رسول اللہ ﷺ مُنذِر اور نذیر تھے، اس بات کا ثبوت یہ حدیث بھی ہے۔

⑩ لوگوں کے بغیر سوال کیے بھی علم کی بات بتائی جاسکتی ہے۔

⑪ کسی عمل پر کوتاہی یا اسے چھوڑ دینے پر عذاب کا وجوب احادیث سے بھی ملتا ہے۔اسی لیے حدیث اسلامی شریعہ کا دوسرا بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔

⑫ اپنے مامورین پر توجہ دینی چاہیے کہ دین کے فرائض صحیح انجام دیں۔

ضمنی مسائل:

① وضو کے اعضا پر کوئی پینٹ جیسے نیل پالش، آٹا، گوند وغیرہ چپکی ہو تو اسے وضو کرنے کے لیے زائل کرنا ضروری ہے ورنہ وضو نہیں ہوگا۔

② نیل پالش یا وہ رنگ جن کی تہہ بالوں یا چہرے یا جسم کے کسی بھی حصے پر جم جاتی ہے ان کی موجودگی میں نہ غسل ہوتا ہے نہ وضو۔

یہ حدیث کتاب العلم مسلسل نمبر ۹۶ اور کتاب الوضو مسلسل نمبر ۱۶۳ میں بھی ہے نیز دیکھیے صحیح مسلم، ح:۵۷۱

باب: ۴

قَوْلِ الْمُحَدِّثِ: حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا

محدث کا لفظ حدثنا، اخبرنا اور انبأنا استعمال کرنا

ح: ۳..............رقم المسلسل: ۶۱

وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا وَسَمِعْتُ وَاحِدًا ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ ، وَقَالَ شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَلِمَةً ، كَذَا وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَدِيثَيْنِ ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ ، وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ۔

امام حمیدی نے ہم سے کہا کہ ابن عیینہ کے نزدیک الفاظ حدثنا اور اخبرنا اور انبانا اور سمعت ایک ہی تھے.... اور عبداللہ بن مسعود نے بھی یوں ہی کہا حدثنا رسول اللہ ﷺ آپ سچے اور تصدیق کیے گئے تھے۔ اور شقیق نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی..... اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان کیں..... اور ابو العالیہ نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے

.....اور انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تمہارے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَدَّثَنَا	بیان کیا ہم سے	اَخْبَرَنَا	خبر دی ہم کو
اَنْبَأَنَا	بیان کیا ہم سے / خبر دی ہم کو	سَمِعْتُ یَرْوِی	میں نے سنا وہ روایت کرتا ہے
حِدِیْثَیْنِ	دو حدیثیں	مُحَدِّث	حدیث بیان کرنے والا
الصَّادِق	سچ بولنے والا، سچا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب	المصدوق	تصدیق کیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام
یَرْوِیْهِ	وہ روایت کرتے ہیں اس کو	کَذَا	اسی طرح

ماحصل:

① محدث یا عالم کو دوسروں کو سکھانے کے لیے روایت بیان کرنا ہوتی ہے اس لیے اس باب کا امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔

② سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے سَمِعْتُ کا لفظ استعمال کیا۔

③ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حَدَّثَنَا کا لفظ استعمال کیا۔

④ یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ (روایت کی اس کی اپنے رب سے) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کا لفظ بیان کیا۔

⑤ حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا اور اَنْبَأَنَا کا مطلب سفیان بن عیینہ اور امام بخاری کے نزدیک ایک ہے۔

⑥ امام بخاری نے حدیث سننے اور بیان کرنے کے لیے جو اصطلاحات محدثین نے وضع کی ہیں ان کی دلیل نبی اکرم ﷺ ہی کے الفاظ سے بیان کی ہے۔

⑦ یہ تمہیدی اقوال امام بخاری کی فقاہتِ دین کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔

باب: ۵

طَرْحِ الْإِمَامِ الْمَسْأَلَةَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

امام کا اپنے ساتھیوں کی علمی آزمائش کے لیے سوال کرنا

ح: ۴..............رقم المسلسل: ۶۲

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ قَالَ: فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کا پت جھڑ نہیں ہوتا اور وہ مسلمان کے مشابہ ہے، تو تم مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟'' لوگ جنگلی درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر (کہتے ہوئے) شرما گیا، بالآخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہی ہمیں بتایے کہ وہ کون سا درخت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کھجور کا

درخت ہے۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

لَایَسقُطُ	نہیں گرتے	وَرَقُھَا	پتّے اس کے
فَوَقَعَ	پس جا پہنچا	اَلنَّخلَةَ	کھجور کا درخت
فَحَدِّثُونِی	پس بیان کرو مجھ سے	اَلْبَوَادِی	بادیہ کی جمع۔ جنگلات
فَاسْتَحْیَیْتُ	پس حیا کی میں نے	فَوَقَعَ فِی نَفْسِی	پس آیا میرے جی میں

ماحصل:

کتاب العلم رقم المسلسل :۱۳۱ میں درج ذیل اضافہ بھی ہے:

.......قَالَ عَبدُاللهِ حَدَّثتُ اَبِی بِمَا وَقَعَ فِی نَفْسِی فَقَالَ: لَاَنْ تَکُوْنَ قُلْتَھَا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ لِی کَذَا وَ کَذَا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا جو میرے دل میں آیا تھا، تو انہوں نے کہا: اگر تم وہ کہہ دیتے تو میرے لیے یہ اتنا اتنا اور فلاں فلاں مال ملنے سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

کتاب البیوع، رقم المسلسل :۲۲۰۹ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اور وہ کھجور کا گابھ کھا رہے تھے، پس فرمایا: مِنَ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٌ کَالرَّجُلِ الْمُومِنِ (درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مومن کی طرح ہے) میں نے ارادہ کیا کہ کہہ دوں: وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں یہ کہنے میں جھجکا۔ آپ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

کتاب الاطعمہ، بخاری: ۵۴۴۴ میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کھجور کا گابھ لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کی برکت ایسے ہے جیسے مسلمان کی برکت ہوتی ہے، میں نے گمان کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں اس وقت گیارہ سال کا تھا چنانچہ میں چپ رہا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: مجھے ایسے درخت کی خبر دو جس کی مثال مسلمان جیسی ہے، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر موسم میں برگ و بار لاتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے..... (کتاب الادب: ۶۱۴۴)

ایک روایت میں ہے: مومن کی مثال اس سرسبز درخت کی طرح ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے...... (بخاری. کتاب الادب: ۶۱۲۲)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں...... جب رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا...... میں نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بات نہیں کی (یعنی خاموش تھے) پس مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اس پر کچھ کہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔ پس جب ہم اٹھے، تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہی:

یا ابتاہ و اللہ لقد کان وقع فی نفسی انھا النخلۃ، فقال: ما منعک ان تکلَم؟ قال: لم ارکُم تکلّمون، فکرِھتُ انْ تکلّم او اقولُ شیئًا، قال عُمَر: لَاَنْ تکون قُلتھا احبَ اِلَیَّ کذا و کذا

”اے میرے والد صاحب! اللہ کی قسم میرے جی میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت

ہے۔ پس انہوں نے کہا: تمہیں بات کرنے سے کس چیز نے روکا؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے دیکھا کہ آپ لوگ بات نہیں کر رہے، پس میں نے ناپسند کیا کہ بات کروں یا کچھ کہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ بات کہہ دیتے تو مجھے یہ فلاں فلاں چیز ملنے سے زیادہ محبوب ہوتا۔ (مسلم: ۷۰۳۳)

① استاد کا شاگردوں سے سوال کرنا طریقِ تعلیم میں سے ہے۔

② شاگرد کو درست جواب دینے میں شرم نہیں کرنا چاہیے۔

③ بچوں اور نوجوانوں کو علماء وصلحا کی مجلس میں لے جانا چاہیے تاکہ ان کا اخلاق پاکیزہ رہے۔

④ بڑوں کے لحاظ میں خاموشی اختیار کی جاسکتی ہے۔

⑤ سوال کا جواب معلوم نہ ہونے پر استاد سے استفسار کرنا جائز ہے۔

⑥ گفتگو میں تشبیہ کا استعمال جائز ہے۔

⑦ علم وحی میں سوجھ بوجھ اور عقل استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ اسے وحی کے تابع رکھا جائے اور قرآن وسنت سے نہ ہٹا جائے۔

⑧ اس روایت میں لفظ "فَحَدِّثُوْنِیْ" (پس مجھ سے بیان کرو) اسی میں باب کی مناسبت ہے۔ صحابہ نے اور حدیث روایت کرنے والوں نے لفظ "حَدَّثَنَا" (ہم سے بیان کیا) اسی حدیث سے اخذ کیا۔

⑨ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی اولاد کے اچھے اور سمجھدار ہونے پر خوش ہوتا ہے۔

⑩ بڑے عالم پر بعض اوقات کوئی بات مخفی رہ جاتی ہے اور ادنیٰ شخص کو اس کا فہم ہو

جاتا ہے لیکن اس سے بڑے کی بڑائی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

⑪ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو مومن سے تشبیہ دی ہے، مومن اور کھجور میں درج ذیل صفات مشترک ہیں۔

⑫ کھجور کے پتے نہیں جھڑتے، ہمیشہ تروتازہ رہتے ہیں۔ مومن کی بھی مثال ایسی ہے سب کے لیے اس کا اخلاق تروتازہ رہتا ہے۔

⑬ کھجور کے درخت پر ہمیشہ پھل آتا رہتا ہے، یہ سلسلہ ٹوٹتا نہیں۔ مومن سے بھی لوگ فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، اس کی نفع رسانی میں کبھی کمی نہیں آتی۔

⑭ کھجور کے درخت پر کانٹے نہیں ہوتے، مسلمان کی طبیعت میں بھی بداخلاقی اور بدزبانی کے کانٹے نہیں ہوتے وہ دل آزاری سے دوسروں کو محفوظ رکھتا ہے کیونکہ مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔ (بخاری، کتاب الایمان)

⑮ کھجور کا درخت دور دور سے پانی کھینچ کر اپنی زندگی برقرار رکھتا ہے۔ مومن بھی ہر جگہ سے اور بدترین ماحول میں سے بھی اچھائی اور خیر کے پہلو اور سبق حاصل کر کے دوسروں کو ان سے مستفید کرتا رہتا ہے۔

⑯ کھجور کے درخت کی عمر بہت طویل ہوتی ہے۔ مومن ایسی نیکیاں چھوڑ جاتا ہے جو ہزاروں سال گزرنے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں اور معاشرے میں رواں دواں رہتی ہیں، نیز اسے جنت کی ابدی زندگی حاصل ہوگی۔

⑰ کھجور کے درخت کا سر کاٹ دیں تو وہ مر جاتا ہے، یہی حال مومن (انسان) کا ہے اس کا سر کاٹ دیں تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ نیز مومن کا راس الایمان توحید ہے وہ نہ رہے تو اس کے سارے اعمال اکارت جاتے ہیں۔

⑱ کھجور کی جڑیں زمین میں پیوست ہوتی ہیں۔ مومن کے دل میں بھی ایمان کی جڑیں پیوست ہوتی ہیں جو اس کی زندگی کی جان ہیں۔

⑲ کھجور کا تنا مضبوط ہے اور کم ہی اکھڑتا ہے۔ مومن کا بھی یہی حال ہے، حالات کی سختیاں اسے متزلزل نہیں کر سکتیں وہ ہمیشہ حق پر چٹان کی طرح ڈٹا رہتا ہے۔

⑳ کھجور کی لکڑی، شاخیں، پتے، پھل کچا ہو یا پکا، گٹھلیاں، سب کچھ کام آتا ہے۔ اس کے پتوں سے ٹوکریاں، چٹائیاں، مصلے، چھابے، موڑھے، بھڑولے بنائے جاتے ہیں۔ چارپائیاں بُنی جاتی ہیں۔ اس کی چھال چھتوں پر ڈالی جاتی ہے، اسے گدوں اور تکیوں میں بھرا جاتا ہے۔ اس کی گٹھلیاں اونٹوں کا چارہ اور دل کے مریضوں کے لیے بہترین دوا ہے۔ اس کا پھل شہد، شیرینی اور چینی کا بھی کام دیتا ہے، اناج کی بجائے اسے کھالیں تو پیٹ بھر جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی ہمہ صفت ہوتا ہے، اسے جس پہلو سے دیکھیں اس میں خیر نظر آتی ہے اور انسانیت کو وہ اپنی ذات سے ہر طرح کا نفع پہنچاتا ہے۔

باب:٦

اَلْقِرأَةِوَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ

شاگرد استاد کے سامنے پڑھے اور اس کو سنائے

وَرأى الْحسَنْ وَالثَّوْرِیْ وَمَالِکْ الْقِرائَۃَ جَائِزَۃً وَاحتجَ بَعْضُهُمْ فِی الْقِرائَۃ علی الْعَالِمِ بِحَدِیثِ ضِمَامِ بْن ثَعْلَبَۃ انَہ' (قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَاللّٰہُ أَمرکَ أَنْ تُصَلِّیَ الصَّلٰواتِ قَالَ نعمْ) قَالَ فَهٰذِهِ قِرائَۃ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیهِ وَ سَلَّمَ ،أَخبَرَ ضِمَامْ قَوْمَه بِذَلِکَ فَأَجَازُوه ......وَاحتجَ مَالِکَ بِالصَّکِّ یَقْرَأُ عَلَی الْقَوْمِ فَیَقُوْلُوْنَ أَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَیُقْرَأُ ذٰلِکَ قِرائَۃ عَلَیْهِمْ وَیقرأ علی الْمقرِیٔ ،فَیَقُوْلُ الْقَارِیٔ أَقْرَأَنِی فُلَانٌ ....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْن سَلَامٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِیُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرائَۃ عَلَی الْعَالِمِ ،وَأَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ الْفَرَبْرِیُّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْن إِسْمَاعِیلَ الْبُخَارِیُّ ،قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوسٰی ،عَنْ سُفْیَانَ قَالَ :إِذَا قُرِیٔ عَلَی الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ یَقُوْلَ حَدَّثَنِی ،قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ یَقُولُ عَنْ مَالِکٍ وَسُفْیَانَ الْقِرائَۃ عَلَی الْعَالِمِ وَقِرائَتہ سَوَاءٌ۔

اور امام حسن بصری اور سفیان ثوری اور مالک نے شاگرد کے پڑھنے کو جائز کہا ہے اور بعض نے استاد کے سامنے پڑھنے کی دلیل ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے لی

ہے۔اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھا کریں۔آپ ﷺ نے فرمایا:"ہاں۔" تو یہ (گویا) رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھنا ہی ٹھہرا۔ضمام نے پھر جاکر اپنی قوم سے یہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو جائز رکھا۔اور امام مالک نے دستاویز سے دلیل لی جو قوم کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم کو فلاں شخص نے دستاویز پر گواہ کیا اور پڑھنے والا پڑھ کر استاد کو سناتا ہے پھر کہتا ہے مجھ کو فلاں نے پڑھایا.....ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ہم سے محمد بن واسطی نے بیان کیا، انہوں نے عوف سے، انہوں نے حسن بصری سے، انہوں نے کہا، عالم کے سامنے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔اور ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے سنا، وہ کہتے تھے جب کوئی شخص محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے تو کچھ قباحت نہیں اگر یوں کہے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔اور میں نے ابو عاصم سے سنا، وہ امام مالک اور سفیان ثوری کا قول بیان کرتے تھے کہ عالم کو پڑھ کر سنانا اور عالم کا شاگردوں کے سامنے پڑھنا دونوں برابر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَاَی	رائے ظاہر کی	جَائِزَۃ	جائز ہے
وَاحتَجَّ	اور دلیل لی	اَخبَرَ	خبر دی
فَاَجَازُوہ'	پس انہوں نے اس کو جائز رکھا	بِالصَّکِّ	دستاویز کے ساتھ
یُقرَئُ	پڑھا جاتا ہے	اَشھَدَنَا	گواہی دی ہم نے

اَقْرَاَنِی	پڑھا اس نے مجھ پر	قُرِئَی	پڑھا جائے
لَابَاسَ	نہیں حرج		

تمہیدی اقوال:

☆ شاگرد کا استاد کے سامنے قرأۃ کرنا۔

دلیل: ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنا کہ کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ گویا یہ شاگرد کا استاد کے سامنے قرات کرنا ہے۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس طرح دستاویز کو ایک شخص پڑھ کر سننے والوں کو اس پر گواہ بناتا ہے اسی طرح ایک شخص کا دوسرے شخص یا اشخاص کے سامنے حدیث کی قرأت کرنا درست ہے۔

☆ ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا وہ آگے جا کر اپنی قوم کو بیان کیا لہٰذا ایک شخص خود پڑھ کر آگے جا کر پڑھا سکتا ہے۔

☆ عالم کے سامنے پڑھ کر سنانا یا عالم کا خود پڑھ کر سنانا دونوں برابر ہیں۔ یہ امام مالک اور امام سفیان ثوری کا قول ہے۔

☆ جب کسی کے سامنے پڑھتے ہوئے سنا جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں نے مجھ سے بیان کیا۔ یہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے ہے۔

ح:۵................رقم المسلسل:۶۳

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ

شَرِيکِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ ، أَنَّه سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ يَقُوْلُ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ ، فَأَنَاخَه فِي الْمَسْجِدِ ، ثُمَّ عَقَلَه ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ : أَيُّکُمْ مُحَمَّدٌ ؟ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُتَّکِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ ، فَقُلْنَا هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّکِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ! فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : قَدْ أَجَبْتُکَ ، فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : إِنِّي سَائِلُکَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْکَ فِي الْمَسْأَلَةِ ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِي نَفْسِکَ ، فَقَالَ : سَلْ عَمَّا بَدَا لَکَ ، فَقَالَ أَسْأَلُکَ بِرَبِّکَ وَ رَبِّ مَنْ قَبْلَکَ ، أَاللهُ أَرْسَلَکَ إِلَى النَّاسِ کُلِّهِمْ ؟ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ : أَنْشُدُکَ بِاللهِ ، أَاللهُ أَمَرَکَ أَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ ؟ قَالَ : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ أَنْشُدُکَ بِاللهِ أَاللهُ أَمَرَکَ أَنْ نَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ ؟ قَالَ : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، قَالَ : أَنْشُدُکَ بِاللهِ أَاللهُ أَمَرَکَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ، فَقَالَ الرَّجُلُ : آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ ، وَ أَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَرَائِي مِنْ قَوْمِي ، وَ أَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ ...... وَرَوَاهُ مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ وَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِهٰذَا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر (سوار) آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں (لاکر) بٹھا کر اس کے پاؤں باندھ دیے پھر اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا: تم

میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اور (اس وقت) نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ٹیک اگائے بیٹھے تھے، تو ہم لوگوں نے کہا: یہ مرد صاف رنگ ٹیک لگائے ہوئے (جو بیٹھے ہیں انہی کا نام نامی محمد ﷺ ہے)۔ پھر اس شخص نے آپ سے کہا کہ اے عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا: (کہہ) میں سن رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں آپ سے (کچھ) پوچھنے والا ہوں اور (پوچھنے میں) آپ پر سختی کروں گا تو آپ اپنے دل میں میرے متعلق کوئی (برا خیال) مت لانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تیری سمجھ میں آئے پوچھ لے۔ وہ بولا کہ میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (سچ بتایے) کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام آدمیوں کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں (بے شک مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے)۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتایے) کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں ادا کریں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم سال بھر میں اس (رمضان) مہینے کے روزے رکھیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مال داروں سے لیں اور اسے ہمارے فقراء پر تقسیم کریں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا کہ میں اس (شریعت) پر ایمان لایا، جو آپ ﷺ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کے ان لوگوں کا جو میرے پیچھے ہیں، بھیجا ہوا (نمائندہ) ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ ہوں (قبیلہ) بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

جُلُوس	بیٹھے ہوئے	جَمَلٍ	اونٹ
فَاَنَاخَه'	پس بٹھایا اسے	عَقَلَه'	باندھ دیا اسے
اَیُّکُم	کون تم میں سے	مُتَّکِیٌٔ	تکیہ لگائے
اَلْاَبْیَض	سفید	سَائِلُکَ	میں سوال کروں گا تجھ سے
فَمُشَدِّد	پس سختی کرنے والا ہوں	اَلْمَسْاَلَةِ	پوچھنے میں
بَدَالَکَ	جو تیرے جی میں آئے	اَنْشُدُکَ	میں قسم دیتا ہوں تجھ کو
آللّٰہُ	کیا اللہ نے	السَّنَة	سال
تَأْخُذَ	تو لے	فَتَقْسِمُهَا	پس تو تقسیم کرے اس کو
مَنْ وَرَائِیْ	جو میرے پیچھے ہیں	اَخُوْ	بھائی
اَلشَّهْرَ	مہینہ	اَغْنِیَاءِنَا	ہمارے مال دار لوگوں
آمَنْتُ	میں ایمان لایا	جِئْتَ	تو آیا

ماحصل:

① ضمام بن ثعلبہ نجد کے علاقے کے رہنے والے تھے نجد ہر اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔

② ضمام بن ثعلبہ حالتِ اسلام میں آئے تھے، امام بخاری اور حاکم کی یہی رائے ہے۔ضمام بن ثعلبہ کے سوال وجواب کے انداز سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔

③ اپنے ماتحتوں کے درمیان ٹیک لگا کر بیٹھا جا سکتا ہے۔

④ ضمام بن ثعلبہ کا آمنت کہنا اخبار (خبر دینے کے لیے) تھا۔

⑤ اسلام لانے کے بعد اسلام کے تقاضے اور شریعت کو سمجھنا فرض ہے۔

⑥ واقعہ بتانے کے لیے کسی کا حلیہ بیان کرنا درست ہے۔

⑦ پہلی ملاقات پر اپنا تعارف کرانا چاہیے۔

⑧ اسلام کے متعلق جاننے اور مسائل پوچھنے کی رغبت ہر عمر اور ہر حالت میں ہونی چاہیے۔

⑨ عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے دادا تھے کسی کو اس کے دادا، پردادا، چچا یا اس کے باپ کا بیٹا کہہ کر پکارنا درست ہے۔

⑩ ضمام بن ثعلبہ سمجھ دار شخص تھے۔ انہوں نے قسم اس لیے دی کہ اگر یہ شخص اپنی بات میں جھوٹا ہوا تو جواب دیتے ہوئے اللہ کی ہیبت سے اس کی زبان لڑکھڑا جائے گی۔

⑪ ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر سوال کیے تو آپ نے بھی قسم کھا کر جواب دیے تاکہ بات محکم ہو۔

⑫ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اس کی تصدیق اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

⑬ دن رات میں پانچ نمازوں اور رمضان کے روزوں اور ایک سال بعد زکاۃ ادا کرنے کی فرضیت۔

⑭ زکاۃ کے مصارف میں سے یہاں صرف فقراء کا ذکر ہے اور یہ تغلیباً ہے۔

⑮ اس حدیث میں حج کے وجوب کا ذکر نہیں، جب کہ اگلی حدیث میں حج کا بھی ذکر ہے۔

⑯ ایک شخص کو نمائندہ بنا کر بھیجا جا سکتا ہے۔ نیز ایک شخص کی خبر پر اعتماد کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ عادل ہو۔

⑰ نفل عبادات اپنی مرضی پر موقوف ہیں جتنی جی چاہے کریں بشرطیکہ ادائیگی کا طریقہ مشروع ہو۔

⑱ دین سمجھنے کے لیے سوال کرنا چاہیے۔

⑲ علم حاصل کرنے کے لیے سفر کا استحباب

⑳ علم آخری سانس تک حاصل کرنا چاہیے۔

㉑ فرائض کو رغبت اور پابندی سے ادا کرنے والا آخرت میں کامیاب ہوگا۔

㉒ اسی حدیث سے ملتی جلتی اگلی حدیث ہے۔

(یہ حدیث کتاب الایمان: ۴۶، ۱۸۹۱، ۲۶۸۷، ۶۹۵۶۔ صحیح بخاری میں اور مسلم: ۱۰۰۔ ابوداؤد: ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۲۵۲۔ نسائی: ۴۵۷، ۲۰۸۹، ۵۰۴۳ میں بھی ہے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ۔ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَقَالَ: أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: صَدَقَ، فَقَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالْجِبَالَ؟ قَالَ: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ

فِيهَا الْمَنَافِعَ ؟قَالَ: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ، قَالَ :فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ ، اللهُ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: زَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَزَكَاةً فِيْ اَمْوَالِنَا ؟قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ: (نَعَم) وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِيْ سَنَتِنَا؟ قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: صَدَقَ، قَالَ: فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا ؟قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ۔

ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اور اسی لیے یہ بات ہمیں پسند تھی کہ کوئی سمجھ دار دیہاتی آئے اور آپ سے (دینی امور) پوچھے اور ہم سنیں۔ چنانچہ (ایک دفعہ) ایک دیہاتی آیا اس نے کہا: آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں خبر دی کہ اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، ایسا آپ کا خیال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے بالکل سچ کہا ہے۔'' پھر اس نے کہا کہ آسمان کس نے پیدا کیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ عزوجل نے''۔ پھر اس نے کہا کہ زمین کس نے پیدا کی ہے اور پہاڑ کس نے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ عزوجل نے۔'' پھر اس نے پوچھا کہ ان میں نفع دینے والی چیزیں کس نے پیدا کی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے۔'' پھر اس نے کہا کہ پس اس ذات کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا

ہوں جس نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور اس میں منافع پیدا کئے کہ کیا اس نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''ہاں'' (اللہ نے مجھ کو رسول بنایا ہے) پھر اس نے کہا کہ آپ کے قاصد نے بتلایا ہے کہ ہم پر پانچ وقت کی نمازیں اور مال سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے (کیا یہ درست ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اس نے بالکل سچ کہا ہے۔'' پھر اس نے کہا: آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنایا ہے، کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! اس (دیہاتی) نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا کیا اس نے آپ کو ان باتوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں بالکل درست ہے۔'' اس (دیہاتی) نے کہا: کیا ہم پر سال میں ایک مہینے کے روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ پھر وہ بولا آپ کے قاصد کا خیال ہے کہ ہم میں سے جو طاقت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: اُس نے سچ کہا۔'' پھر اُس نے کہا آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا کہ کیا اللہ ہی نے آپ ﷺ کو یہ حکم فرمایا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ''ہاں!'' پھر وہ کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں ان باتوں پر کچھ زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا۔ (بلکہ ان ہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کروں گا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے اپنی بات سچ کر دکھایا تو وہ ضرور ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

نُهِينَا	ہمیں منع کیا گیا	اَنْ نَسْاَلَ	کہ ہم سوال کریں
يُعْجِبُنَا	اچھا لگتا ہمیں	اَنْ يَجِيئَ	کہ آئے
اَهْلَ الْبَادِيَةِ	اہلِ دیہات میں سے	فَيَسْاَلُهٗ	پس وہ سوال کرے ان سے
نَسْمَعُ	ہم سنیں	اَتَانَا	آیا ہمارے پاس
رَسُوْلُ	قاصد/فرشتہ ہو یا انسان اللہ کی طرف سے ہو یا بندوں کی طرف سے	تَزْعَمُ	تو دعویٰ کرتا ہے
فَبِالَّذِیْ	پس قسم اس کی جو	نَصَبَ	نصب کیا، گاڑا
بَعَثَکَ	مبعوث کیا آپ کو	اَزِيْدُ	میں زیادہ کروں گا
اَنْقُصُ	میں کمی کروں گا	لَيَدْخُلَنَّ	ضرور داخل ہو گا

ماحصل:

① یہ حدیث سابقہ حدیث کے مضمون ہی تائید کرتی ہے۔

② قرآن حکیم میں سوالات کرنے سے روکے جانے پر صحابہ کا سوال کرنے سے رک جانا۔

③ قرآن حکیم کے بعض احکام کی تفصیل یا تشریح حدیث میں ملتی ہے۔ اسی لیے حدیث اسلامی شریعت کا دوسرا بنیادی اہم اور لازمی ماخذ ہے۔

④ صحابہ کا تمنا کرنا کہ کاش سوال کرنے کی ممانعت سے ناواقف کوئی بدو آ کر سوال

کرے تو ہم بھی دین کے متعلق مزید جان سکیں۔ اس سے علم سیکھنے میں ان کی حرص اور منع کرنے پر سوال کرنے سے رک جانے میں اطاعت کا کمال ثابت ہوتا ہے۔

⑤ بدو کا یہ کہنا: فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلَیْھِنَّ شَیْئاً وَ لَا اَنْقُصُ جواب میں آپ کا فرمانا: اِنْ صَدَقَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ (اگر یہ سچا ہے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا) سے معلوم ہوا کہ فرائض میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔

⑥ جنت کے حصول کے ضامن وہی حقوق اللہ ہیں جو اور جتنے اللہ نے فرض قرار دیئے۔

⑦ یہ حدیث بدعات کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔

⑧ بدوؤں میں سختی پائی جاتی تھی اس لیے اس نے سخت لہجہ اختیار کیا۔

⑨ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچانے کے لیے ہر طرح کی سختی کو نرمی کے ساتھ برداشت کیا۔ یہی ایک مبلغ کا رویہ ہونا چاہیے۔

⑩ دیہاتی نے زمین، آسمان، پہاڑ اور نفع آور اشیاء کی تخلیق کے متعلق استفہامیہ انداز میں کہا: کیا اللہ نے ان سب کو بنایا اس سے پتا چلتا ہے کہ عرب کے بدوؤں اور دیگر باشندوں کا یہ ایمان پہلے ہی سے تھا کہ کائنات کا خالق اللہ ہے ...... لیکن وہ اس کی ربوبیت، الوہیت اور حاکمیت میں شریک ٹھہراتے تھے۔

⑪ اس حدیث میں حج بیت اللہ کی فرضیت کا بھی ذکر ہے۔

⑫ انسان اگر صرف فرائض ہی پورے کرے تو بھی جنت میں داخل ہوگا۔

باب:۷

مَایُذْکَرُ فِی الْمُنَاوَلَۃِ وَ کِتَابُ اَھْلَ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ اِلَی الْبُلْدَانِ

”المناولہ“ کے بارے میں اور اہل علم کا علمی باتیں لکھ کر (دوسرے) شہروں میں بھیجنا

وَقَالَ اَنَس: نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ، فَبَعَثَ بِهَا اِلَى الْاٰفَاقِ، وَرَأَى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ جَائِزًا، وَاحْتَجَّ بَعْضُ اَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِاَمِيْرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ: لَا تَقْرَأْهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا۔ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ، وَاَخْبَرَهُمْ بِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف (یعنی قرآن) لکھوائے اور انہیں چاروں طرف بھیج دیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یحییٰ بن سعید اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ (کتابت) جائز ہے۔ اور بعض اہل حجاز نے مناولہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال فرمایا تھا کہ جس میں ہے کہ آپؐ نے امیرِ لشکر کے لیے ایک خط لکھا اور فرمایا: جب تک فلاں فلاں جگہ نہ پہنچ جاؤ اس خط کو مت پڑھنا۔ پھر جب وہ اس جگہ پہنچ گئے تو اس نے خط کو لوگوں کے سامنے پڑھا اور جو آپ کا حکم تھا وہ انہیں بتایا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُناوِلَة	ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز دینا، پکڑانا	فَبَعَثَ	پس بھیجا
البَلَدَ	شہر	نَسَخَ	نقل کیا
اٰفَاقِ	افق کی جمع، ہر طرف	وَاحتَجَّ	اور حجت پکڑی، دلیل لی
کَتَبَ	لکھا	السَّرِیَّةِ	لشکر
تَقرَاَہُ	تم پڑھو اس کو	تَبلُغَ	تو پہنچ جائے
بِاَمرِ	حکم سے	اَخبَرَھُم	خبر دی ان کو

تمہیدی اقوال:

☆ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف لکھ کر مختلف علاقوں میں بھیجے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو خط دیا کہ فلاں مقام پر جا کر پڑھنا اور ساتھیوں کو سنانا۔ سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ تقریباً بارہ آدمی تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دو دن کی مسافت کے بعد یہ خط کھول کر پڑھنا۔ اسی واقعہ سے لکھ کر دین کی دعوت دینا ثابت ہوتا ہے۔

☆ حکومتی سطح پر اشاعتِ قرآن حکیم کا کام سب سے سیدنا پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

☆ ایک شہر کے علماء کو دوسرے شہر کے علما کا علمی باتیں لکھ کر بھیجنا جائز ہے۔

☆ اشاعتِ کتب کا جواز ہے۔ بشرطیکہ علمِ نافع کی حامل ہوں۔

ح:٦ ....رقم المسلسل: ٢٤

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ،قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ،عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ،عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ،أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ ،أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ ،فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى ،فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ ......فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خط ایک شخص کے ہاتھ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دے دے۔(چنانچہ اس نے دے دیا) اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ (شاہ ایران) تک پہنچا دیا۔پھر جب (کسریٰ نے) اس کو پڑھا تو (اپنی بدبختی سے) اس کو چاک کر ڈالا۔(سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ان لوگوں کو بددعا دی کہ ''وہ (لوگ بھی) بالکل (اسی طرح) ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

بَعَثَ	بھیجا	أَمَرَهُ	حکم دیا اس کو
يَدْفَعَهُ	لے جائے اس کو	عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ	بحرین کا سردار
قَرَأَهُ	پڑھا اس کو	مَزَّقَهُ	ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس کو
فَحَسِبْتُ	پس میں خیال کرتا ہوں	فَدَعَا عَلَيْهِمْ	ان پر بددعا کی

يُمَزَّقُوا	وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں		

ماحصل:

① خط لے کر جانے والے صحابی کا نام سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھا۔

② حاکمِ وقت کو غیر مسلم حاکموں کو دعوتِ اسلام دینا فرض ہے۔

③ حاکمِ بحرین کا نام مُنذِر بن ساویٰ تھا۔

④ نبی اکرم ﷺ نے حاکمِ بحرین تک خط اس لیے بھیجا کہ کسریٰ تک پہنچنا دشوار تھا اور حاکمِ بحرین کسریٰ کا باج گزار تھا۔

⑤ کِسریٰ (ایران کا بُرا بادشاہ) کا نام پرویز تھا۔

⑥ پرویز نے نامہ مبارک کو چاک کیا۔

⑦ پرویز بد بخت کا نام رکھنے سے بچنا چاہیے۔

⑧ رسول اللہ ﷺ کا پرویز کو بد دعا دینا اور اس بد دعا کا واقع ہو جانا

⑨ پرویز کسریٰ کے بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا۔ چھ ماہ بعد اس کا بیٹا بھی مر گیا اور اس خاندان کی ایک عورت پوران کو تخت پر بٹھایا گیا وہ بھی چند ماہ بعد قتل کر دی گئی۔

⑩ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کا درست نکلنا

⑪ یہ پیشین گوئی وحی کی روشنی میں تھی۔

⑫ اس حدیث سے مناولہ ثابت ہوتا ہے۔

⑬ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے اور آپ کے نامہ مبارک کی بے حرمتی

کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہت سمیت ہلاک کر کے سزا دی۔

⑭ آپ ﷺ کو حقیر سمجھ کر پرویز بد بخت نے خط ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا۔

⑮ گستاخِ رسالت کرنے والے کی شرعی سزا اس کو قتل کر دینا ہے۔

⑯ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے تعلق رکھنے والی کسی بھی چیز کی توہین کرنا گستاخی میں شامل ہے۔

⑰ نبی اکرم ﷺ بد دعا نہیں دیتے تھے لیکن جو گستاخی میں ہر طرح کی حدیں پار کر جاتا تھا۔ اسے آپ ﷺ نے بد دعا دی ہے، جیسے مکی زندگی میں نماز کے دوران جسدِ اطہر پر مردہ اونٹ کی بچہ دانی پھینکنے والے سرداروں کے لیے۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ۲۶۴، ۷، ۴۴۲۴، ۲۹۳۹ نمبر کے تحت بھی موجود ہے۔

ح:۷..............رقم المسلسل:۶۵

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ.... فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ، مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: أَنَسٌ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک خط (شاہ روم یا ایران) کو لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے یہ کہا گیا کہ وہ لوگ بے مہر کا خط نہیں پڑھتے، (یعنی اس کو وقعت نہیں دیتے) چنانچہ آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس

میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔(سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے) گویا میں (اب بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں اس کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔.....(شعبہ راوی) کہتے ہیں کہ میں نے کہا، کس نے یہ کہا کہ اس (انگوٹھی) کا نقش محمد رسول اللہ تھا؟ تو انہوں (قتادہ) نے کہا: انس رضی اللہ عنہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا یَقْرَؤُوْنَ	نہیں وہ پڑھا کرتے	مَخْتُوْمٌ	مہر لگا ہوا
فَاتَّخَذَ	پس لی، پس پکڑی	مِنْ فِضَّةٍ	چاندی کی
نَقْشُه'	نقش اس کا	کَاَنِّیْ	گویا کہ میں
بَیَاضِهٖ	اس کی سفیدی	اَنْظُرُ	میں دیکھ رہا ہوں

ماحصل:

① تبلیغ کے لیے خطوط کا استعمال سنتِ نبوی ہے۔

② برائے تبلیغ و دعوت تصنیفات کا جواز

③ اپنی تحریر پر مہر لگانے کا جواز

④ مہر بنانے کا جواز

⑤ بادشاہ یا سلطان وغیرہ کا مہر کے لیے خصوصی انگوٹھی بنوانا

⑥ مرد ضرورت کے تحت چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے۔

⑦ انگوٹھی پر ضرورتاً نقش کھدوایا جا سکتا ہے۔

⑧ خطوں پر مہر لگانے کا رواج عہدِ رسالت میں بھی موجود تھا۔

⑨ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا تھا۔

⑩ آپ ﷺ نے یہ انگوٹھی اندازاً ٦ یا ٧ ہجری میں بنوائی تھی۔ (کشف الباری)

⑪ روم کے بادشاہ کو خط لکھتے وقت صحابہ نے انگوٹھی بنوا کر مہر لگانے کا مشورہ دیا تھا لہٰذا اپنے ساتھیوں کا درست مشورہ قبول کر لینا چاہیے۔

⑫ مہر کے لیے قدیم دور میں انگوٹھی استعمال کی جاتی تھی اس لیے انگوٹھی کو خاتم کہتے ہیں۔یعنی جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔

⑬ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول کا یہ انداز کہ وہ گویا انگوٹھی کو آپ ﷺ کی انگشتِ مبارک میں دیکھ رہے ہوں۔ سچ ہے محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

⑭ مسلمان حکم رانوں کو چاہیے کہ وہ کافر ملکوں کے حکم رانوں کو بذریعہ خط تبلیغ کیا کریں کہ یہ سنتِ رسول ﷺ ہے۔ جب کہ انہیں ملاقات کے وقت بھی یہ فریضہ انجام دینا چاہئے۔

⑮ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث ہے۔

مزید مستنبط ہونے والے مسائل:

کافر بادشاہ بھی انگوٹھی ہی مہر کے لیے استعمال کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے بھی انگوٹھی ہی استعمال کی لیکن یہ تشبّہ بالکفار نہیں ہے، جس کی درجِ ذیل وجوہات ہیں:

☆ جب نبی ﷺ نے وہ کام کیا تو تشبّہ بالکفار نہیں رہا۔

☆ انگوٹھیوں کا نقش بہر حال مختلف تھا۔

☆ یہ بین الاقوامی قانون کے لحاظ سے ایک ضرورت تھی۔

☆ کافر بادشاہ سونے اور ہیروں کی انگوٹھیاں بنواتے جو خاصی مہنگی ہوتی تھیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جو ان انگوٹھیوں کے مقابلے میں بہت کم قیمت تھی۔

☆ ایسا بین الاقوامی قانون جس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہو لیکن اس سے اسلام کے بنیادی اصولوں پر زد نہ پڑتی ہو اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔

(بخاری رقم: ۲۹۳۸، ۵۸۷۲، ۵۸۷۴، ۵۸۷۷، ۷۱۶۲۔ کے علاوہ مسلم: ۵۴۴۷۔ نسائی: ۵۲۱۶، ۵۲۸۳ میں بھی یہی مضمون ہے۔)

❀❀❀❀

باب:۸

مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا

اس شخص کا بیان جو مجلس کے اخیر میں (جہاں جگہ ہو) بیٹھے اور جو حلقے میں کھلی جگہ پا کر اس میں بیٹھ جائے

ح:۸.............رقم المسلسل:٦٦

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللهِ فَآوَاهُ اللهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ۔

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بغرض استفادہ) بیٹھے ہوئے تھے، تین اشخاص آئے تو (ان میں سے) دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گئے اور ایک چلا گیا (ابو واقد رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ وہ دونوں (کچھ دیر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں

گنجائش دیکھی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے (جہاں مجلس ختم ہوتی تھی) بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس ہی چلا گیا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے (وعظ سے) فراغت پائی تو (صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: کیا میں تمھیں ان تین آدمیوں کی حالت نہ بتاؤں کہ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے (بھی) اس سے اعراض فرمایا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قَعَدَ	بیٹھ گیا	جَالِسٌ	بیٹھا ہوا
فُرْجَةٌ	خالی جگہ	فَجَلَسَ	پس بیٹھ گیا
اِثْنَانِ	دو	ذَهَبَ	گیا
فَاَدْبَرَ	پس پیٹھ پھیری	ذَاهِبًا	چلا گیا
فَرَغَ	فارغ ہوئے	فَاَوٰی	پس پناہ لی
فَاسْتَحْیٰ	پس حیا کی	فَاَعْرَضَ	پس اعراض کیا
اَقْبَلَ	آئے	نَفَرٍ	آدمیوں کی چھوٹی جماعت
حَلْقَةٌ	دائرہ، مجلس	خَلْفَهُمْ	پیچھے ان کے

ماحصل:

① علمی مجالس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے۔

② جو شخص شرم کرتا ہے اللہ اس سے شرم کرتا ہے اس میں شرم کی فضیلت کا بیان ہے۔

③ مناسب جگہ نہ ملنے پر پیچھے ہی بیٹھ جانا چاہیے۔

④ دین کی باتیں سننے کے لیے درس وتدریس کی مجلس میں جانا چاہیے۔

⑤ نبی اکرم ﷺ کی مجلس سے بلاوجہ اعراض کرنے والا شخص منافق ہی ہوسکتا ہے۔ مومن ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔

⑥ علم سیکھنے کے لیے مجلس میں جگہ کی تنگی ہو، گرمی ہو، جگہ صاف نہ ہو، کہیں آخر میں جوتوں میں جگہ مل جائے تب بھی بیٹھ جانا چاہیے کہ یہ خیر وبرکت کی مجلس ہے۔

⑦ مجلس میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانا منع ہے لیکن اگر کہیں خالی جگہ ہو تو آگے جا کر بیٹھ سکتے ہیں۔ (فتح الباری)

⑧ ایسی مجلسوں میں اللہ کی رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس خیر سے محروم ہونا بدنصیبی ہے۔

⑨ مربی کو چاہیے کہ ہر واقعے سے نصیحت کا پہلو اخذ کرے اور اپنے زیرِ تربیت لوگوں کو اس کے متعلق بتائے۔

⑩ اللہ تعالیٰ سے بندہ دین کے معاملے میں جیسا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لیے ویسا ہی کرتا ہے اس لیے بندے کو اللہ کے ساتھ ہر معاملے میں قربت حاصل کرنے والا معاملہ کرنا چاہیے تاکہ اللہ بھی اسے اپنی قربت سے نوازے۔

⑪ دین کی باتوں سے اعراض کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

⑫ نیکی ذرہ بھر بھی ہاتھ آئے تو اسے کھونے کی بجائے حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے جیسے پہلے دو آدمیوں نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی۔

(یہ حدیث صحیح بخاری میں الرقم: ٤٧٦۔ مسلم: ٥٦٤٥، ٥٦٤٦۔ ترمذی: ٢٧٤٧ میں بھی آئی ہے۔)

باب:۹

قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ

نبی ﷺ کا فرمانا کہ بسا اوقات وہ شخص جسے (بالواسطہ) حدیث پہنچائی جائے، (براہ راست سننے والے کی بہ نسبت زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

ح:۹..............رقم المسلسل:۶۷

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ، وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ، قَالَ: أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ فَسَكَتْنَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل یا لگام پکڑے ہوئے تھا، آپ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوکر) فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ تو ہم چپ رہے، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ

عنقریب آپ ﷺ اس کے (اصلی) نام کے سوا کچھ اور (نام اس کا) رکھیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ تو ہم نے پھر سکوت کیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ اس کا نام بدل کر بتائیں گے تو آپ نے فرمایا: کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی: ہاں۔ (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن میں، تمہارے اس مہینہ میں، تمہارے اس شہر میں حرام (سمجھتے جاتے) ہیں، چاہیے کہ (جو لوگ) حاضر (ہیں وہ) ان کو یہ خبر پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں اس لیے کہ شاید اس وقت سننے والا ایسے شخص کو یہ حدیث پہنچائے جو اس سے کہیں زیادہ اس کو یاد رکھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُبَلَّغ	جسے پہنچایا جائے	اَوْعٰی	زیادہ یاد رکھنے والا
سَامِع	سننے والا	قَعَدَ	بیٹھا
بَعِیْرِہٖ	اس کا اونٹ	اَمْسَکَ	پکڑ لیا
بِخِطَامِہٖ	اس کی لگام کو	فَسَکَتْنَا	پس ہم خاموش رہے
ظَنَنَّا	گمان کیا ہم نے	سَیُسَمِّیْہِ	نام رکھیں گے اس کا
دِمَاءَکُمْ	تمہارے خون	اَعْرَاضَکُمْ	تمہاری عزتیں
کَحُرْمَۃِ	مانند حرمت	بَلَدِکُمْ	تمہارے شہر کی

لِیُبَلِّغ	چاہیے کہ پہنچا دے	اَلشَّاھِدُ	حاضر

ماحصل:

① یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

② یوم النحر کی حرمت تمام دنوں سے بڑھ کر ہے۔

③ ذی الحجہ کے مہینے کی حرمت دیگر مہینوں پر ہے۔

④ مسلمان کے جان، مال اور آبرو کی حرمت پامال کرنا ایسے ہی ہے جیسے ذوالحجہ کے مہینے میں، حج کے ایام میں بیت اللہ کی حرمت کو پامال کرنا

⑤ مسلمان بہن بھائیوں کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت اپنے جان، مال اور آبرو کی طرح کرنا چاہیے۔

⑥ اپنے سے کم تر سے بھی دین سیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

⑦ کسی فریضے کو ادا کرنے کے لیے یا کسی کا پیغام آگے پہنچانے کے لیے کمالِ فہم کی شرط نہیں۔ (فتح الباری)

⑧ دین کا علم جاننے والے پر آگے پہنچانا فرض ہے۔

⑨ شاگرد استاد سے علم اور عمل میں آگے بڑھ سکتا ہے۔

⑩ ممکن ہے جسے علم پہنچایا جائے وہ یاد رکھنے کا زیادہ اہتمام کرے، مثلاً لکھ لینا، اچھے طریقے سے مرتب کرنا، سمجھ کر پڑھنا، تشریح کرنا وغیرہ

⑪ یہ بھی ممکن ہے کہ سننے والا یاد تو اچھی طرح کر سکتا ہو۔ لیکن اس سے استفادہ اور استنباط نہ کر سکتا ہو مگر جسے وہ بتائے وہ یہ کام بھی کر سکتا ہو۔

⑫ ضرورت کے وقت محدث یا خطیب سواری پر بیٹھ کر خطبہ دے سکتا ہے لیکن بغیر ضرورت جانور پر بیٹھے بیٹھے باتیں کرنا جانور پر ظلم ہے۔

⑬ شاگرد کو چاہیے کہ وہ استاد کی تشریح وتفصیل کا انتظار کرے اور خود جواب دینے یا جواب طلب کرنے میں عجلت نہ کرے۔

⑭ مثالیں اور تشبیہات دے کر دین سمجھانا جائز ہے۔

⑮ حاضر لوگوں (صحابہ) نے یہ حدیث غائب (آنے والی نسلوں) تک پہنچادی تھی تبھی تو یہ سارا علم ہم تک پہنچا۔

⑯ نبی اکرم ﷺ کا یہ طریقِ تعلیم کہ آپ مختلف سوال کر کے اہم باتیں ذہن نشین کراتے تھے۔

(یہ حدیث کتاب العلم: ۱۵۰ کے علاوہ، ۱۷۴۱، ۱۳۹۷، ۴۴۰۶، ۴۶۶۲، ۵۵۵۰، ۸۷۰۷، ۷۴۴۷۔ کے علاوہ مسلم: ۴۳۵۹، ۴۳۶۰۔ ترمذی: ۱۵۴۲۰۔ نسائی: ۴۰۴۴ میں بھی موجود ہے)

جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔''

★ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ (العنکبوت:۴۳)

''اہلِ علم یعنی معرفتِ توحید حاصل کرنے والے ہی اہلِ عقل و دانش ہیں۔''

★ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيْرِ۔ (الملک:۱۰)

''اور (کافروں نے) کہا کہ ہم عقل اور سماعت رکھتے ہوتے تو جہنمی نہ ہوتے۔''

★ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (الزمر:۹)

''کیا اہلِ علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟''

اہلِ علم اور جہلا کے عقائد، عبادات، معاملات، رویے اور حرکات و سکنات میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اہلِ علم کے ان تمام کاموں میں تقویٰ، وقار اور سکینت پائی جاتی ہے۔

★ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

''اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے فہمِ دین عطا کرتا ہے۔''

فقہ فی الدین سے مراد بصیرت، اسلامی احکام کی سمجھ، انسانی نفسیات پر علمِ دین کا اطلاق اور ان کے تربیت و تزکیہ کے اسلوب سے واقف ہونا ہے۔

★ وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ۔

''بے شک علم سیکھنے ہی سے آتا ہے۔''

★ اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَلَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ، وَأَشَارَ إِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ تُجِيْزُوْا عَلَيَّ: لَأَنْفَذْتُهَا

★ ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ اگر تم اس پر (گردن کی طرف اشارہ کیا) تلوار رکھ دو اور مجھے گمان ہو کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ایک کلمہ سنا ہے، گردن کٹنے سے پہلے بیان کر سکوں گا تو یقینا میں اسے بیان کر ہی دوں گا۔

★ وقال ابنِ عباس: كُونُوا رَبَّانِيِّينَ (آل عمران:۷۹) حُكَمَاءَ ، عُلَمَاءَ، فُقَهَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَانِيِّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد علما وفقہا ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ربانی وہ ہے جو لوگوں کی تربیت کرتا ہے اور بڑے مسائل بتانے سے پہلے چھوٹے علمی مسائل سکھاتا ہے۔''

مولانا داؤد راز لکھتے ہیں: ربانی وہ ہے جو لوگوں کو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی (علمی) تربیت کرے۔ اس میں قاعدہ سیپارا پڑھانے والے بھی شامل ہیں۔ (صحیح بخاری، تشریح مولانا داؤد راز)

ماحصل:

① صحابہ کا علم بیان کرنے میں حریص ہونا

② علمی دیانت کی انتہا

③ آخری دم تک علم حاصل کرنے اور علم تقسیم کرنے کی رغبت وحرص

باب:١١

مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوْا

نبی ﷺ کا لوگوں کے وعظ اور علم کے لیے وقت اور موقع کا لحاظ رکھنا (ہر وقت اس طرف مشغول نہ رکھنا) تاکہ وہ بیزار نہ ہوجائیں

ح:١٠ .... رقم المسلسل:٦٨

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ ،قَالَ أَخبَرنَا سُفيَانُ ،عَنِ الْأَعْمَشِ ،عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ،قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں نصیحت کرنے کے لیے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے تھے، ہمارے اکتا جانے کے خیال سے (ہر روز وعظ نہ فرماتے تھے)۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَخَوَّلُنَا	خیال کرتے تھے ہمارا	بِالْمَوْعِظَةِ	نصیحت کرنے سے
اَلسَّامَةِ	اکتاہٹ	كَرَاهَةِ	ناپسندیدگی

بملاحظہ: تشریح رقم الحدیث: ١٣ کے تحت دیکھیے۔

ح:١١ .... رقم المسلسل ٦٩

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحيَى ابْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ ،

قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو التَّيَاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (دین میں) آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور (لوگوں کو) خوشخبری سناؤ اور (زیادہ تر ڈرا ڈرا کر انھیں) متنفر نہ کرو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَسِّرُوْا	آسانی دو	لَا تُعَسِّرُوْا	نہ تنگی کرو
بَشِّرُوْا	خوش خبری دو	لَا تُنَفِّرُوْا	نہ نفرت دلاؤ

ماحصل:

① کسی مسئلے یا مشکل کا قرآن وسنت کی روشنی میں آسان حل بتانا چاہیے۔

② جن امور میں شریعت نے نرمی رکھی ہے ان کے معاملے میں لوگوں پر نرمی برتنا چاہیے۔

③ لوگوں کو بات بات پر ڈرانا نہیں چاہیے بلکہ انہیں یہ خوش خبری دینا چاہیے کہ وہ کامیاب ہوں گے دنیا وآخرت میں۔

④ لوگوں کو ان کی خوبیاں یاد دلا کر انہیں عمل کی طرف راغب کرنا چاہیے۔

⑤ مایوس کرنے والی باتیں اور مسائل نہیں بتانا چاہیے۔

⑥ لہجے میں سمجھاتے وقت نرمی رکھنا چاہیے۔

⑦ سخت احکام بتانے اور لوگوں کو مایوس کرنے سے لوگ دین سے متنفر ہو جایا کرتے

ہیں۔

آسانی کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ منکر کو دیکھ کر لوگوں کو منع نہ کیا جائے، برائی دیکھ کر منع کرنا فرض ہے۔

⑧ یہ حدیث داعیانِ دین، والدین، اساتذہ اور مربی حضرات کے لیے بہت اہم اور راہنما ہے۔

⑨ اس میں تبلیغ دین کے چار اصول بتائے گئے ہیں۔ (۱) آسانی کرنا (۲) تنگی نہ کرنا (۳) خوش خبری سنانا (۴) لوگوں کو دین سے متنفر نہ کرنا۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں: ۶۱۲۵ نمبر کے تحت اور صحیح مسلم میں ۴۵۲۸ کے تحت بھی آئی ہے۔

باب: ۱۲

مَنْ جعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً

جو شخص علم سیکھنے والوں کے لیے کچھ دن مقرر کر دے

ح: ۱۲ ا .... رقم المسلسل: ۷۰

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ،قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ،عَنْ مَنْصُوْرٍ ،عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيْسٍ ،فَقَالَ لَه رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ ،قَالَ :أَمَا إِنَّه يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ ،بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

ابو وائل نے کہا، عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ سناتے ، ایک شخص نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میری آرزو یہ ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ سنایا کریں ۔انہوں نے کہا (یہ کچھ مشکل نہیں) مگر میں اس لیے نہیں کرتا کہ تم کو اکتا دینا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا اور میں (تمہاری خوشی کا) موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں جیسے نبی ﷺ ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر ہم کو نصیحت فرماتے تھے، آپ کو یہی ڈر تھا کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُذَكِّرُ	نصیحت کیا کرتے تھے	خَمِيْسٍ	جمعرات
لَوَدِدْتُ	میں چاہتا ہوں	ذَكَّرْتَنَا	آپ ہمیں نصیحت کرتے

يَمْنَعُنِي	روکتا ہے مجھ کو	اَكْرَهُ	میں ناپسند کرتا ہوں
أُمِلَّكُمْ	اکتادوں تم کو	اَتَخَوَّلُكُمْ	میں چھوڑ دیتا ہوں تم کو

ماحصل:

① ایک آدمی سے مراد غالباً یزید بن معاویہ نخعی ہیں کتاب الدعوات میں دی گئی روایت سے یہی مترشح ہوتا ہے۔ (کشف الباری)

② نبی کریم ﷺ کی لوگوں پر شفقت

③ نصیحت کے لیے وقت اور دن طے کیا جا سکتا ہے بلکہ اسی میں سہولت ہے۔

④ ہر کام میں ترتیب و تنظیم مسلمان کا طریقہ ہے۔

⑤ مربی، والدین اور اساتذہ کے لیے یہ راہنما حدیث ہے۔

⑥ نصیحت ہر روز نہیں کرنا چاہیے نیز ہر وقت نصیحت نہیں کرنا چاہیے۔

⑦ صحابہ اور تابعین سے بھی یہ خدشہ تھا کہ وہ نصیحت و تعلیم سن سن کر اکتا جائیں گے۔

⑧ کچھ جوشیلے لوگ نصیحت و تعلیم ہمہ وقت پسند کرتے ہیں لیکن یہ عوام کے لیے ناقابلِ قبول اور اکتاہٹ پیدا کر دینے والا کام ہے۔

⑨ مربی اور استاد کو طلبہ کی دیگر مصروفیات کی رعایت کرنا چاہیے۔

⑩ درس و وعظ نفلی عبادت ہے لہٰذا اس میں اتنی مشغولیت نہ ہو کہ دل میں بے رغبتی اور ملال پیدا ہونے لگے۔

⑪ اہلِ علم سے علم سکھانے کی سفارش کرنا۔

⑫ عوامی امور میں عوام کے مزاج اور مصروفیات کا خیال رکھنا چاہیے۔

⑬ ایک ہی طرح کی گفتگو سن کر یا ایک ہی طرح کے کام سے دماغ تھک جایا کرتے ہیں۔

⑭ زیرِ تربیت افراد کے مزاج کو سمجھنا مربی کے لیے ضروری ہے۔

⑮ استاد یا والدین یا بڑے بہتر جانتے ہیں کہ انھوں نے سمجھانے یا پڑھانے کے لیے کیا انداز اختیار کرنا ہے۔

⑯ ہر وقت وعظ و نصیحت کرتے رہنے سے بعض لوگوں کے دل اسلام سے متنفر بھی ہو جایا کرتے ہیں لہٰذا محتاط رہنا چاہیے۔

⑰ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث ہے۔

یہ حدیث بخاری: ۶۸، مسلم: ۲۸۲۱ میں بھی آئی ہے۔

باب : ۱۳

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہے

اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے

ح : ۱۳ .... رقم المسلسل : ۷۱

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ : قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيْبًا ، يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ، وَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ ، وَ اللهُ يُعْطِي وَ لَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى أَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ ۔

حُمید بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا ، انہوں نے فرمایا : اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہی ہے اور یاد رکھو کہ یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم (دین) پر قائم رہے گی تو جو شخص ان کا مخالف ہو گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے ۔

مشکل الفاظ کے معانی :

خَيْرًا	بھلائی	يُعْطِي	عطا کرتا ہے
لَنْ تَزَالَ	ہمیشہ ہی	لَا يَضُرُّهُمْ	نہیں ضرر پہنچائے گا ان کو
خَالَفَهُمْ	مخالفت کرے گا ان کی	يُعْطِي	عطا کرتا ہے

يَأْتِي	آئے گا	أَنَا	میں

ماحصل:

① دین کی سمجھ بھلائی کی علامت ہے۔

② أَنَا قَاسِمٌ (میں بانٹنے والا ہوں) یعنی غنیمت کا مال بانٹنے والا ہوں یا یہ کہ خیر (حکمتِ دین) دوسروں تک پہنچانے والا ہوں۔

③ قاسم نبی ﷺ کی صفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت ایسے ہے جیسے کارندے، ذرائع اور وسائط ہوتے ہیں۔ (کشف الباری)

④ وَ اللّٰهُ يُعْطِيْ (اور اللہ ہی عطا کرتا ہے) یعنی عطاو بخشش اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے۔ اس میں توحید ربوبیت کا اظہار و اعلان ہے۔

⑤ مراد یہ کہ اللہ علم عطا کرتا ہے اور اسے میں تم میں تقسیم کرتا ہوں اس میں کوئی تفاوت یا تفاضل نہیں البتہ لوگ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اسے اخذ کرتے ہیں۔

⑥ اس میں نبی اکرم ﷺ کا اللہ کے سامنے اظہارِ عاجزی پایا جاتا ہے۔

⑦ جن لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے ہاں موجود تمام خزانے مال، اولاد، علم وغیرہ بانٹنے والے ہیں اس حدیث میں ان کی تردید موجود ہے۔

⑧ اسلام تا قیامت قائم رہے گا۔ اس حدیث میں اسلام کا یہ وصف بتایا گیا ہے۔

⑨ مخالفین اسلام کو کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، مراد یہ کہ اسے مٹا نہیں سکتے اور نہ ہی مغلوب کر سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ مسلمان مغلوب ہوجاتے ہیں تو یہ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے مغلوب ہوتے ہیں، ان کے مغلوب ہونے سے اسلام مغلوب نہیں ہوتا بلکہ وہ غالب ہی رہتا ہے۔

⑩ امر اللہ سے مراد قیامت ہے۔ یعنی اسلام تا قیامت قائم رہے گا۔

(یہ حدیث صحیح بخاری رقم: ۳۱۱۶، ۳۶۴۱، ۷۳۱۲، ۷۴۶۰۔ اور مسلم: ۲۳۸۹ میں بھی ہے)

باب: ۱۴

اَلْفَهْمُ فِی الْعِلْمِ

(حصولِ) علم میں سمجھداری

ح: ۱۴............رقم المسلسل: ۷۲

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ لِی ابْنُ أَبِی نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: هِيَ النَّخْلَةُ، فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ تک رہا، میں نے ان سے اس ایک حدیث کے علاوہ ان سے اور کوئی حدیث نہیں سنی جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک کھجور کا گابھہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔'' پس میں نے ارادہ کیا کہ کہوں: وہ درخت کھجور کا ہے چونکہ میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے چپ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

اس حدیث کی تشریح رقم المسلسل: ۶۲ میں دیکھیے۔

باب:١٥

الْاِغْتِبَاطُ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ

علم اور حکمت میں غبطہ (رشک) کرنا (درست ہے)

تمہیدی اقوال:

☆ قول عمر: تَفَقَّهُوْا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا (سردار بننے سے پہلے تفقہ حاصل کرلو)۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، رقم: ۵۰۸، ۵۰۹)

☆ قَالَ اَبُو عَبْدِاللهِ، وَبَعْدَ اَنْ تُسَوَّدُوْا ،و قَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كِبَرِ سِنِّهِمْ ابوعبداللہ بخاری کا قول ہے کہ سردار بنائے جانے کے بعد بھی علم حاصل کرو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بڑھاپے کے بعد بھی علم سیکھا۔

☆ قولِ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مراد ہے کہ متوقع ذمہ داری میں پڑنے سے پہلے اس کے متعلق علم حاصل کر لینا چاہیے۔یعنی قبل از وقت تربیت و تعلیم

☆ بعض اوقات انسان کو بڑے ہو کر علم حاصل کرنے میں شرم بھی مانع ہو جاتی ہے اس لیے بھی فرمایا کہ سردار بنائے جانے سے پہلے علم حاصل کرو۔

☆ بعد میں بھی علم حاصل کرو۔(قولِ امام بخاری) یعنی ذمہ داری پڑ جانے کے دوران بھی اس کے متعلق جاننا چاہیے۔

☆ علم حاصل کرنے میں وقت کی کوئی قید نہیں، اسلام نے ہی تعلیمِ بالغاں کا تصور اور طریقہ رائج کیا ہے۔(بخاری: ۶۱۔ مسلم: ۷۱۰۰، ۷۱۰۱)

ح:۱۵ .... رقم المسلسل:۷۳

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ،قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ،قَالَ :حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ ،قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ ،رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا ،فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ ،وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَ يُعَلِّمُهَا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد (رشک) جائز نہیں مگر دو شخصوں (کی عادتوں) پر۔(۱) اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور اس بات کی توفیق و ہمت بھی کہ اسے (راہ) حق میں صرف کرے (۲) اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے علم و حکمت عنایت کی ہو اور اس کے ذریعہ سے فیصلے (اور عمل) کرتا ہو اور (لوگوں) کو اس کی تعلیم کرتا ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِثْنَتَيْنِ	دو	آتَاهُ	دیا اس کو
فَسُلِّطَ	پس قابو دیا گیا	يَقْضِي	فیصلہ کرتا ہے
يُعَلِّمُهَا	سکھاتا ہے اسے	هَلَكَتِهِ	ہلاک کرتا ہے اسے مراد یہ کہ خرچ کرتا ہے اسے یعنی مال کو

ماحصل:

(۱) اس حدیث میں لفظ حسد ''غبطہ'' (رشک) کے مفہوم میں آیا ہے۔

② حسد کسی کی نعمت چھن جانے کی آرزو کرنے اور اس نعمت کو خود حاصل کر لینے کی خواہش کرنے کا نام ہے جب کہ رشک یہ ہے کہ دوسرے کے پاس نعمت دیکھ کر قلبی خوشی ہو اور خواہش کی جائے کہ اللہ مجھے بھی اس کی طرح نعمت عطا کرے تا کہ اسے خیر کے کاموں میں خرچ کروں۔

③ رشک صفتِ حسنہ ہے اور حسد صفتِ بد۔ کبھی کبھی حسد کا لفظ غبطہ (رشک) کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

④ دنیوی چیزوں میں رشک کرنا جائز نہیں۔

⑤ جو شخص نعمت کو خیر کے کاموں میں خرچ نہیں کرتا اس جیسا بننے کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ قارون کے پاس مال دیکھ کر بنی اسرائیل کے لوگوں نے خواہش کی تھی کہ کاش ان کے پاس بھی اتنا ہی مال ہوتا۔

⑥ علم انسان کی داخلی خوبیوں میں سے ہے اور مال خارجی خوبیوں میں سے، اس لیے یہاں ان کا ذکر خاص طور پر کیا گیا۔

⑦ علم و حکمت اور مال میں رشک کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ جس پر رشک کیا جائے وہ انہیں دین کے لیے استعمال کر رہا ہو

⑧ صرف مال اور علم کا ہی رشک کرنے میں ذکر کیوں؟ وجہ یہ کہ دیگر تمام خوبیوں پر یہ دونوں بھاری ہیں۔ ورنہ غبطہ (رشک) تو ہر اچھی خصلت میں کرنا چاہیے۔

⑨ اس شخص کی تعریف جو مال اپنی ذات کے لیے نہیں طلب کرتا بلکہ اس لیے کہ میں اسے فی سبیل اللہ خرچ کروں۔

⑩ جو شخص مال اللہ کی راہ میں صرف کر دے اسے مسرف (فضول خرچ) نہیں کہا

جائے گا۔

⑪ دنیوی ضروریات کے لیے مال اللہ سے مانگ سکتے ہیں لیکن بغیر کسی پر رشک کیے۔

⑫ دولت ناپسندیدہ نہیں بشرطیکہ اسے نیک کاموں پر خرچ کیا جائے۔

⑬ علم کے مطابق فیصلے کرنا لازم ہے یعنی خود عمل کرنا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینا۔

⑭ حکمت سے مراد قرآن وحدیث کا فہم ہے۔

⑮ علم ایک ایسی دولت ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا، نہ ہی خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے بلکہ یہ خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

⑯ وہ شخص مفلس نہیں جس کے پاس علم ہو بلکہ اس کے پاس تو خیرِ کثیر ہے۔ کیوں کہ اللہ نے فرمایا: جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر دی گئی۔

(یہ حدیث بخاری، رقم: ۱۴۰۹، ۷۱۴۱، ۷۳۱۶۔ مسلم: ۱۸۹۔ ابن ماجہ: ۴۲۰۸ میں بھی ہے۔)

باب:١٦

مَاذُكِرَ فِيْ ذِهَابِ موسىٰ فِي الْبَحْرِ اِلَى الْخَضِرِ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا سمندر کے کنارے خضر کی تلاش میں جانا

وَقَوْلُهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (الكهف:٦٦)

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا) ''میں تمہارے ساتھ چلوں اس شرط پر کہ تم اپنے علم میں سے مجھے کچھ سکھاؤ؟''

ح:١٦ ....رقم المسلسل: ٧٤

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ يَعْنِيْ ابْنَ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، جَائَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ

مِنْکَ ؟قَالَ مُوسٰی :لَا فَأَوْحَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰی مُوسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوسَی السَّبِیلَ إِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آیَةً ،وَّقِیلَ لَهٗ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّکَ سَتَلْقَاهُ، وَکَانَ یَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسٰی فَتَاهُ أَرَأَیْتَ إِذْ أَوَیْنَا إِلَی الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِیتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِیهُ إِلَّا الشَّیْطَانُ أَنْ أَذْکُرَهُ قَالَ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلٰی آثَارِهِمَا قَصَصًا ،فَوَجَدَا خَضِرًا فَکَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي کِتَابِهِ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: ان کے اور حر بن قیس بن حصن فزاری کے درمیان جھگڑا ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کس کے پاس گئے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: خضر کے پاس گئے تھے۔ اتنے میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کے سامنے سے گزرے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے دوست (حر بن قیس) میں یہ جھگڑا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کس کے پاس گئے تھے اور کس سے ملنے کا انہوں نے رستہ پوچھا تھا، کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں سنا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے تھے: ایک بار موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا: تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔ اللہ نے وحی بھیجی کہ ہمارا ایک بندہ خضر ہے جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میں اس تک کیوں کر پہنچوں؟ اللہ نے ایک مچھلی ان کے لیے نشانی مقرر کر دی اور فرمایا: جب یہ مچھلی کھو جائے تو لوٹ چل تو اس سے مل جائے گا۔ غرض سیدنا موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے کنارے اس مچھلی کے نشانات پر روانہ

ہوئے، ان کے خادم (یوشع) نے ان سے کہا: جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا قصہ بیان کرنا بھول گیا اور شیطان نے ہی مجھ کو بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہم تو اسی جگہ کی تلاش میں تھے، پھر دونوں کھوج لیتے لیتے اپنے پیروں کے نشانوں پر لوٹے، وہاں خضر سے ملاقات ہوئی، پھر وہی قصہ گزرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَمَارٰی	جھگڑا کیا	فَمَرَّ	پس گزرے
تَمَارِیْتُ	میں نے جھگڑا کیا	لَقِيَهِ	اس کی ملاقات
شَأْنَهُ	حال اس کا	سَتَلْقَاهُ	تو ملاقات کر سکے گا
مَلَأِ	سرداروں	يَتَّبِعُ	پیچھا کرتا
جَاءَهُ	آیا اس کے پاس	اَثَرَ	قدموں کے نشانات
فَتًى	نوجوان	اَعْلَمُ	زیادہ علم والا
نَبْغِيْ	ہم چاہتے، ہم تلاش کرتے	فَاَوْحٰی	پس وحی کی
فَارْتَدَّا	پس وہ دونوں لوٹے	اَلْحُوْتُ	مچھلی
قَصَصًا	دونوں پیچھا کرتے ہوئے	فَقَدْتُ	جب گم ہو جائے

تشریح کے لیے دیکھیں رقم الحدیث: ۱۲۲

باب:۱۷

قولُ النَّبِيِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

نبی ﷺ کا (ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے لیے) یہ دعا کرنا یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے

ح:۱۷..........رقم المسلسل:۷۵

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ، ضَمَّنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (ایک مرتبہ) اپنے سینے سے لپٹا لیا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو (اپنی) کتاب کا علم عطا فرما۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

ضَمَّنِی	ساتھ لگایا مجھے	عَلِّمْهُ	سکھا دے اسے

ماحصل:

① کتاب الوضو بخاری: ۱۴۳ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے لیے لوٹے میں پانی لے کر آئے۔ تب آپ ﷺ نے انہیں یہ دعا دی۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی سمجھ داری کہ انہوں نے ضرورت محسوس کرتے

ہوئے بغیر کہے خدمتِ رسول ﷺ انجام دی۔

③ اظہارِ محبت کے طور پر شاگرد یا بچے کو سینے سے لگایا جا سکتا ہے۔

④ سینے سے لگانے کے اثرات درج ذیل ہوتے ہیں۔

تالیفِ قلب جیسے جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو مانوس کرنے کے لیے سینے سے لگایا۔ اس طرح مخاطب پر احساسِ اپنائیت طاری ہوتا ہے۔ اس طرح شاگرد خوشی محسوس کرتا ہے۔

⑤ الکتاب سے مراد قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم کے علم کی دعا دینا بہترین دعا ہے۔

⑥ دعا کرنے کے لیے دعا کا ماحول ہونا ضروری نہیں جیسے دورانِ نماز یا اختتامِ نماز پر۔ کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے۔

⑦ ہر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں بغیر ہاتھ اٹھائے بھی دعا کی جا سکتی ہے بلکہ اکثر دعائیں اسی طرح کی جاتی ہیں۔ جیسے صبح وشام کے اذکار وغیرہ یا کسی کام کے کرنے سے پہلے اور بعد کی دعاؤں میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

⑧ استاد یا بزرگ اپنے سے چھوٹوں کے لیے دعا کریں تو وہ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ انہیں بغیر کہے دعا حاصل ہوگئی۔

⑨ نبی اکرم ﷺ کی ہر دعا قبول ہوتی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں بھی دعا قبول کی اور انہیں ترجمان القرآن بنایا۔

⑩ خاندان کے بچوں سے محبت کرنا اور ان کے لیے علم اور دیگر خیر و برکت کے امور کی دعا کرنا مستحسن امر ہے۔

⑪ مسند احمد بن حنبل میں ہے: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یقیناً رسول اللہ ﷺ

نے میرے کندھے پر یا میرے مونڈھے پر ہاتھ رکھا (سعید راوی کو شک ہے) اور پھر کہا: اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تفسیر سکھا دے۔

(احمد: ۲۳۹۸۔ شیخ احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا)

⑫ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی شوریٰ کے معمر صحابہ کے ساتھ ساتھ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی شامل کیا کرتے تھے۔

⑬ بزرگوں کی خدمت کرنے سے ان کی دعائیں ملتی ہیں۔

⑭ یہ فعلی حدیث ہے۔

تنبیہ: جہاں فتنے کا اندیشہ ہو وہاں شاگرد یا بچے کو سینے سے نہیں لگایا جائے گا۔

(بخاری: ۷۰، ۷۲، ۷۵۶، ۳، ۱۴۳۔ ترمذی: ۳۸۲۴۔ ابن ماجہ: ۱۶۶)

باب:۱۸

مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ

لڑکے کا سماع حدیث کس (کتنی) عمر سے درست ہے؟

ح:۱۸ .... رقم المسلسل:۷٦

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الِاحْتِلَامَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ، فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) ایک گدھی پر سوار ہو کر چلا اور اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں بغیر کسی دیوار (سترہ) کے نماز پڑھ رہے تھے تو میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا اور میں نے گدھی کو چھوڑ دیا تا کہ وہ چر لے اور میں صف میں شامل ہو گیا، مجھے (کسی نے) اس بات سے منع نہیں کیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَتَى	کب	يَصِحُّ	صحیح ہوتا ہے

سَمَاع	سننا	اَلصَّغِیْرُ	بچہ
رَاکِبًا	سوار	اَقْبَلْتُ	میں آیا
حِمَار	گدھا	اَتَانٍ	گدھی
یَوْمَئِذٍ	اس دن	نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامِ	جوانی کے قریب
جِدَار	دیوار	فَمَرَرْتُ	پس میں گزرا
تَرْتَع	چرتی	یُنْکِرُ	نکیر کی، روکا

ماحصل:

① محدثین پانچ سال کے بچے کے لیے سمع اور اس سے چھوٹے بچے کے لیے حضر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

② حافظ بن صلاح نے کہا کہ پانچ سال کا بچہ اگر خطاب سمجھ سکتا ہو تو اس کا سماع درست ہوگا ورنہ نہیں، عین ممکن ہے کہ پانچ سال سے زائد عمر کا بچہ خطاب و جواب کی اہلیت نہ رکھتا ہو ایسے میں اس کے سماع پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

(علوم الحدیث لابن صلاح)

③ نابالغ لڑکا یا گدھا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔

④ حمار کا لفظ مذکر اور مونث دونوں کے لیے بول سکتے ہیں۔ یہاں مراد گدھی ہے۔

⑤ اس سے سترہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

⑥ اس وقت ان کی عمر تقریباً تیرہ سال تھی، گو کم اور زیادہ کا علما میں اختلاف ہے۔

⑦ بارہ تیرہ سال کا بچہ روایت کرے تو درست سمجھی جائے گی جب کہ وہ سمجھدار بھی ہو۔

⑧ امام بخاری نے یہ حدیث دے کر بتایا کہ وہاں دیوار کے علاوہ چیز کا سترہ تھا۔

⑨ لڑکا تب جوان سمجھا جائے گا جب اس کی داڑھی مونچھ نکل آئے گی۔

⑩ بچہ سمجھ دار ہو تو اس کی گواہی اور بیان پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

⑪ یہ تقریری حدیث ہے اور صحابی کا اثر بھی

بخاری: ۴۹۳، ۸۶۱، ۱۸۵۷، ۴۴۱۲۔ مسلم: ۱۱۲۴۔ ابوداؤد: ۷۱۵۔ ترمذی: ۳۳۷۔ نسائی: ۷۵۱۔ ابنِ ماجہ: ۹۴۷ کے تحت بھی نقل کی گئی ہے۔

ح: ۱۹ ....رقم المسلسل: ۷۷

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، قَالَ: عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي، وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ مِنْ دَلْوٍ۔

سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول سے (پانی) لے کر میرے منہ پہ ماری تھی اور میں اس وقت پانچ برس کا تھا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَجَّةً	کُلّی	مَجَّهَا	کلی کی
وَجْهِي	میرا چہرہ	خَمْسَ	پانچ
سِنِينَ	سال	دَلْوٍ	ڈول

ماحصل:

① محمود بن الربیع بن سُراقہ بن عمرو خزرجی انصاری۔ کنیت ابو محمد ہے۔

② عبادہ بن الصامت کے داماد تھے۔

③ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت پانچ سال کے تھے۔

④ پانچ سال کے ذہین بچے کی یادداشت پر اعتبار کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ کام یا بات ایسی ہو جس کی سمجھ بوجھ اس عمر کے بچے کو حاصل ہوسکتی ہے۔

⑤ ذہین بچے کی بات پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

⑥ رسول اللہ ﷺ کی بچوں پر شفقت کا اس حدیث سے پتا چلتا ہے۔

⑦ بچوں کو ہنسانے کے لیے ان پر پانی کے چھینٹے مارنے یا کلی کا پانی گرانے کا ذکر

⑧ رسول اللہ ﷺ کی کلی کا پانی باعثِ برکت تھا اور آپ ﷺ کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس بچے کو یہ برکت حاصل ہوجائے۔

بخاری: ۱۸۹، ۸۳۹، ۱۱۸۵، ۶۳۵۴، ۶۴۲۲، مسلم: ۱۴۹۸ میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

باب:١٩

اَلْخُرُوْجُ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ

علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا

وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ فِيْ حَدِيْثٍ وَاحِدٍ

اور جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث عبداللہ بن انیس سے سننے کے لیے ایک مہینہ کا سفر کیا۔

ماحصل:

① سیدنا عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کا سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مہینے کا سفر کر کے صرف ایک حدیث سننے کے لیے جانا

② حصولِ حدیث کے لیے سفر کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جیسے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے صرف ایک حدیث سننے کے لیے مدینہ سے مصر تک کا سفر کرنا۔ وغیرہ۔

③ صحابہ کا باہم علمی مذاکرہ کرنا

ح:٢٠........رقم المسلسل:٧٨

☆ اس حدیث کا متن، ترجمہ اور ماحصل ح:٦٥ رقم المسلسل:١٢٢ کے تحت آئے گا۔

باب:۲۰

فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ

اس شخص کی فضیلت (کا بیان) جو (دین کا علم) پڑھے اور (دوسروں کو) پڑھائے

ح:۲۱ ....رقم المسلسل:۷۹

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ، كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ، أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ وَنَفَعَهُ، مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ إِسْحَاقُ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوهُ الْمَاءُ، وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ہدایت اور علم کی مثال، جس کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے، مثل تیز بارش کے ہے جو زمین پر برسے، تو جو زمین صاف ہوتی ہے وہ پانی کو جذب کر لیتی ہے پھر اس سے بہت سارا چارا اور گھاس اگتا ہے اور جو زمین سخت ہوتی ہے وہ پانی

روک لیتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ (اس کو) پیتے ہیں اور (اپنے جانوروں کو) پلاتے ہیں اور زراعت (کو سیراب) کرتے ہیں اور کچھ بارش (زمین کے) دوسرے حصہ کو پہنچی جو بالکل چٹیل میدان ہے نہ پانی کو روکتا ہے اور نہ سبزہ اُگاتا ہے۔ پس یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے اللہ کے دین کی سمجھ حاصل کی اور جس چیز کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے، اس کو فائدہ دے اور وہ (اس کو) پڑھے اور پڑھائے اور مثال اس شخص کی جس نے اس کی طرف سر (تک) نہ اٹھایا اور اللہ کی اس ہدایت کو، جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا۔ (بے آب بنجر زمین اور چٹیل میدان کی ہے)۔

ابوعبداللہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ ابن اسحاق نے ابو اسامہ کی روایت سے قَيَّلَتِ الْمَاءَ کا لفظ نقل کیا ہے۔ قاع اس زمین کو کہتے ہیں جس پر پانی چڑھ جائے مگر ٹھہرے نہیں۔ صفصف اس زمین کو کہتے ہیں جو بالکل ہموار ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَضَّلَ	فضیلت دی اس نے	عَلِمَ	جان لیا
عَلَّمَ	سکھایا اس نے	الغَيث	نافع بارش
نَقِيَّةٌ	زرخیز، صاف	أَصَابَ	پہنچی
اَلْكَلَأَ	گھاس چاہے تر ہو یا خشک	قَبِلَتِ	قبول کرلیا
وَالْعُشْبَ	اور سبزہ کو	أَجَادِبُ	جدب کی جمع، سخت اور ٹھوس زمین

اَمْسَکَتِ	روک لیا	وَسَقُوْا	اور پلایا انہوں نے
طَائِفَةً	گروہ، خطہ	اُخْرٰی	دوسری
تُنْبِتُ	اگاتی ہے	مَابَعَثَنِیْ	جس کے ساتھ بھیجا مجھے
هُوَ	وہ	قِیْعَانٌ	قاع کی جمع، چٹیل زمین جہاں کچھ نہ اگے
فَقُهَ	سمجھ حاصل کی	نَفَعَهُ	اس کو نفع دیا
بَعَثَنِیْ	مبعوث کیا مجھے	رَأْسًا	سر
یَقْبَلُ	نہیں قبول کرتا	اُرْسِلْتُ	میں بھیجا گیا
قَاعٌ	چٹیل میدان	یَعْلُوْهُ	چڑھ جائے اس پر
الصَّفْصَفُ	ہموار زمین	الْمُسْتَوِیْ	برابر، ہموار
لَمْ یَرْفَعْ	نہیں اٹھاتا، نہیں اونچا کرتا		

ماحصل:

① صحیح مسلم میں نقیہ کی بجائے لفظ طیبہ ہے۔ مطلب ایک ہی ہے۔

② ایک حدیث میں طائفہ کی بجائے بقعہ (وادی) لفظ ہے جب کہ ایک روایت میں ثغبہ (وہ گڑھے جن میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے) آیا ہے۔

③ اجادب کی بجائے بعض روایتوں میں لفظ اخاذات (تالاب) بھی آیا ہے۔

④ نازل ہونے سے مراد بتدریج اترنا ہے بارش یک بارگی اترے تو نقصان پہنچاتی

⑤ مثال دے کر بیان کرنا زیادہ موثر ہوتا ہے۔

⑥ علم وحی بھی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور بارش بھی۔

⑦ نقیّہ صاف زمین سے مراد قلبِ سلیم ہے۔یعنی خود فائدہ اٹھانا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا

⑧ قیعان چٹیل میدان جو نہ پانی روکے نہ سبزہ اگائے، وہ شخص جس نے ہدایت کو قبول ہی نہیں کیا وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائے گا۔

⑨ علم دین سکھانے والے اور سیکھنے والے کی فضیلت کا ثبوت

اس میں تین آدمیوں کا ذکر:

(۱) نافع: فائدہ پہنچانے والا یعنی عالمِ باعمل

(۲) دوسرا علم کو دوسروں تک بغیر سمجھ کے منتقل کر دینے والا نہ اجتہاد کرتا ہے نہ پختگی پر غور کرتا ہے لیکن لوگ اس سے نقل کرتے اور روایت لیتے ہیں۔

(۳) جو نہ خود علم والا ہو، نہ دوسروں کو پہنچانے والا ہو۔دونوں صفات سے خالی۔

⑩ اس میں تین طرح کی زمین کا ذکر ہے:

(۱) زرخیز زمین (۲) اونچی زمین (۳) سخت زمین

⑪ اس حدیث میں علم کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے اور لوگوں کی زمین سے۔

⑫ یہ قولی حدیث ہے۔

مسلم: ۵۹۵۳ میں بھی یہ حدیث ہے۔

باب:۲۱

رَفْعُ الْعِلْمِ وَظُهُوْرُ الْجَهْلِ

علم کا اٹھ جانا اور جہالت کا ظاہر ہونا

تمہیدی اقوال از تعلیقات بخاری:

وَقَالَ رَبِيعَةُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ

ربیعہ کا قول ہے کہ جس کے پاس علم ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ (دوسرے کاموں میں لگ کر) اپنے آپ کو ضائع کر دے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَفْعُ	اٹھنا	ظُهُوْرُ	ظاہر ہونا
لَا يَنْبَغِي	نہیں لائق	يُضَيِّعُ	ضائع کرے

ماحصل:

☆ گویا صلاحیتوں کا درست جگہ اور درست انداز سے استعمال کرنا چاہیے۔

☆ علامہ تیمی کہتے ہیں کہ عالم کو اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہیے تا کہ لوگ اس سے استفادہ کرسکیں۔ (کشف الباری)

☆ علماء کہتے ہیں کہ عالم کو دنیا داروں کے ہاں نہیں آنا جانا چاہیے ورنہ اس کا علم ختم ہو جائے گا۔ (عمدۃ القاری)

☆ اہلِ علم کو علم ہی سکھانے میں مشغول رہنا چاہیے۔

ح:۲۲..........رقم المسلسل:۸۰

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ،قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ،عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ،قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِأَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيُثْبَتَ الْجَهْلُ ،وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ ،وَيَظْهَرَ الزِّنَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک (یہ باتیں) قیامت کی علامات میں سے ہیں کہ علم اٹھ جائے اور جہالت باقی رہ جائے اور شراب نوشی (کثرت سے) ہونے لگے اور علانیہ زنا ہونے لگے۔“

(بخاری:۸۰، ۵۲۳۱، ۵۵۷۷، ۶۸۰۸ ۔مسلم:۶۷۸۵)

ماحصل: اگلی حدیث کے بعد دیکھیں۔

ح:۲۳..........رقم المسلسل:۸۱

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ،قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ،عَنْ شُعْبَةَ ،عَنْ قَتَادَةَ ،عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ،قَالَ :لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي ،سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ ،وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ ، وَيَظْهَرَ الزِّنَاءُ ،وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ ،وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ (آج) میں تم (لوگوں) کو ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد (شاید) کوئی تم سے نہ بیان کرے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کی علامات میں سے (ایک علامت) یہ ہے کہ علم کم ہو جائے اور جہالت غالب آ جائے اور زنا علانیہ

ہونے لگے اور عورتوں کی کثرت ہو جائے اور مردوں کی قلت، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا سرپرست، (کفیل) صرف ایک مرد ہو گا۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

قیامت کی گھڑی	اَلسَّاعَة	علامات	اَشْرَاطُ
پی جائے گی	تُشْرَبَ	پھیل جائے گا	یَثْبُتَ
کم رہ جائے گی	یَقِلُّ	شراب	اَلْخَمْرُ
پچاس کے لیے	لِخَمْسِیْنَ	کثرت ہو جائے گی	تَکْثُرَ
میں ضرور بیان کروں گا تم سے	لَاُحَدِّثَنَّکُمْ	نگران مرد	اَلْقَیِّمُ

(مسلم:٦٧٨٦۔ترمذی:٢٢٠٥۔ابنِ ماجہ:٤٠٥٠،٤٠٥١)

ماحصل:

① قیامت کے قریب آنے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ علم اٹھ جائے گا یعنی باعمل علما نہیں رہیں گے۔

② جہالت عام ہو گی۔ دورِ حاضر میں جہالت عام ہو گئی ہے۔

③ شراب پی جائے گی۔ مسلمان ممالک میں اب شراب عام ہو چکی ہے۔

④ علانیہ زنا ہو گی چنانچہ زنا کو عام کرنے والے ذرائع ہر شخص تک پہنچ چکے ہیں۔

⑤ عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد کم رہ جائیں گے، پچاس پچاس عورتوں پر ایک مرد نگران یا ان کا محرم ہو گا، گویا عورت کا فتنہ عام ہو گا اور اسی وجہ سے زنا بھی عام ہو

جائے گا۔

⑥ علم نہ ہوتو جہالت پھیلتی ہے اور جہالت اپنے ساتھ فتنے اور گناہوں کو حلال کر لینے کا رجحان اپنے ساتھ لاتی ہے۔ دورِ حاضر میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔

⑦ اس حدیث میں تنبیہ کی گئی ہے کہ قربِ قیامت کی ان تمام علامات کے آگے بند باندھ کر رکھنا، خاص طور پر مسلمان اپنے آپ کو ان سے بچا کر رکھے۔

باب: ۲۲

فَضْلِ الْعِلْمِ

علم کی فضیلت (کا بیان)

ح: ۲۴............رقم المسلسل: ۸۲

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ ،قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ،قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ،عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ،عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ،أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ :بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ ،فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ،ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ،قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟قَالَ :الْعِلْمَ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس حالت میں کہ میں سو رہا تھا، (خواب میں) مجھے ایک پیالہ دودھ کا دیا گیا،تو میں نے پی لیا، یہاں تک کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ سیر ہونے (کے سبب سے رطوبت) میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے، پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

أُتِيتُ	دیا گیا مجھے	نَائِمٌ	سویا ہوا

لَبَنٍ	دودھ	بِقَدَحٍ	پیالہ
لَأَرَیٰ	میں نے دیکھا	فَشَرِبْتُ	پس میں نے پیا
أَظْفَارِیْ	میرے ناخن	یَخْرُجُ	نکل رہا تھا
أَوَّلْتَهُ	آپ نے تعبیر کی اس کی	أَعْطَیْتُ	دیا میں نے
فَضْلِیْ	میرا بچا ہوا	اَلرِّیَّ	تری کو

ماحصل:

① انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ انبیاء کے لیے یہ وحی کی اقسام میں سے ایک ہے۔

② دودھ کو علمِ دین سے تشبیہ دی گئی ہے۔

③ دودھ کا خواب میں دیکھنا یا دودھ کا ملنا یا پینا علمِ دین کے حصول کی علامت ہے۔

④ ناخنوں میں دودھ کی طراوت سے مراد یہ کہ علم سے سیراب ہو گئے۔

⑤ جسم سے دودھ کا نکلنا علمِ دین پھیلانے کی علامت ہے۔

⑥ خواب کی تعبیر پوچھنا یا کسی دوسرے سے معلوم کروانا جائز ہے۔

⑦ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ ان کو دین کا علم عطا کیا گیا ہے۔

⑧ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں سے علم کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

⑨ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی محدث (صاحبِ الہام) ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

(بخاری، کتاب المناقب: ۳۶۸۹)

⑩ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اکثر وحی آیا کرتی تھی۔

(یہ حدیث بخاری: ۸۲، ۳۶۸۱، ۷۰۰۶، ۷۰۰۷، ۷۰۳۲۔ مسلم: ۶۱۹۰، ۶۱۹۱۔ ترمذی: ۲۲۸۴)

باب: ٢٣

الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا

فتویٰ دینا اس حالت میں کہ (فتویٰ دینے والا) سواری پر سوار یا اور کسی چیز پر کھڑا ہو

ح: ٢٥..........رقم المسلسل: ٨٣

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ،قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ،عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ،عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ،عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ،أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ ،فَجَائَهُ رَجُلٌ ،فَقَالَ :لَمْ أَشْعُرْ ،فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ ،فَقَالَ :اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ،فَجَاءَ آخَرُ ،فَقَالَ :لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ ،قَالَ :ارْمِ وَلَا حَرَجَ ،فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ :افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں لوگوں کے لیے منیٰ میں ٹھہر گئے۔ لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ نادانستگی میں میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(اب) ذبح کر لے اور کوئی حرج نہیں۔‘‘ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ نادانستگی میں میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(اب) رمی کر لے اور کوئی حرج نہیں۔‘‘ (عبداللہ بن عمرو

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مناسکِ حج کی ترتیب کے بارے میں) جس چیز کی بابت پوچھا گیا، خواہ وہ مقدم کر دی گئی ہو یا مؤخر، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا: ''اب کر لے اور کوئی حرج نہیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْفُتْیَا	مسئلے کا جواب۔فتویٰ	وَاقِف	کھڑا ہوا
اَلدَّابَۃ	جانور مراد سواری	خَرَجَ	نکلا
بِمِنًی	منیٰ میں	لَمْ اَشْعُرْ	نہیں خیال رہا مجھے
فَنَحَرْتُ	پس میں نے قربانی کی	اِذْبَحْ	ذبح کر
حَرَجَ	مضائقہ	قُدِّمَ	پہلے کیا گیا
اَرْمِیَ	رمی کی میں نے	اِفْعَلْ	کر
اُخِّرَ	تاخیر کی گئی	اِرْمِ	رمی کر

ماحصل: اگلی حدیث کے تحت دیکھیے۔

باب: ۲۴

مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ

جس شخص نے ہاتھ یا سر کے اشارے سے فتویٰ کا جواب دیا

ح: ۲۵.............رقم المسلسل: ۸۴

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ، فَقَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ، قَالَ: وَلَا حَرَجَ، قَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ وَلَا حَرَجَ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے (آخری) حج میں کسی نے سوال پوچھا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ذبح کرلیا۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ کسی نے کہا: میں نے ذبح سے پہلے حلق کرالیا۔ آپ نے ہاتھ سے اشارا فرمایا: کچھ حرج نہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

أَجَابَ	جواب دیا	الفُتْیَا	سوال پوچھنا فتوی
بِإِشَارَةِ	ساتھ اشارے کے	الیَدِ	ہاتھ
وَالرَّأْسِ	اور سر	سُئِلَ	پوچھا گیا

حَجَتِهٖ	حج اس کا	ذَبَحتُ	میں نے ذبح کیا
اَرْمِیْ	میں نے رمی کی	فَاَوْمَا	پس اشارہ کیا
حَلَقْتُ	میں نے حلق کروایا	اَذْبَحْ	میں نے ذبح کیا

① حجۃ الوداع نام اس لیے کہ آپ نے صحابہ کو ان الفاظ میں وداع فرمایا تھا: لعلّی لَااَرَاکم بعد عامی ھذا (شاید کہ اس کے بعد میں تمہیں نہ دیکھ سکوں)۔ ترمذی، باب ماجاء فی الاضافۃ من عرفات

② اس حج کے مزید یہ نام لیے جاتے ہیں۔ حجۃ التمام، حجۃ الاسلام، حجۃ البلاغ

③ جانور کی پیٹھ یا کسی بھی سواری پر بیٹھے بیٹھے بھی فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔

④ علم والے شخص کا لوگوں کی علمی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جوابات دینے کے لیے کسی جگہ ٹھہر جانا

⑤ یوم النحر کے چار مناسک ہیں، رمی، نحر، حلق یا قصر، طوافِ زیارہ

⑥ یوم النحر والے دن حج کے مناسک رمی، نحر، حلق وغیرہ میں ترتیب نہ رہے تو کوئی حرج نہیں لیکن علم ہو تو ترتیب رکھنا چاہیے۔ یہی مسلک صاحبین کا ہے۔

(بدائع الصنائع بحوالہ کشف الباری)

⑦ امام ابوحنیفہ ترتیب کے قائل ہیں۔

⑧ دین آسان ہے۔

(خ: ۱۲۴، ۱۷۳۶، ۱۴۱۲، ۱۰۳۷، ۶۶۶۵۔ مسلم: ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۶، ۳۱۵۰۔ ترمذی: ۹۱۶۔ ابن ماجہ: ۳۰۵)

ح:۲۶..............رقم المسلسل:۸۵

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمٍ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ :يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ ،قِيلَ :يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ ؟فَقَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا، كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"(عنقریب) علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت اور فتنے غالب ہو جائیں گے اور ہرج بہت ہوگا۔" عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ترچھا اشارہ کر کے فرمایا:"اس طرح! گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد (ہرج سے) قتل تھی۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

يُقْبَضُ	قبض کرلیا جائے گا	يَظْهَرُ	ظاہر ہو جائے گا
الْفِتَنُ	فتنے	يَكْثُرُ	کثرت ہو جائے گی
هٰكَذَا	اسی طرح	فَحَرَّفَهَا	پس آپ نے اس کو حرکت دی
يُرِيدُ	ارادہ کرتا ہے		

ماحصل:

① یہ حدیث ہاتھ کا اشارہ کرنے کے جواز کے متعلق لائی گئی ہے۔

② قربِ قیامت کے قریب قتل عام ہو جائے گا۔

③ قتل کبیرہ گناہ ہے اس حدیث میں قتل سے بچنے کی تاکید پائی جارہی ہے۔

④ یہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بھی ہے۔

⑤ یہ حدیث علاماتِ قیامت کی خبر پر مبنی ہے۔

⑥ ہاتھ اور سر سے اشارا کر سکتے ہیں البتہ آنکھ سے اشارا کرنا جائز نہیں، ہاں جاسوسی کے دوران جائز ہے نیز دشمن کی موجودگی میں آنکھ سے اشارا کر سکتے ہیں۔

⑧ جہاں وضاحت مقصود ہو وہاں اشارے کے ساتھ زبان بھی استعمال کی جائے۔

⑨ اشارا زبان کا کام دیتا ہے۔

⑩ بعض ناگوار چیزوں کا نام لینے کی بجائے اشارا کیا جا سکتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے قتل کے لفظ کی بجائے اشارا کیا۔

⑪ فتنے سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے گناہ میں پڑنا آسان ہو مثلاً موبائل، انٹرنیٹ، صحافت، کمانے کی حرص، لایعنی چیزوں کے ساتھ رغبت، زینت و آرائش کا شوق وغیرہ۔

⑫ دورِ حاضر میں ہر کام بجائے خود فتنہ ہے اور یہ قربِ قیامت کی علامت ہے۔

⑬ قیامت کے قریب علم اٹھا لیا جائے گا یعنی علمائے حق کم رہ جائیں گے لہٰذا جہالت عام ہو جائے گی۔

(ح:۱۰۳۲، ۱۴۱۲، ۳۶۰۹، ۳۶۳۵، ۴۶۳۶، ۶۰۳۷، ۶۵۰۶، ۷۰۶۱، ۷۱۱۵، ۷۱۲۱۔ مسلم:۶۷۲۶)

ح:۲۷..................رقم المسلسل:۸۶

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيبٌ ، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ فَاطِمَةَ ، عَنْ أَسْمَاءَ ، قَالَتْ : أَتَيْتُ عَائِشَةَ ، وَهِيَ تُصَلِّي ، فَقُلْتُ : مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ ، فَقَالَتْ : سُبْحَانَ اللهِ ! قُلْتُ : آيَةٌ ؟

فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَىْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِى الْغَشْىُ، فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلٰى رَأْسِى الْمَاءَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْئٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِى مَقَامِى هٰذَا، حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَأُوحِىَ إِلَىَّ، أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِى قُبُورِكُمْ مِثْلَ ..... أَوْ قَرِيباً لَا أَدْرِى أَىَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ: أَسْمَاءُ...... مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ.... لَا أَدْرِى بِأَيِّهِمَا؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ، فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ ..... لَا أَدْرِى أَىَّ ذٰلِكَ، قَالَتْ أَسْمَاءُ .... فَيَقُولُ لَا أَدْرِى سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں، تو میں نے (ان سے) کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے (کیوں اس قدر گھبرا رہے ہیں)؟ تو انھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (کہ دیکھو آفتاب میں کسوف (گرہن) ہے)۔ پھر اتنے میں سب لوگ (نماز کسوف کے لیے) کھڑے ہو گئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سبحان اللہ۔ میں نے پوچھا کہ (یہ کسوف کیا) کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ پھر میں بھی (نماز کے لیے) کھڑی ہو گئی، یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی تو اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر (جب نماز ختم ہو چکی اور کسوف جاتا رہا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''جو چیز (اب تک) مجھے نہ دکھائی گئی تھی، اسے میں نے (اس وقت) اپنی اسی

جگہ میں (کھڑے کھڑے) دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو (بھی)۔ اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اپنی قبروں میں تمہاری آزمائش ہو گی۔ مسیح دجال کی آزمائش کے مثل یا اسی کے قریب قریب۔ (فاطمہ (راویہ حدیث) کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں، اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں لفظوں میں سے کیا کہا تھا) کہا جائے گا کہ تجھے اس شخص سے کیا واقفیت ہے؟ اگر مومن ہے یا موقن، (فاطمہ کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں، اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں میں سے کیا کہا تھا) وہ کہے گا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ کے پیغمبر۔ ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے، لہٰذا ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یہ کلمہ) تین مرتبہ (کہے گا)۔ پس اس سے کہہ دیا جائے گا کہ تو آرام سے سوتا رہ۔ بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں لفظوں میں سے کیا کہا تھا) کہے گا میں (حقیقت تو) نہیں جانتا (مگر) میں نے لوگوں کو ان کی نسبت کچھ کہتے ہوئے سنا چنانچہ میں نے بھی وہی کہہ دیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شَأْنُ	حالت	فَاَشَارَتْ	پس اشارہ کیا
اَیْ	یعنی کہ	عَلَانِی الْغَشْیُ	مجھ پر غشی چھا گئی
اَصُبُّ	میں انڈیلنے لگی	رَاَیْتُهُ	میں نے دیکھا اسے
تُفْتَنُوْنَ	تم آزمائے جاؤ گے	الْمُوْقِنُ	یقین رکھنے والا
بِالْبَیِّنٰتِ	ساتھ روشن دلیلوں کے	فَاَجَبْنَا	پس قبول کیا ہم نے

نَم	سو جا	لَمُوْقِنًا	البتہ یقین کرنے والا ہے
اَلْمُرْتَابُ	شک کرنے والا	صَالِحًا	اچھا
اَتَيْتُ	میں آئی	تُصَلِّيْ	نماز پڑھ رہی تھی
فَجَعَلْتُ	پس کرنے لگی میں	رَأْسِي	میرا سر
أَثْنَى	ثنا بیان کی	اُرِيْتُهُ	وہ دکھائی گئی مجھ کو
فَاُوْحِيَ	پس وحی کی گئی	اِلَيَّ	میری طرف
لَا اَدْرِيْ	نہیں میں جانتی	اَيُّهُمَا	کون سا ان دو میں سے

ماحصل

① صحابہ کوئی نئی چیز دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا عمل دیکھتے کہ اب کیا کرنا ہے؟

② سورج گرہن کے وقت نماز ادا کرنا چاہیے

③ سورج گرہن اللہ کی طرف سے ڈرانے والی اور عذاب والی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

④ لوگ بے وقت نماز پڑھ رہے تھے اس لیے بھی اسماء رضی اللہ عنہا نے سوال کیا۔

⑤ نفل نماز کے دوران بات کی وضاحت کے لیے اللہ کے ذکر پر مشتمل کلمہ کہنا جائز ہے جیسے امام کے بھول جانے پر مقتدی کا سبحان اللہ کہنا۔

⑥ طویل نماز تھی اس لیے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو غشی ہونے لگی۔

⑦ گرمی دور کرنے کے لیے سر پر پانی ڈالنا۔

⑧ اگر ایسی غشی ہو جس میں ہوش باقی ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

⑨ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نماز کے دوران سر پر پانی ڈالنے لگیں نفل نماز میں اتنی حرکت کرنا جائز ہے۔

⑩ کسی اہم موقع پر یا مصیبت کے موقع پر سرپرست یا امیر کا خطبہ دینا یا لوگوں کو سمجھانا چاہیے۔

⑪ کسی اہم بات سے پہلے حمد وثنا کرنا چاہیے۔

⑫ صحابہ کا جذبۂ اطاعت کہ جو عمل کرتے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہی خود بھی کرنا شروع کر دیا۔

⑬ ایسے مواقع پر خطبہ دے کر لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانا اور ان کا اخلاقی حوصلہ بلند رکھنا چاہیے۔

⑭ کوئی شور وغل نہیں مچا یہ اطاعت وادب کی بہترین مثال ہے۔ ہمارے یہاں ایسے کاموں کے موقع پر شور وغل مچ جاتا ہے۔ سائنسی تاویلیں کی جاتی ہیں، صحابہ نے صرف یہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا۔

⑮ نبی اکرم ﷺ کو جنت دوزخ کا دورانِ نماز دکھایا جانا یہ ایک معجزہ تھا۔

⑯ جنت دوزخ تیار ہو چکی ہے۔ معتزلہ اور قدریہ نے کہا کہ یہ روزِ قیامت پیدا ہوں گی ان کا قول باطل ہے۔ (دیکھیے شرح عقیدہ طحاویہ)

⑰ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَاُوْحیَ اِلَیَّ (میری طرف وحی کی گئی) معلوم ہوا کہ قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔

⑱ قبروں کی آزمائش فتنۂ دجال کی طرح برحق ہے۔

⑲ دجال کا مطلب ہے بہت بڑا دھوکے باز۔ یہ قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔

⑳ قبر میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔

㉑ قبر سے مراد زمین میں کھودا جانے والا گڑھا بھی ہے اور عالمِ برزخ بھی۔

㉒ هٰذا الرجل سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

㉓ اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شبیہ ہوگی۔ آپ کی ذاتِ گرامی یا آپ کے اوصاف بیان کیے جائیں گے۔ حدیث کے ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ آپ کا وصف بعثت فیکم ہی بیان کیا جائے گا۔

㉔ مِثْلَ اَوْ قَرِیْب ...... لفظ یاد رکھنے اور بیان کرنے میں راوی کی احتیاط۔

㉕ تابعین کی یہ احتیاط کہ مومن کہا یا موقن ...... منافق کہا یا مُرتاب نیز ان کی علمی دیانت کی اعلیٰ مثال ہے۔

㉖ ''میں نے بھی وہی کہہ دیا'' ...... اس سے پتا چلا کہ عوامی عقیدہ یا عوامی مذہب باعثِ نجات نہیں ہوگا جب تک کہ شعوری طور پر عقیدہ توحید اختیار نہ کیا جائے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

㉗ فَاَجَبْنَاهُ (پس ہم نے ان کی دعوت کو قبول کیا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو شعوری طور پر قبول کرنا لازم ہے۔

㉘ وَاتَّبَعْنَاهُ (اور ہم نے ان کی پیروی کی) نبی اکرم ﷺ کی اتباع دل کی حضوری کے ساتھ ضروری ہے۔

㉙ اس حدیث میں اختصار ہے اس لیے دوسرے دو سوالوں کا ذکر نہیں جو رب اور دین کے بارے میں ہیں۔

۳۰ ایمان صفتِ کامل ہے لیکن یقین ایمان کا ایک جز ہے۔

۳۱ چہرہ اندر کی کیفیت کا آئینہ دار ہوتا ہے اس لیے فرشتے جان جائیں گے۔

۳۲ نَمْ صَالِحًا (مزے کی نیند، سکون کی نیند) نیند آ جانا قلبی، جسمانی سکون کا باعث ہے جیسا کہ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر نیند طاری کردی تھی۔

۳۳ ایک روایت میں ہے: دلہن کی طرح آرام کی نیند سو جاؤ۔ (ترمذی: ۱۰۷۱)

۳۴ فرشتوں کا یہ کہنا کہ قَدْ عَلِمْنَا اَنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ (بے شک ہم جان گئے کہ تو ان پر یقین رکھتا تھا) یہ پاس ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔

۳۵ ۔منافق (مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذَالِكَ) اسلام اور کفر کے درمیان لٹکا ہوتا ہے اسے بعض اوقات اسلام کی حقانیت پر یقین ہوتا ہے لیکن ذاتی مفادات کی وجہ سے کفر کی طرف جھکاؤ ہوتا ہے۔

۳۶ مرتاب: اس شک میں ہوتا ہے کہ نامعلوم اسلام اور اس کے متعلقات درست بھی ہیں یا کہ نہیں۔

۳۷ اسلام شعوری طور پر سمجھنا چاہئے اور ایمان کے تقاضے سمجھ کر ایمان پختہ کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اَن جانے میں ہم بھی منافق بن جائیں۔

۳۸ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا خیال ہے کہ ”تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے“ سے مراد دجال کا فتنہ ہے۔

۳۹ اس میں اختلاف ہے کہ یہ سوال صرف اہلِ قبلہ سے ہوگا یا کافروں سے بھی ہوگا، فیصلہ کن بات یہی کہی گئی ہے کہ سوال صرف مسلمانوں سے ہوگا کافر تو سرے سے ہے ہی انکاری لہٰذا سوال کیسا؟

(ح: ۱۸۴، ۹۲۲، ۱۰۵۳، ۱۲۳۵، ۱۳۷۳، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۷۲۸۷)

باب:۲۵

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى أَنْ يَحْفَظُوا الْإِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَائَهُمْ

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعُوا إِلٰى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ۔

نبی ﷺ کا عبد القیس کے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دینا کہ ایمان اور علم کی باتیں یاد کر لیں اور جو لوگ ان کے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو خبر کر دیں

اور مالک بن حویرث نے کہا ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان کو (دین کی باتیں) سکھاؤ۔

☆ مالک بن الحویرث کی کنیت ابو سلمان ہے۔

☆ یہ تقریباً بیس دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے تھے۔ آخر عمر بصرہ میں رہے۔

☆ یہ حدیث امام بخاری نے تقریباً نو جگہوں پر ذکر کی ہے۔

☆ اپنے گھر والوں کو دین سکھانا فرض ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: إِرْجِعُوْا إِلٰى اَهْلِيكُمْ (اپنے گھر والوں کی طرف جاؤ) اور انہیں دین سکھاؤ۔

☆ اہل سے مراد ہم قوم، گھر والے، قبیلے والے

☆ جماعت کی شکل میں بھی علم سیکھ سکتے ہیں۔

ح:۲۸.............رقم المسلسل:۸۷

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ،قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ،قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ،عَنْ أَبِي جَمْرَةَ ،قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ ،فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ،فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ ؟قَالُوا :رَبِيعَةُ ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى ،قَالُوا :إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ ،وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ ،فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَآئَنَا نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ ،فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ ،وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ ،أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ ،قَالَ :هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ؟قَالُوا :اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ،قَالَ :شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ،وَإِقَامُ الصَّلَاةِ ،وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ ،وَصَوْمُ رَمَضَانَ ، وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ ،وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ ،قَالَ شُعْبَةُ :رُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ ،قَالَ احْفَظُوْهُ وَأَخْبِرُوْهُ مَنْ وَرَآئَكُمْ

ابو جمرہ نے کہا، میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور (بصرے کے) لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپؐ نے فرمایا: یہ کس کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں یا کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم ربیعہ والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مرحبا! ان لوگوں کو یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو، یہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ۔ وہ کہنے لگے: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دور کا

سفر کر کے آئے ہیں اور ہمارے آپؐ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ آڑ ہے اور ہم سوا ادب کے مہینے کے اور دنوں میں آپؐ کے پاس نہیں آ سکتے، اس لیے ہمیں ایک ایسی (عمدہ) بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم پچھلے والوں کو کر دیں اور اس کی وجہ سے ہم بہشت میں جائیں، آپؐ نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع کیا، انہیں حکم کیا اللہ واحد پر ایمان لانے کا، فرمایا، تم جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان لانا کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یوں گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کی درستی کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ داخل کرنا اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن سے، شعبہ نے کہا ابو جمرہ نے کبھی تو کہا اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے اور کبھی کہا (مزفت کے بدل) مقیر۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو یاد کرلو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی خبر کر دو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَحفَظُوا	وہ یاد رکھیں	یُخبِرُوا	وہ خبر دیں
تَدرُونَ	تم جانتے ہو	تُعطُوا	تم ادا کرو
اِرجِعُوا	لوٹ جاؤ	فَعَلِّمُوهُنَّ	پس سکھاؤ ان کو
أُترجِم	میں ترجمان تھا	اَلوَفدِ	وفد
مَرحَبًا	خوش آمدید	خَزَایَا	رسوائی، خزیان کی جمع

نَاْتِیکَ	ہم آئے آپؐ کے پاس	شُقَّةٍ	مشقت
بَعِیدَةٍ	دور کی	مُضَرِ	مُضر، قبیلے کا نام
نَستَطِیعُ	ہم استطاعت رکھتے	فَمُرْنَا	پس حکم دیجیے ہم کو
إِقَامُ	قائم کرنا	اِیْتَآءُ	ادا کرنا
صَوْمُ	روزہ	اَلْخُمسَ	خُمس
المَغْنَمِ	غنیمت	الدُّبَّآءِ	کدو کو کھود کر بنایا گیا برتن
حَنْتَمْ	سبز روغنی مٹکا	اَلنَّقِیر	لکڑی کو کھود کر بنایا گیا برتن
اِحفَظُوْہُ	یاد رکھو اس کو	اَخْبِرُوْہُ	خبر دو اس کو
مُزَفَّتْ	تارکول ملا گیا برتن	حَیَّ	قبیلہ کے پڑاؤ ڈالنے کی جگہ۔ پھر قبیلہ کے لیے بولا جانے لگا (فتح الباری)
مُقَیَّرْ	روغن جیسی کالی چیز مل کر بنایا گیا برتن	نَدَامَی	نادم کی غیر معروف جمع، پشیمان ہونے والا
وَرَائِنَا	پیچھے ہمارے	نُخْبِرُ	ہم خبر کریں
اَمَرَھُمْ	حکم دیا ان کو	نَھَاھُمْ	منع کیا ان کو

ماحصل:

① میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ لوگوں سے مراد بصرہ کے لوگ ہیں۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے گورنر تھے۔

وہاں فارسی بولی جاتی تھی۔ ابو جمرہ فارسی زبان کی سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے لیے ترجمانی کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری)

② مَنِ الْوَفْدُ اَوِ الْقَوْمُ ...... صحابہ کی الفاظِ حدیث کے بارے میں احتیاط کہ کہیں وہ لفظ نہ کہہ دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں کیا۔

③ مرحبا اصل میں اَتَیتَ مکانًا رحبًا تھا (یعنی تم کشادہ جگہ پر آئے ہو) یعنی ہم تمہارے آنے پر خوش ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ کلمہ یمن کے بادشاہ سیف بن ذی یزن نے استعمال کیا۔

④ خیال یہ ہے کہ یہ وفد دو بار آیا تھا۔ (فتح الباری)

⑤ جَواثی انہی لوگوں کا شہر ہے جہاں سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا۔

(بخاری: ۱/ ۴۳)

⑥ یہ لوگ قدیم الاسلام تھے۔

⑦ غَیرَ خَزَایا وَ لَا نَدَامٰی ...... یعنی نہ جنگ کی نہ مخاصمت، نہ غلام ہو کے آئے، بغیر کسی لالچ اور دباؤ کے دین سیکھنے کے لیے حاضر ہوئے۔

⑧ جو نعمت ہمیں ملی ہے وہ ہمارے اہل کو بھی حاصل ہو ...... فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ

⑨ نئے آنے والے مہمانوں سے پہلے تعارف حاصل کرنا چاہیے۔

⑩ عرب حرمت والے مہینوں میں لوٹ مار ترک کر دیا کرتے تھے۔

⑪ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ ...... یعنی اپنا ذاتی عمل ہی جنت میں داخلے کا سبب بنتا ہے۔

⑫ اہل سے مراد گھر والے، قبیلہ، قوم

⑬ قبیلہ عبدالقیس کے آنے پر اظہارِ خوشی کی وجہ ان کا بغیر جنگ کے اسلام قبول کرنا تھا۔

⑭ علم سیکھنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے دور سے چل کر آنا۔

⑮ حرمت والے مہینوں میں جاہلیت میں بھی جنگ ممنوع تھی اور اب بھی ممنوع ہے۔

⑯ پیچھے رہ جانے والوں کو بھی دین کے متعلق جو پڑھا اور سمجھا وہ سب پہنچانا

⑰ دُبّا، حَنْتَم، مُزَفَّت، نقیر، یا مقیر شراب کے برتنوں کے نام ہیں۔

⑱ شہادت باللہ، شہادت بالرسالت، اقامِ صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، صومِ رمضان، غنیمت میں سے خمس......ان میں حج کی بجائے غنیمت کا ذکر ہے۔

⑲ توحید و رسالت کا اقرار ایمانِ قلبی ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور غنیمت عملی ایمان کے اقرار کا نام ہے۔

⑳ دور رہنے والوں کو مختصر اور جامع حکم بتانا

㉑ عبدالقیس کی ضرورت اور حالات کے مطابق وصیت کی گئی۔

㉒ برائی کو ختم کرنے اور جڑ سے اکھاڑنے کے لیے اس برائی کو یاد دلانے والی چیزوں کو بھی ختم کرنا ضروری ہوتا ہے ورنہ تعلق یا نسبت اپنا اثر دکھا کر رہتی ہے اور لوگ برائی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لیے شراب کے برتن سے بھی منع کر دیا۔

㉓ یہ حدیث تہمت والے کاموں سے بچنے پر بھی دلالت کرتی ہے، شراب کے برتن یا شراب کی بوتلیں دیکھ کر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ شاید یہ خود بھی شراب استعمال کرتے ہیں۔

(۲۴) شراب کے پیالوں یا گلاسوں کو بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ دورِ حاضر کے وائن گلاس اسی میں شامل ہیں۔ وائن کا مطلب ہی شراب ہے لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے۔

(۲۵) برائی سے نسبت والی کسی بھی چیز کی مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

(۲۶) واحفظوہ ...... یاد کرنا اور یاد رکھنا فعل ہیں۔ یاد رکھنا کسی خاص موقعے پر ہوتا ہے جب کہ یاد کرنا بروقت ہوسکتا ہے۔

(۲۷) جس کو جتنا صحیح اور مستند علم ہو وہ اتنا آگے بیان کرسکتا ہے۔

(۲۸) استاد کو چاہیے کہ جہاں ضرورت ہو وہاں تفصیل بھی بتا دے کیوں کہ بعض الفاظ کے لغوی معنی کچھ اور ہوتے ہیں اور اصطلاحی معنی کچھ اور۔

(یہ حدیث صحیح بخاری: ۵۳ اور مسلم: ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷ اور نسائی: ۵۰۴۶، ۵۷۰۸ کے تحت بھی آئی ہے۔)

باب:٢٦

الرِّحلَةُ فِي المَسأَلَةِ النَّازِلَةِ وتَعلِيمِ أَهلِهِ

جو مسئلہ درپیش ہو اس (کی تحقیق) میں سفر کرنا اور اپنے اہلِ خانہ کو اس علم کا سکھانا

ح: ٢٩ .... رقم المسلسل: ٨٨

حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ أَبو الحَسَنِ، قَالَ أَخبَرَنا عَبدُ اللهِ، قَالَ أَخبَرَنا عُمَرُ بنُ سَعِيدِ بنِ أَبِي حُسَينٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبدُ اللهِ بنُ أَبِي مُلَيكَةَ، عَن عُقبَةَ بنِ الحَارِثِ، أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابنَةً لِأَبِي إِهَابِ بنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتهُ امرَأَةٌ فَقَالَت: إِنِّي قَد أَرضَعتُ عُقبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ، فَقَالَ لَهَا عُقبَةُ مَا أَعلَمُ أَنَّكِ أَرضَعتِنِي وَلَا أَخبَرتِنِي، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِالمَدِينَةِ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: كَيفَ وَقَد قِيلَ، فَفَارَقَهَا عُقبَةُ وَنَكَحَت زَوجًا غَيرَهُ۔

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے، دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں)۔ عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی مجھے (اس بات کی) اطلاع دی۔ پھر عقبہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ

گئے اور آپ ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اب) کس طرح (تم اس سے ازدواجی تعلق قائم رکھو گے)؟ حالانکہ (یہ جو) بیان کیا گیا (اس سے حرمت کا شبہ پیدا ہوتا ہے)۔'' پس عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا (اور) اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الرِّحلَة	سفر کرنا	اَلْمَسالَة	مسئلہ
تَزَوَّجَ	نکاح کیا	اَرْضَعْتُ	میں نے دودھ پلایا
اَخْبَرَتِنِي	تو (عورت) نے خبر دی ہے مجھ کو	فَرَكِبَ	پس سوار ہوا
كَيْفَ	کیسے	فَفَارَقَها	پس جدا کردیا اس (عورت) کو
نَكَحَتْ	نکاح کیا (عورت نے)	زَوْجًا	شوہر
غَيْرَهُ	اس کے علاوہ	فَاَتَتْهُ	پس آئی اس کے پاس

ماحصل:

① جو بھی مسئلہ پیش آجائے اور اس کے بارے میں شرعی حکم نہ معلوم ہو تو سب سے پہلے شرعی حکم معلوم کرنا چاہیے۔

② عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مبارک ہیں۔

③ رضاعت کے معاملے میں اکیلی عورت کی گواہی کافی ہے۔ دیگر عورتوں والے

کاموں پر بھی عورت کی گواہی کافی ہوتی ہے۔مثلاً ولادت کے بارے

④ مسئلہ پوچھنے کے لیے سفر کرنا۔فَرَكِبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْمَدِيْنَة

⑤ شک والی بات کو چھوڑ دینا جس میں گناہ یا حرام کا شک موجود ہو۔ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ

⑥ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اس پر عمل

⑦ رضاعی بہن بھائی کا باہم نکاح نہیں ہوتا، رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔(صحیح مسلم)

⑧ جب تک علم نہ ہو اس میں گناہ نہیں ہوگا۔پتا چلنے کے بعد بھی اس پر مصر رہے تو یہ گناہ اور اللہ کی نافرمانی ہے۔

(بخاری:۲۰۵۲،۲۶۴۰،۲۶۵۹،۲۶۶۰،۵۱۰۴۔ابو داؤد:۳۶۰۳، ۳۶۰۴۔ترمذی:۱۱۵۱۔ نسائی:۳۳۳۰)

باب:۲۷

التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ

علم کے حاصل کرنے میں باری مقرر کرنا

ح:۳۰............رقم المسلسل:۸۹

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَّهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا، فَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: طَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ، وَأَنَا قَائِمٌ: أَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ؟ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اللهُ أَكْبَرُ۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور ایک انصاری میرا پڑوسی بنی امیہ بن زید (کے محلہ) میں رہتے تھے اور یہ (مقام) مدینہ کی بلندی پر تھا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آتے تھے۔ ایک دن وہ آتا تھا اور ایک

دن میں۔ جس دن میں آتا تھا، اس دن کی خبر یعنی وحی وغیرہ (کے حالات) میں اس کو پہنچا دیتا اور جس دن وہ آتا تھا، وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا، تو ایک دن اپنی باری سے میرا انصاری دوست (نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دے کر واپس) آیا تو میرے دروازہ کو بہت زور سے کھٹکھٹایا اور (میرا نام لے کر) کہا کہ وہ یہاں ہیں؟ میں (ان اضطرابی حرکات سے) ڈر گیا اور ان کے پاس نکل (کر) آیا تو وہ بولے کہ (آج) ایک بڑا واقعہ ہو گیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے) میں حفصہ (ام المومنین رضی اللہ عنہا) کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو طلاق دے دی ہے؟ وہ بولیں کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس کے بعد میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور کھڑے ہی کھڑے میں نے عرض کی کہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے (اس وقت نہایت تعجب میں آ کر) کہا: ''اللہ اکبر۔'' (انصاری کو کیسی غلط فہمی ہوئی؟)۔

مشکل الفاظ کے معانی:

التَّنَاوُبِ	باری مقرر کرنا	عَوَالِي	مدینہ کی وہ طرف جو اونچائی پر تھی
النُّزُوْلَ	نازل ہونا	يَنْزِلُ	وہ نازل ہوتے
جِئْتُهُ	میں آیا اس کے پاس	بِخَبَرِ	ساتھ خبر کے
مِثْلَ	جیسے	نَوْبَتِهِ	باری اس کی
فَضَرَبَ	پس مارا	بَابِي	میرا دروازہ
شَدِيْدًا	سخت	اَثَمَّ	کیا یہاں؟

حَدَثَ	نیا واقعہ ہوا	دَخَلْتُ	میں داخل ہوا
اَمْرٌ عَظِیْمٌ	بہت بڑا حادثہ	أَطَلَّقَكُنَّ	کیا طلاق دے دی تمہیں
قَائِمٌ	کھڑا ہوا	تَبْكِیْ	وہ رو رہی تھی
فَفَزِعْتُ	پس میں گھبرا گیا		

ماحصل:

① سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اوس بن خولی بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ میں مواخات ہوئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ جار (پڑوسی) عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

② مراکزِ علمی یا مساجد سے دور رہائش ہونا معیوب بات نہیں۔

③ جب مواقع میسر ہوں تو سہولت کے لیے باری مقرر کی جاسکتی ہے لیکن علم حاصل کرنے سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔

④ اسلام میں پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کہ باہم ہمدردی کریں اور دین سیکھنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔

⑤ بنی امیہ بن زید، مدینہ منورہ کے ایک محلہ کا نام ہے۔ (عمدۃ القاری)

⑥ عوالی تقریباً مدینہ سے باہر دو سے آٹھ میل تک پھیلا ہوا علاقہ تھا۔

⑦ معیشت کا انتظام اور تعلیم ساتھ ساتھ

⑧ طلبِ معاش کا وجوب خصوصاً طلبہ کو بھی کسبِ معاش کا اہتمام کرنا چاہیے (فتح الباری)

⑨ اپنے سے پیچھے والوں کو علم کی بات بتانا

⑩ خبر واحد پر اعتماد کرنا

⑪ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ تھے اور ان کے انصاری بھائی بھی تجارت پیشہ تھے۔

⑫ کسی حادثے پر گھبراہٹ طاری ہو جانا

⑬ حیران کن بات پر اللہ اکبر کہنا

⑭ بیویوں سے ایلاء کیا جا سکتا ہے۔

⑮ ایلاء کا مطلب چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے یہ قسم کھا لینا کہ میں بیویوں سے بات نہیں کروں گا۔

⑯ یہ حدیث طویل ہے یہاں اس کا مختصر اور ابتدائی حصہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

(بخاری:۲۴۶۸، ۴۹۱۳، ۴۹۱۵، ۵۱۹۱، ۵۲۱۸، ۵۸۴۳، ۷۲۵۶، ۷۲۶۳۔ مسلم:۳۶۹۵۔ ترمذی:۲۴۶۱۔ نسائی:۲۱۳۱)

❀❀❀❀

باب:۲۸

الْغَضَبُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

جب (ناصح ومعلم) کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو غضبناک انداز میں نصیحت وتلقین کر سکتا ہے

ح:۹۰..............رقم المسلسل:۹۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ! لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (آکر) کہا کہ یا رسول اللہ! میں عنقریب نماز (جماعت کے ساتھ) نہ پاسکوں گا۔ کیوں کہ فلاں شخص ہمیں بہت طویل نماز پڑھاتا ہے۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نصیحت کرنے میں اس دن سے زیادہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ میں نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم (ایسی سختیاں کر کر کے لوگوں کو دین سے) نفرت دلانے والے ہو (دیکھو؟) جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے چاہیے کہ (ہر رکن کے ادا کرنے میں) تخفیف کرے، اس لیے کہ مقتدیوں میں مریض بھی اور کمزور بھی ہیں اور ضروریات

والے بھی۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْغَضَبِ	غصہ	اَلْمَوْعِظَةِ	نصیحت
اَلتَّعْلِيْمِ	علم سکھانا	رَاَی	دیکھا
يَكْرَهُ	ناپسند کرتے اس کو	لَا اَكَادُ	نہیں میں کرسکتا
يُطَوِّلُ	طویل کردیتا ہے	اَشَدَّ	بہت شدید
مُنَفِّرُوْنَ	نفرت پیدا کرنے والے	فَلْيُخَفِّفْ	پس چاہیے کہ ہلکا کرے
اَلْمَرِيْضِ	بیمار	اَلضَّعِيْفَ	کمزور
ذَاالْحَاجَةِ	ضرورت مند	اُدْرِكُ	میں پالوں
رَأَيْتُ	میں نے دیکھا	صَلّٰى	نماز پڑھائے

ماحصل:

① رَجُلٌ سے مراد حزم بن ابی کعب، یہ دن کو کام کاج کر کے تھکے ہوتے تھے۔

② فلانٌ سے مراد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

③ اپنے قریبی عزیز یا طالب علم یا ماتحت پر اللہ کی نافرمانی یا کسی غلط کام کا ارتکاب دیکھ کر اس پر غصہ کیا جاسکتا ہے۔

④ جو شکایت کو دور کرسکتا ہو اس سے شکایت کی جاسکتی ہے۔

⑤ لوگوں کو نفرت دلانے والے کاموں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب ناک ہونا

⑥ وعظ و نصیحت کرتے ہوئے غضب ناک ہونا جائز ہے لیکن قضا میں جائز نہیں

ہے۔(ارشاد الساری)

⑦ دین کی حدود کی خلاف ورزی پر غضب ناک ہونا جائز ہے۔

⑧ تعلیم وتدریس کے وقت غضب کا اظہار نہ کرنا بہتر ہے۔

⑨ امام ہمیشہ ہلکی نماز پڑھائے۔ کیوں کہ اس میں بوڑھے، کمزور اور اہل حاجت ہوتے ہیں۔

⑩ بوڑھے، کمزور اور اہل حاجت پر بھی باجماعت نماز فرض ہے۔

⑪ افادۂ عام کے لیے آپؐ نے یاایہا الناس فرمایا: نیز یہ کہ فردِ مخصوص کو برا نہ لگے۔

⑫ کسی مجمعے میں معین آدمی کا نام لے کر اسے سمجھانا یا اس کی کسی خامی کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے بلکہ سب کو مخاطب کر کے بات کرنی چاہیے۔

⑬ عوام کی ضروریات اور آرام کا خیال رکھنا امام، امیر پر واجب ہے اور یہ نبی ﷺ کا حکم ہے۔

⑭ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ دین ہی سے بیزار ہو جائیں البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس خیال سے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

(بخاری: ۷۰۲، ۷۰۴، ۶۱۱۰، ۷۱۵۹۔ مسلم: ۱۰۴۴۔ ابن ماجہ: ۹۸۴)

ح: ۳۲............. رقم المسلسل: ۹۱

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو الْعَقَدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِينِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: اعْرِفْ وِكَائَهَا، أَوْ قَالَ وِعَائَهَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ

عَرِّفْهَا سَنَةً ، ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا ، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ ، قَالَ : فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَمَا لَكَ؟ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا ، تَرِدُ الْمَاءَ ، وَتَرْعَى الشَّجَرَ ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ، قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ۔

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے گری پڑی (لاوارث) چیز کا حکم پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی بندش کو پہچان لے۔'' یا یہ فرمایا: ''اس کے ظرف کو اور اس کو تھیلی کو (پہچان لے) پھر سال بھر اس کی تشہیر کرے (یعنی اس کے اصل مالک کو تلاش کرے) پھر اس کے بعد (اگر کوئی مالک اس کا نہ ملے تو) اس سے فائدہ اٹھالے اور اگر اس کا مالک (سال بعد بھی) آجائے تو اسے اس کے حوالے کر دے۔'' پھر اس شخص نے کہا کہ کھویا ہوا اونٹ (اگر ملے تو اس کو کیا کیا جائے)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے یا (راوی نے کہا کہ) آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''تجھے اس اونٹ سے کیا مطلب؟ اس کی مشک اور اس کا پاپوش اس کے ساتھ ہے، پانی پر پہنچے گا (تو پانی پی لے گا) اور درخت (کے پتے) کھالے گا، لہٰذا اسے چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کو اس کا مالک مل جائے۔'' پھر اس شخص نے کہا کہ کھوئی ہوئی بکری (کا پکڑ لینا کیسا ہے)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اس کو پکڑ لو کیونکہ وہ) تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی یا (اگر کسی کے ہاتھ نہ لگی تو) پھر بھیڑیے کی۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

فَادِّهَا	پس لوٹا دے اسے	فَضَآلَّةَ	پس گم شدہ
اَلْاِبِلِ	اونٹ	فَغَضِبَ	پس غصے ہوا
اَحْمَرَّتْ	سرخ ہو گیا	وَجْنَتَا	وَجْنہ کا تثنیہ، گال کا ابھرا ہوا حصہ
وَجْهُه'	چہرہ اس کا	مَالَکَ	کیا ہوا تجھے
سِقَاءُهَا	پانی اس کا	یَلْقَاهَا	پالے گا اس کو
اَلْغَنَم	بکری	لِاَخِیْکَ	تیرے بھائی کے لیے
لِلذِّئْبِ	بھیڑیے کے لیے	اللُّقَطَةِ	گری پڑی چیز
اَعْرِفْ	پہچان کروا	وِکَاءَهَا	بندھن اس کا
وِعَآءَهَا	برتن اس کا	عِفَاصَها	تھیلی اس کی۔ بوتل کا ڈھکن
عَرِّفْهَا	پھر پہچان کرواؤ اس کی یعنی اعلان کرواس کا	سَنَةً	ایک سال
اِسْتَمْتِعْ	فائدہ اٹھا	تَرِدُالْمَاءَ	وہ پہنچے گا پانی تک
حِذَاءُهَا	سم اس کے	فَذَرْهَا	پس چھوڑ دے اسے
تَرْعِی	چرلے گا	سَأَلَه'	پوچھا اس سے

ماحصل:

① سرِ راہ گری پڑی، لاوارث چیز کو لقطہ کہتے ہیں۔

② ایک شخص نے پوچھا۔ مراد عمر رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ یا جارود تھے۔

③ ضرورت کے وقت سوال کر کے مسئلہ پوچھنے کا جواز

④ گم شدہ چیز کا اعلان ایک سال تک کرانا

⑤ اعلان عمومی اجتماعات کی جگہوں پر یا انفرادی طور پر بھی لوگوں کو بتایا جا سکتا ہے۔

⑥ ''بکری مالک کو سونپ دو'' سے مراد ہے کہ جو چیز ضائع ہو جانے کا ڈر ہے وہ گری پڑی مل جائے تو اٹھا لینی چاہیے اور جب مالک مل جائے تو اسے دے دی جائے۔

⑦ ''اونٹ کو مت قابو کر اس کی مشک اور سم اُس کے ساتھ ہیں۔'' یعنی وہ خود کھا پی سکتا ہے نیز مالک کے علاوہ کسی اور کے قابو میں مشکل ہی سے آتا ہے، دوسرے جانور اس پر حملہ کر کے اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لہٰذا اسے اپنے قبضے میں کر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

⑧ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے متعلق سوال سن کر غصے میں آ گئے...... کیوں کہ یہ ایک احمقانہ سوال تھا۔

⑨ اب چونکہ صلاح و خیر کا زمانہ نہیں رہا، اس لیے اونٹ بھی پکڑ لیا جائے گا اور مالک تک پہنچانے کی کوشش بھی کی جائے گی۔ (المبسوط للسرخسی)

⑩ گم شدہ چیز کی ایک سال تک پہچان کروائی جائے گی اس کے بعد استعمال میں لا سکتے ہیں۔

⑪ ایک سال تک اگر مالک مل جائے تو وہ چیز لوٹانی ہے۔

⑫ اعلان کرنے کے لحاظ سے حقیر و قلیل اور خطیر چیز میں فرق ہے۔

⑬ اونٹ اپنے پانی اور خوراک کا خود انتظام کر سکتا ہے نیز اپنا دفاع بھی کر سکتا ہے۔

⑭ جن چیزوں کے بارش وغیرہ سے یا پاؤں تلے آ کر خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو وہ اٹھا سکتے ہیں۔

⑮ زیادہ قیمتی چیز زیور یا بڑی رقم وغیرہ کا ایک سال سے زائد مدت تک بھی اعلان اور انتظار کیا جا سکتا ہے۔

⑯ مالک نہ ملے تو صدقہ کر دیں۔

⑰ اگر فقیر ہے تو خود استعمال کر لے۔ (بدائع الصنائع)

⑱ جو چیز خراب نہ ہو سکتی ہو کئی سال بھی اس کے مالک کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔

⑲ صدقہ کرنے یا خود استعمال کرنے کے بعد مالک آ جائے تو ضمان ادا کرنا ہو گا۔ (فتح الملہم)

⑳ جس چیز کے خراب ہونے کا خدشہ نہ ہو وہیں رہنے دیں مالک خود آ کر اٹھا لے گا۔

㉑ گم شدہ چیز جب مقدار میں زیادہ ہو تو دو عادل گواہ بنا لیے جائیں تا کہ اگر مالک ہیر پھیر کرے تو ان کی گواہی کے مطابق فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ (مشکاۃ: ۲۶۲)

㉒ اگر گم شدہ چیز مالیت میں کثیر اور قیمتی ہے تو اس کا اعلان کرنے کے لیے ہی اٹھانی چاہیے ورنہ اسے اٹھانے کا بوجھ نہ لیں۔ فرمان ہے: جو گم شدہ چیز کو اٹھائے وہ گم راہ ہے جب تک کہ اس کا اعلان نہ کرے۔ (مسلم)

(۲۳) گری پڑی چیز کو اٹھا کر اس کا اعلان مسجد کے دروازے پر بھی کیا جا سکتا ہے البتہ جس کی چیز گم ہوئی ہے وہ مسجد میں اعلان نہیں کر سکتا۔

(۲۴) گم شدہ انسانوں کا اعلان مساجد میں کیا جا سکتا ہے یہ چیز میں شامل نہیں بلکہ انسان ہیں۔

(۲۵) مسلم، ذمی اور کافر سب کی گری پڑی چیزوں کے لیے یہ احکام یکساں ہیں۔

(بخاری: ۲۳۷۲، ۲۴۲۷، ۲۴۲۹، ۲۴۳۶، ۲۴۳۸، ۵۲۹۲، ۶۱۱۲۔ مسلم: ۴۴۹۸، ۴۴۹۹۔ ابوداود: ۱۷۰۴۔ ترمذی: ۱۳۷۲۔ ابن ماجہ: ۲۵۰۴)

ح: ۳۳..............رقم المسلسل: ۹۲

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي؟ قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ، فَقَامَ آخَرُ، فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں پوچھی گئیں جو آپ کے خلافِ مزاج تھیں۔ (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا مگر) جب (ان سوالات کی) آپ کے سامنے بھرمار کر دی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کچھ چاہو مجھ سے پوچھ لو۔'' تو ایک شخص نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا باپ حذافہ ہے۔'' پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا

کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ سالم ہے، شیبہ کا آزاد کردہ غلام۔'' پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر آثارِ غضب دیکھے تو انھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ہم اللہ بزرگ و برتر سے توبہ کرتے ہیں (یعنی اب کبھی اس قسم کے سوالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کریں گے)۔

مشکل الفاظ کے معانی.

کَرِھَھَا	ناپسند کیا اس کو	سَلُوْنِیْ	پوچھ لو مجھ سے
عَمَّا	جس چیز سے متعلق	شِئْتُمْ	چاہو تم
رَجُلٌ	ایک آدمی	مَوْلٰی	آزاد کردہ غلام
نَتُوْبُ	ہم توبہ کرتے ہیں	اُخَرَ	دوسرا

ماحصل: اگلی حدیث کے بعد دیکھیے۔

باب: ۲۹

مَنْ بَرَکَ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ

امام یا محدث کے سامنے دوزانو (ادب سے) بیٹھے

ح: ۳۴...........رقم المسلسل: ۹۳

حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ أَخْبَرَنِی أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ خَرَجَ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ، فَقَالَ مَنْ أَبِی؟ فَقَالَ أَبُوکَ حُذَافَةُ، ثُمَّ أَکْثَرَ أَنْ یَقُولَ سَلُوْنِی، فَبَرَکَ عُمَرُ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ، فَقَالَ: رَضِینَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِینًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَبِیًّا، فَسَکَتَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے تو عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے، میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر بار بار فرمانے لگے، پوچھو پوچھو! آخر سیدنا عمر (یہ حال دیکھ کر) دوزانو ہو بیٹھے اور کہنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے خوش ہیں، تین بار یہ کہا۔ اس وقت آپؐ چپ ہو رہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَرَکَ	گھٹنا ٹیک کر بیٹھنا، یہ اونٹ کی بیٹھک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔	رُکْبَتَیْهِ	اس کے اپنے دونوں گھٹنے

اَلْإِمَام	سامنے	اَلْمُحَدِّث	بیان کرنے والا
سَلُوْنِي	پوچھو مجھ سے	فَبَرَكَ	پس گھٹنوں کے بل بیٹھا
رَضِيْنَا	ہم راضی ہو گئے	ثَلٰثًا	تین
فَسَكَتَ	پس خاموش ہو گئے	بَرُوْك	دوزانو ہو کر بیٹھنا

ماحصل:

① دوسرا آدمی جس نے سوال کیا وہ سعد بن سالم تھے۔

② لغو سوالات کسی عالمِ دین سے بھی نہیں کرنے چاہئیں اور نہ ہی کسی عام آدمی سے۔

③ زیادہ سوال کرنا جب کہ ان کی ضرورت بھی نہ ہو تو یہ ایک لغو کام ہے۔

④ جن سوالات کا دین اور عقل سے کوئی تعلق نہیں وہ نہیں کرنے چاہئیں۔

⑤ زیادہ سوال کرنے سے جس سے سوال کیے جا رہے ہوں اسے غصہ آ جاتا ہے۔

⑥ آپ کا یہ کہنا ''جو چاہو پوچھو'' غصے کی وجہ سے تھا لیکن صحابہ سمجھے نہیں۔

⑦ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چہرے سے پہچان گئے۔ یہ آپ کی فراست تھی۔

⑧ لغو سوال کرنے سے اپنا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور جس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کا وقت زیادہ قیمتی ہے جو ضائع ہوگا۔

⑨ غلطی ہو جانے پر معافی مانگ لینا

⑩ ہم توبہ کرتے ہیں یعنی لایعنی سوالوں سے باز آتے ہیں۔

⑪ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غصہ دلانے والا کام سرزد ہو جائے تو رضيت بالله

رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبینا کہنا

⑫ صحابہ کا نبی اکرم ﷺ کا انتہائی ادب کرنا

⑬ امام یا محدث کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا ادب کی علامت ہے۔

⑭ شاگرد کو استاد کا یا عالم کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔

⑮ اس میں غصہ کرنے کی بات یہ بھی تھی کہ خواہ مخواہ کسی کا پردہ یا عیب ظاہر ہو جائے گا۔

⑯ نبی کو غیب کا پتا نہیں ہوتا لیکن وحی کے ذریعے پتا چل گیا کہ سالم کا باپ کون ہے۔

⑰ نبی ﷺ کا منصب شرعی احکام بتانا ہے غیبی یا دنیوی علوم بتانا آپ کا کام نہیں ہے۔

⑱ یہ کاہنوں کا کام ہے۔

⑲ کہانت کا پیشہ اختیار کرنا اور غیبی باتیں بتانا جادو کا ایک حصہ اور شرک کی ایک قسم بھی ہے۔

(بخاری: ۵۴۰، ۷۲۹۴، ۶۳۶۳، ۶۴۶۸، ۷۰۸۹، ۷۰۹۰، ۷۰۹۱، ۷۲۹۴۔ مسلم: ۶۱۲۲)

باب:۳۰

مَنْ اَعَادَ الْحَدِيْثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ

جس شخص نے ایک بات کی تین مرتبہ تکرار کی تاکہ خوب سمجھ لی جائے

تمہیدی اقوال:

فَقَالَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا قَوْلُ الزُّوْرِ، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ بَلَّغْتُ" ثَلَاثًا۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! جھوٹی بات سے بچو، آپ ﷺ اسے بار بار دہراتے رہے۔ (بخاری:۲۵۸۶)

اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

حجۃ الوداع کے دن خطبہ دیتے ہوئے: ''کیا میں نے (دین) پہنچا دیا'' تین بار فرمایا۔ (بخاری:۱۷۴۲)

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعَادَ	دہرائے	لِيُفْهَمَ	تاکہ سمجھا جا سکے
قَوْلَ الزُّوْرَ	جھوٹی بات	فَمَا زَالَ	پس ہمیشہ
يُكَرِّرُهَا	بار بار کیا اس کو	بَلَّغْتُ	میں نے پہنچا دیا

ح:۳۵............رقم المسلسل:۹۵، ۹۴

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرتے تا کہ (اس کا مطلب اچھی طرح) سمجھ لیا جائے۔ جب چند لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو ان کو سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَكَلَّمَ	بات کی	بِكَلِمَةٍ	ساتھ کلمہ کے
فَسَلَّمَ	پس سلام کیا		

ح:۳۶............رقم المسلسل:۹۵

ح: ۹۴ ہی کے الفاظ ہیں اس میں اتنا زیادہ ہے:

.......وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.........

.........اور جب کسی قوم پر سے گزرتے تو ان پر سلام کرتے.........

ماحصل:

① کوئی بات سمجھانے کے لیے زیادہ بار کہی جا سکتی ہے۔

② تین بار کہنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طریقہ تھا۔

③ جب کہیں جاتے تو تین بار سلام کرتے، یہ سلامِ استیذان ہوتا تھا۔ یعنی اجازت طلب کرنے کا سلام

④ استاد کو چاہیے کہ جو بات سمجھا رہا ہے اچھے طریقے سے سمجھا دے چاہے بار بار سمجھانا پڑے۔

⑤ جھوٹ بولنے کے گناہ کا سنگین ہونا، آپ کے تین بار تکرار کرنے سے ثابت ہے۔

⑥ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث ہے، فعلی حدیث وہ ہے جس میں آپ کے کسی کام کا ذکر کیا جائے۔

ح:۳۷............رقم المسلسل:۹۶

ح:۲ رقم المسلسل:۶۰ کے تحت تشریح گزر چکی ہے

باب:۳۱

تَعْلِيمُ الرَّجُلِ اَمَتَه' وَ اَهْلَه'

مرد کا اپنی لونڈی اور اپنے گھر والوں کو تعلیم دینا

ح:۳۸..........رقم المسلسل:۹۷

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ ،حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ ،قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ ،قَالَ: قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ :ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ ،رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَ آمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَ الْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَ حَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ،وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ،ثُمَّ أَعْتَقَهَا ،فَتَزَوَّجَهَا ،فَلَهُ أَجْرَانِ ،ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ :أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

ابو بُردہ اپنے باپ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کے لئے دوگنا ثواب ہے۔(۱) وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو وہ، اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور (پھر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے (۲) مملوک غلام، جب کہ وہ اللہ کے حق کو اور اپنے مالکوں کے حق کو ادا کرتا رہے (۳)۔ وہ شخص جس کے پاس اس کی لونڈی ہو، اس نے اسے ادب سکھایا اور عمدہ تربیت کی اور اسے اچھی اور عمدہ تعلیم دی پھر اسے آزاد کردیا اور اس سے نکاح کرلیا، پس اس کے لیے دوگنا ثواب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَمَتَهُ	لونڈی اس کی	اَهْلَه'	اس کے گھر والے
اَجْرَانِ	دو اجر	اٰمَنَ	ایمان لایا
اَلْعَبْدُ	بندہ۔غلام	اَلْمَمْلُوْک	غلام
مَوَالِيَه	مالک اس کے	يَطَأُهَا	وطی کرے اس سے
فَاَدَّبَهَا	پس ادب سکھائے اس کو	فَاَحْسَنَ	پس اچھا کرے
تَاْدِيْبَهَا	ادب سکھانا اس کو	اَعْتَقَهَا	آزاد کردے اس کو
فَتَزَوَّجَهَا	پس نکاح کرے اس سے	اَعْطَيْنَاكَهَا	دیا ہم نے اسے تجھ کو
كَانَ يَرْكَبُ	تھا سوار ہوا جاتا		

ماحصل:

① جو شخص اپنے ماتحت ہو اس کی دینی تربیت کرنا فرض ہے۔

② لونڈی غلام کی بھی دینی تربیت کرنا مالک پر واجب ہے۔

③ جو کسی کا ماتحت ہو اس پر فرض ہے کہ اپنے امیر کی اور مالک کی اطاعت کرے۔

④ اہلِ کتاب سے مراد نصاریٰ اور یہود ہیں۔

⑤ جس جس کا جو جو حق ہے اپنی اپنی جگہ پر وہ ادا کرنا چاہیے۔

⑥ اہلِ کتاب کا اپنے نبی پر پھر بعد میں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے دوہرا اجر ہے۔

⑦ اسی طرح غلام اپنے مالک کا بھی وفادار ہے اور رب کریم کا بھی اطاعت گزار لہٰذا

دوہرا اجر ہے۔

⑧ لونڈی کو تعلیم دی، دین سکھایا، یہ ایک نیکی ہے، اسے آزاد کرنا دوسری نیکی اور اسے اپنی زوجیت میں لے کر اسے یہ محسوس کرانا کہ وہ میری بیوی بننے کے لائق ہے یہ تیسری نیکی ہے۔

⑨ علامہ عینی کہتے ہیں کہ دینی تعلیم یافتہ عورت سے نکاح کرنا زیادہ موجبِ برکت ہے۔ (عمدۃ القاری)

⑩ حدیث سننے کے لیے طویل سفر کیے جاتے تھے۔

⑪ تعلیم حدیث کی اہمیت۔

⑫ عامر راوی نے صالح بن حیان سے کہا کہ ہم نے تجھے بغیر کسی مشقت اور اجرت کے حدیث (کی نعمت) دے دی۔

(بخاری: ۲۵۴۴، ۲۵۴۷، ۲۵۵۱، ۳۰۱۱، ۳۴۴۶، ۵۰۸۳۔ مسلم: ۳۷۷، ۸۸۳۔ ترمذی: ۱۱۱۶۔ نسائی: ۳۳۴۴۔ ابنِ ماجہ: ۱۹۶۵)

باب: ۳۲

عِظَةُ الْاِمَامِ النِّسَاءَ وَ تَعْلِيمُهُنَّ

امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا اور ان کو تعلیم دینا

ح ۳۹.............رقم المسلسل: ۹۸

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ،قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ،عَنْ أَيُّوْبَ، قَالَ :سَمِعْتُ عَطَآءً ،قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ،قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ،أَوْ قَالَ عَطَآءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَرَجَ ، وَ مَعَهُ بِلَالٌ ،فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ ،فَوَعَظَهُنَّ وَ أَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ،فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَ الْخَاتَمَ ،وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ ،قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوْبَ ،عَنْ عَطَآءٍ وَّ قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں یا عطا نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گواہی دیتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے دن مردوں کی صف سے عورتوں کی طرف) نکلے اور آپ کے ہمراہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا کہ (شاید) عورتوں نے (خطبہ صحیح طرح) نہیں سنا، تو آپ نے انھیں نصیحت فرمائی اور انھیں صدقہ (دینے) کا حکم دیا۔ پس (کوئی) عورت بالی اور (کوئی) انگوٹھی ڈالنے لگی (کوئی کچھ اور) اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے دامن میں سمیٹنے لگے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عِظَةُ الْإِمَامِ	نصیحت کرنا امام کا	خَرَجَ	نکلا
فَظَنَّ	پس گمان کیا	لَمْ يُسْمِعِ	نہیں سنا گیا ہے
فَوَعَظَهُنَّ	پس نصیحت کی ان (عورتوں) کو	اَمَرَهُنَّ	حکم دیا ان (عورتوں) کو
اَلْمَرْأَةِ	عورت	تُلْقِيْ	ڈالنے لگی
اَلْقُرْطَ	بالی	وَالْخَاتَمَ	انگوٹھی
طَرَفَ	کنارا	ثَوْبِهِ	کپڑا اس کا

ماحصل:

① امام کا یہ خیال رکھنا کہ تمام حاضرین اس کی نصیحت سے مستفید ہوں

② جن لوگوں تک آواز نہ پہنچنے کا احتمال ہو انہیں الگ سے نصیحت کرنا

③ عورتوں اور مردوں کا اجتماع الگ ہونا

④ صدقے کی فضیلت

⑤ عورتوں کا عیدگاہ جانا

⑥ صدقے میں زیور پیش کرنا

⑦ عورت شوہر سے اجازت لیے بغیر اپنے مال میں تصرف کر سکتی ہے لیکن حسنِ معاشرت کا تقاضا ہے کہ اجازت یا مشورہ لے لے۔ (عمدۃ القاری)

⑧ اگر گھر میں فتنہ کا ڈر ہو تو پھر عورت کو چاہیے کہ اپنی مرضی نہ کرے جب تک کہ

اجازت نہ لے لے۔

⑨ صدقے میں زیادہ پیارا مال پیش کرنا کیوں کہ عورتوں کو زیور بہت پیارا ہوتا ہے

⑩ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی نصیحت کی ضرورت ہے

⑪ عورتوں کو ان کے مناسب حال نصیحت کرنا

⑫ عورتوں پر رسول اللہ ﷺ کی خصوصی شفقت اور توجہ

⑬ بالیاں اور انگوٹھیاں پہننے کا جواز

⑭ عید کے دن امام کا خطبہ دینا

(ح: ۸۶۳_ ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۷۷، ۹۷۹، ۱۴۳۱، ۱۴۴۹، ۴۸۹۵، ۹۲۴۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱_ مسلم: ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴)

باب: ۳۳

اَلْحِرْصُ عَلَى الْحَدِيْثِ

حدیث (نبوی ﷺ کے سننے) پر حرص کرنا

ح: ۴۰.............رقم المسلسل: ۹۹

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ،قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ،عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو ،عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ،عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ،أَنَّهُ قَالَ :قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ !مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ ،أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ :لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ! قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ بہرہ مند آپ کی شفاعت سے کون ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مجھے یقین تھا کہ اے ابو ہریرہ! تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا، اس وجہ سے کہ میں نے تمہاری حرص حدیث (کے دریافت کرنے) پر دیکھ لی ہے۔ تو (سن لو!) سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے یا اپنے خالص جی سے لا الہ الا اللہ کہہ دے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْعَدُ	سب سے بڑھ کر خوش بخت	ظَنَنْتُ	میں گمان کرتا ہوں
لَایَسْأَلُنِیْ	نہیں پوچھے گا مجھ سے	رَأَیْتُ	میں نے دیکھا

ماحصل:

① ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے خیال میں جسے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی وہ اَسْعَدَ النَّاس (سب سے زیادہ خوش نصیب) ہوگا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کیوں کہ صاحبِ ایمان اور صاحبِ عمل ہی آپ کی شفاعت کا حق دار ہوگا۔

② رسول اللہ ﷺ روزِ قیامت شفاعت کریں گے۔

③ شفاعت استحقاق کی بنیاد پر ہوگی۔

خوارج اور بعض معتزلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں ان کا یہ انکار باطل ہے۔

(شرح عقائد النسفیہ)

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کا علم حاصل کرنے کے بہت حریص تھے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے کی حرص پر ان کی تعریف کرنا۔

⑥ یہ ان سوالوں میں سے نہیں تھا جن کی رب کریم نے قرآن حکیم میں مسلمانوں کو ممانعت کردی تھی۔

⑦ جن سوالوں کی ممانعت کی گئی وہ دو قسم کے تھے (۱) حلال وحرام سے متعلق (۲) لغوو لایعنی

⑧ شفاعت کے متعلق سب سے پہلے سوال سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہی کیا

⑨ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا وہ مستحق ہوگا جس نے اخلاص سے کلمہ لا إلٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔

⑩ لَا اِلٰه الا الله سے مراد یہ کہ جس نے شرک سے مکمل طور پر بیزاری اور علیحدگی کا اعلان کیا ہوگا۔

⑪ مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ (دل سے یا جی جان سے) سے مراد یہ۔ ہے کہ اس کا دل اس کلمہ توحید پر پوری طرح جما ہوا ہو۔

⑫ کلمہ توحید ہی پر نجات کا مدار ہے۔ لہٰذا اس کے تقاضوں کو پورا کرنا نجات کے لیے لازم ہے۔

⑬ من قال لا إلٰہ إلّا اللہ کی قید سے مشرک خارج اور خالِصًا مِن قلبہ کی پابندی کی وجہ سے منافق شفاعت سے خارج ہو گیا۔ (فتح الباری)

⑭ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی جو شرک کرتے ہیں چاہے زبان سے لا الہ الا اللہ کہتے ہوں۔

(بخاری رقم: ٦٥٧٠ کے تحت بھی یہ حدیث آئی ہے۔)

باب: ۳۴

كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ

(قیامت کے قریب) علم کس طرح اٹھا لیا جائے گا؟

وَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلَى اَبِى بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ: اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاكْتُبْهُ، فَاِنِّيْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ، وَ لَا يُقْبَلُ اِلَّا حَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَ لْيُفْشُوا الْعِلْمَ، وَ لْيَجْلِسُوْا حَتَّى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُوْنَ سِرًّا۔ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ بِذَلِكَ، يَعْنِيْ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلَى قَوْلِهِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ۔

اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی جتنی بھی حدیثیں ہوں، ان پر نظر کرو اور انہیں لکھو، کیوں کہ مجھے علم دین کے مٹنے اور علمائے دین کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی حدیث قبول نہ کرو اور لوگوں کو چاہیے کہ علم پھیلائیں اور (ایک جگہ جم کر) بیٹھیں تا کہ جاہل بھی جان لے اور علم چھپانے ہی سے ضائع ہوتا ہے۔ ہم سے علاء بن عبدالجبار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے عبداللہ بن دینار کے واسطے سے

اس کو بیان کیا یعنی عمر بن عبدالعزیز کی حدیث ذہاب العلما تک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَتَبَ	لکھا	اِلٰی	طرف
أَنْظُرْ	دیکھو	فَاكْتُبْهُ	پس لکھ لو اسے
خِفْتُ	مجھے اندیشہ ہے	دُرُوْس	مٹ جانا
ذَهَاب	چلے جانا	وَلْيُفْشُوْا	اور چاہیے کہ پھیلائیں
وَلْيَجْلِسُوْا	اور چاہیے کہ بیٹھیں	يُعَلَّمَ	سکھایا جائے
لَا يَهْلِكُ	نہیں ہلاک ہوتا، نہیں مٹتا	سِرًّا	چھپا ہوا

حاصل:

☆ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں ابوبکر بن حزم کو حکماً تاکید کی کہ وہ احادیث سن کر لکھ لیں۔

☆ گورنروں یا قاضیوں کو علم کی حفاظت کے لیے امیر کو حکم دینا چاہیے۔

☆ امیر کا فرض ہے کہ وہ علمِ دین کی حفاظت اور اشاعت کا اہتمام کرے۔

☆ عالموں کی موت سے علم اٹھ جاتا ہے۔

☆ عالموں کو چاہیے کہ صرف تبلیغ و وعظ ہی نہ کریں اپنے اچھے جانشین بھی پیدا کریں تاکہ علم نہ مٹے۔ علماء کی دورِ حاضر میں اس کی طرف توجہ کم ہے۔

☆ عالموں کو علم عام کرنا چاہیے۔

☆ مدارس یا علمی مجالس قائم کرنا حکومت اور علما کا فریضہ ہے۔

☆ کسی باعمل عالم کا پتا چلے تو اس سے انتفاع کرنے میں سستی نہیں کرنا چاہیے کہیں اس کی موت ہی نہ آ جائے۔

☆ علم چھپانے سے مٹ جاتا ہے۔

☆ علم کا مٹ جانا امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا نقصان ہے۔

☆ علم سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے۔

☆ علم کی حفاظت کے تین ذریعے ہیں:

(۱) سننا اور یاد رکھنا (۲) عمل میں لانا (۳) لکھ لینا

ح: ۱۰۰...............رقم المسلسل: ۱۰۰

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا ....قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ، قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھاتا کہ بندوں (کے سینوں) سے نکال لے، بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار (مفتی وپیشوا) بنالیں گے اور ان سے (دینی مسائل) پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے (خود بھی) گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو

بھی) گمراہ کریں گے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَقْبِضُ	نہیں قبض کرے گا	اِنْتِزَاعًا	کھینچ کر
يَنْتَزِعُهٗ	وہ کھینچ لے گا اسے	لَمْ يُبْقِ	نہ باقی رہے گا
رُؤُوْسًا	سردار، راس کی جمع	جُهَّالًا	سخت جاہل
فَسُئِلُوْا	پس وہ سوال کیے جائیں گے	فَاَفْتَوْا	پس وہ فتویٰ دیں گے
فَضَلُّوْا	پس وہ گمراہ ہوں گے	اَضَلُّوْا	گمراہ کریں گے
نَحْوَهٗ	اسی طرح		

ماحصل:

① علم اللہ تعالیٰ خود نہیں اٹھاتا، بلکہ علما کو اٹھا لیتا ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ کہ علما علم پھیلائیں تاکہ علم مٹ نہ جائے۔

③ عالموں کا ایک طبقہ معاشرے میں ضرور رہنا چاہیے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب علم اگلی نسلوں تک منتقل کیا جائے۔

④ جب علم پھیلایا نہیں جاتا اور دوسرے بندوں کو علم نہیں دیا جاتا تو جہالت ڈیرے ڈال لیتی ہے۔

⑤ جب اہلِ علم نہ ہوں تو جاہلوں کو لوگ پیشوا بنا لیا کرتے ہیں۔

⑥ بے علم خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

⑦ اگر علم نہ ہو تو فتویٰ دینے کی ممانعت اور مذمت

⑧ جاہلوں سے علمی مسائل پوچھنا جائز نہیں

⑨ اہلِ علم اور علم کی فضیلت جاہلین پر

⑩ علم پھیلانے کے لیے علماء کو ایسی جگہوں پر اٹھنا بیٹھنا چاہیے جہاں عام لوگ آ سکتے ہوں جیسے مساجد و مدارس وغیرہ۔

باب: ۳۵

هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَآءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ

کیا (صرف) عورتوں کو تعلیم کے لیے کوئی دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟

ح: ۴۲ .... رقم المسلسل: ۱۰۱

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا، لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عورتوں نے عرض کی کہ (آپ سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، پس آپ ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی دن (برائے وعظ) مقرر فرما دیجیے تو آپ نے ان سے کسی دن کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ اس دن آپ ان سے ملے اور انھیں نصیحت فرمائی اور (ان کے مناسب حال عبادت کا) انھیں حکم دیا، اس میں سے جو آپ نے (ان سے) فرمایا، یہ تھا کہ جو عورت تم میں سے اپنے تین بچے آگے بھیج دے گی (یعنی اس کے سامنے مر جائیں گے) تو وہ اس کے لیے (دوزخ کی) آگ سے حجاب (آڑ) ہو جائیں گے۔'' ایک عورت بولی اور (اگر

کوئی) دو (آگے بھیجے؟) تو آپ نے فرمایا: ''اور دو (کا بھی یہی حکم ہے)
مشکل الفاظ کے معانی اور ماحصل اگلی حدیث کے بعد دیکھیں۔

ح: ۴۳..................رقم المسلسل: ۱۰۲

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ایسے تین بچے (آگ سے آڑ بن جائیں گے) جو ابھی گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَلْ	کیا	يُجْعَلُ	مقرر کیا جائے
حِدَةٍ	خصوصاً، صرف	غَلَبْنَا	ہم پر غالب آگئے
فَوَعَدَهُنَّ	پس وعدہ کر لیا ان (عورتوں) سے	لَقِيَهُنَّ	ملاقات کی ان عورتوں سے
فَوَعَظَهُنَّ	پس نصیحت کی ان کو	اَمَرَهُنَّ	حکم دیا ان عورتوں کو
مِنْكُنَّ	تم عورتوں میں سے	تُقَدِّمُ	آگے بھیجتی ہے
حِجَابًا	آڑ	وَاثْنَيْنِ	اور دو

اَلْحِنْثِ	بلوغت / گناہ (لکھے جانے) کی عمر	لَمْ يَبْلُغُوْا	نہیں وہ پہنچے

ماحصل:

① عورتوں کو مردوں سے الگ تعلیم دینے کا استحباب

② مردوں کو علمی مجالس میں حاضر ہونے میں آسانی ہونا جب کہ عورت کو آسانی میسر نہیں ہوتی

③ عورتوں کی علم دین حاصل کرنے میں حرص

④ رسول اللہ ﷺ کی عورتوں کو تعلیم دینے میں ان پر شفقت اور ان کی سہولت کو مدِ نظر رکھنا

⑤ عورتوں کا مردوں کی مجالس میں حاضر ہونے سے حیا کرنا

⑥ بلوغت سے پہلے تین بچوں کا فوت ہو جانا اور ان کا ماں کے لئے دوزخ سے آڑ بن جانا۔

⑦ عورتوں کا آپ ؐ سے مسائل سمجھنے کے لیے سوال کرنا

⑧ لَمْ يَبْلُغُو الحِنْث ۔یعنی گناہ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں ایسی عمر میں جب آدمی گناہ کرے تو لکھا جاتا ہے اور اس پر سزا بھی ملے گی۔

⑨ نابالغ بچوں کی وفات پر اجر، چاہے ایک فوت ہوا ہو یا ایک سے زیادہ فوت ہو جائیں۔

⑩ فوت ہونے والے بچوں کے لیے مونث اور مذکر کی قید نہیں ہے۔

⑪ اجراس صورت میں جب صبر اور شکر کیا جائے۔

⑫ جہنم سے آڑ بننے کی دو شرطیں ہیں (۱) بچے کا نابالغ ہونا (۲) ثواب کی نیت سے صبر کرنا۔

⑬ عورتوں کو عورتوں سے متعلق مسائل بتانا اسی طرح جس شخص کو جن مسائل کی عملی ضرورت ہو، اس کو ان سے آگاہ کرنا

⑭ جو لوگ عام جگہوں پر جانے سے معذور ہوں ان کے پاس جا کر نصیحت کرنے کا استحباب۔

⑮ بچے کی موت ماں کی بخشش کا سبب ہے۔

⑯ ایک حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں ...... بخاری: ۱۲۴۸۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ بشارت باپ کے لیے بھی ہے۔

⑰ علماء نے کہا ہے کہ جہنم سے روک وہ بن سکتا ہے جس کے اپنے گناہ نہ ہوں جس کے اپنے گناہ ہوں وہ جہنم سے روک نہیں بن سکے گا۔ (کشف الباری)

⑱ بچوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا، اسقاط کرانا یا ان کے پیدا ہونے میں رکاوٹ ڈالنا شرعاً کبیرہ گناہ ہے اور اس صورت میں والدین کے لیے بچہ فوت ہونے پر اجر کی بجائے گناہ بھی ہے۔

⑲ بچوں کے اور دینی منافع کے ساتھ ساتھ یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کی وفات یا ان کو پہنچنے والی تکلیف پر اجر بھی ملے گا۔ ان شاء اللہ

(بخاری: ۱۲۴۹، ۷۳۱۰۔ مسلم: ۶۶۹۹، ۶۷۰۰)

باب:٣٦

مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ

جس نے کوئی بات سنی اور سمجھ نہ سکا پھر اس نے دوبارہ پوچھا تاکہ اسے سمجھ لے

ح:۴۴..................رقم المسلسل:۱۰۳

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا، قَالَتْ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذَلِكِ الْعَرْضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، جب کوئی بات سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اسے معلوم کرلیتیں تاکہ سمجھ لیں۔ ان سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت میں) جس کا حساب لیا گیا، اسے (ضرور) عذاب کیا جائے گا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا کہ کیا اللہ پاک نہیں فرماتا ''عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا'' (الانشقاق :۸)۔ (معلوم ہوا کہ آسان حساب کے بعد عذاب کا ہونا کچھ ضروری نہیں) تو آپ

نے فرمایا: ''یہ (حساب جس کا ذکر اس آیت میں ہے درحقیقت حساب نہیں ہے بلکہ اعمال کا) صرف پیش کر دینا ہے لیکن جس شخص سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی تو وہ (یقینا) ہلاک ہوگا۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

سَمِعَ	سنی	یَفْھَمَه	سمجھ جائے اسے
فَرَاجَعَه'	دوبارہ پوچھے	حَتّٰی یَعْرِفَه'	حتیٰ کہ سمجھ جائے
لَاتَسْمَعُ	نہ سنتی	حُوْسِبَ	حساب لیا گیا
یُحَاسَبُ	حساب لیا جائے گا	عُذِّبَ	عذاب دیا گیا
یَسِیْرًا	آسان	فَسَوْفَ	پس جلد ہی
نُوْقِشَ	جانچ پڑتال کیا گیا	اَلْعَرْضُ	پیشی
یَھْلِکُ	ہلاک ہو گیا	رَاجَعَتْ	لوٹاتی، دوبارہ پوچھتیں

ماحصل:

① دین کی بات کو غور سے سننا چاہیے۔

② نہ سمجھ آئے تو دوبارہ سمجھ لینا چاہیے۔

③ دین سمجھنے کے لیے مشقت اٹھانے کا استحباب۔

④ قیامت کے روز ہر شخص کا حساب ہوگا۔

⑤ لوگوں کا حساب مختلف انداز سے لیا جائے گا (فتح الباری) جس کا سبب ان کے اعمال اور اللہ کے بارے میں ان کا رویہ ہوگا۔

⑥ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيْرًا (پس اس کا جلد ہی آسان حساب لیا جائے گا) اس کی تفسیر یہ ہے کہ اعمال بتادیئے جائیں گے۔

⑦ جس سے حساب میں کھوج کرید کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا یعنی مشکل میں پڑ جائے گا۔

⑧ قیامت کے روز سب سے مشکل مرحلہ حساب کتاب ہے۔

⑨ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے معاملات آسان اور اپنی ضروریات کم رکھے تا کہ مشکل حساب سے بچ سکے۔

⑩ دین سمجھنے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت۔

(بخاری:۴۹۳۹،۶۵۳۶،۶۵۳۷)

باب: ۳۷

لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

جو شخص (محفل میں) موجود ہو، وہ علمی بات غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دے

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ (اور بخاری کتاب الحج میں یہ تعلیق باسناد موجود ہے)

ح: ۴۵............ رقم المسلسل: ۱۰۴

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ، أَتَأْذَنُ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ، حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ

حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .... فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ۔

سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عمرو بن سعید (والیِ مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے، کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کردوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیان فرمایا تھا، جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور اس کو میرے دل نے یاد رکھا ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (خطبہ) کو بیان فرمایا تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: ''مکہ (میں جنگ وجدل وغیرہ) کو اللہ نے حرام کیا ہے، اسے لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ پس جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، تو اس کو جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ (یہ جائز ہے کہ) وہاں کوئی درخت کاٹے، پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں لڑنے سے (ان چیزوں کا) جواز بیان کرے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اجازت دے دی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف ایک گھڑی بھر دن کی وہاں اجازت دی تھی، پھر آج اس کی حرمت (حسب سابق) ویسی ہوگئی ہے جیسے کل تھی، پس حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو (یہ خبر) پہنچادے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيُبَلِّغِ	چاہیے کہ پہنچادے	اَلشَّاهِدِ	حاضر آدمی
اَلْغَآئِبَ	غیر حاضر	يَبْعَثُ	وہ بھیج رہا ہے
اَلْبُعُوْثَ	بھیجی جانے والی مراد فوج	ائْذَنْ	اجازت دی گئی
قَامَ	کھڑا ہوا	اَلْغَدَ	اگلی صبح
اَلْفَتْحِ	فتح	اُذُنَایَ	میرے دونوں کان
وَعَاهُ	یاد رکھا اس کو	اَبْصَرَتْهُ	دیکھا اس کو
عَيْنَایَ	میری دونوں آنکھیں	حِيْنَ	وقت
تَكَلَّمَ	بات کی	حَمِدَ	حمد کی
اَثْنٰى	ثنا بیان کی	حَرَّمَهَا	حرام کیا اس کو
يَسْفِكَ	بہائے	دَمًا	خون
يَعْضِدُ	کاٹے	اُحَدِّثُكَ	میں بتاؤں تجھے
تَرَخَّصَ	رخصت دی	اَذِنَ	حکم دیا
سَاعَةً	ایک گھڑی	نَهَارٍ	دن
عَادَتْ	لوٹ آئی	بِالْاَمْسِ	کل کو
عَاصِيًا	گنہ گار کو	لَا يُعِيْذُ	نہیں پناہ دیتا
بِدَمٍ	خون کے ساتھ	فَارًّا	فرار ہونے والے کو (قتل کرکے)

بِخَرْبَةٍ	عیب/اونٹ چوری کرنے والے		

ماحصل: اگلی حدیث کے بعد دیکھیے

ح: ۴۶.................رقم المسلسل: ۱۰۵

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنَ عَبْدُ الْوَهَّابِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ اَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ، ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَاِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ۔ قَالَ مُحَمَّدٌ، وَاَحْسِبُه' قَالَ: وَاَعْرَاضَكُمْ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ ....وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ: صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذَالِكَ: ''اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ'' مَرَّتَيْنِ

''محمد روایت کرتے ہیں کہ ایک بار سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آپؐ نے یوں فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے مال۔ محمد کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپؐ نے اَعْرَاضُکُمْ (یعنی تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں) فرمایا، جس طرح تمہارے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں، سن لو یہ (خبر) حاضر غائب کو پہنچا دے ....اور محمد راوی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر دوبارہ فرمایا: کیا میں نے اللہ کا حکم تمہیں پہنچا نہیں دیا؟۔

ماحصل:

① صحابہ کا احادیث کو غور سے سننا۔

② صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو دل میں بٹھالینا۔

③ امراء اور حاکموں کو احادیث اور علم کی بات پہنچانے کا حریص ہونا۔

④ کسی بات سے پہلے اللہ کی تعریف بیان کرنا سنتِ نبوی ہے۔

⑤ اللہ نے مکہ کی حرمت قائم کی ہے کسی انسان نے نہیں کی۔

⑥ اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا یہ کہ حرمتِ مکہ قائم رکھی جائے۔

⑦ خون بہانا حرام ہے مکہ میں۔

⑧ درخت کاٹنا بھی حرام ہے۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے فتحِ مکہ کے موقع پر عارضی طور پر جو ہتھیار حرم میں اٹھائے تھے اس سے یہ دلیل نہیں لی جاسکتی کہ مکہ مکرمہ کی حرمت توڑی جاسکتی ہے۔

⑩ یہ اجازت صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی۔

⑪ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو تاکید کی کہ علم کی بات دوسروں تک پہنچا دی جائے۔

⑫ (اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ) کیا میں نے پہنچا نہیں دیا۔ آپؐ نے یہ دو بار فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے لوگوں تک مکمل دین پہنچا دیا۔ اس میں سے نہ کچھ چھوڑا، نہ چھپایا، نہ بھولے۔

⑬ دین میں کسی بھی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔

مزید ماحصل دیکھیے: ح: ۱۰، رقم المسلسل: ۶۷ کے تحت

(بخاری: ۱۸۳۲، ۴۲۹۵۔ مسلم: ۳۳۰۴۔ ترمذی: ۸۰۹، ۱۴۰۶۔ نسائی: ۲۸۷۶)

باب:۳۸

إِثْمُ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس شخص کا گناہ جو نبی ﷺ کی نسبت جھوٹ بولے

ح:۴۷..............رقم المسلسل:۱۰۶

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ،قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ،قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْصُوْرٌ ،قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ ،يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا ،يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ۔

ربعی بن حراش کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے اوپر ہرگز جھوٹ نہ بولنا، کیوں کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔'' (مسلم:۲۔ترمذی:۲۶۶۰،۲۷۱۵۔ابن ماجہ:۳۱)

ماحصل:

دیکھیے رقم المسلسل:۱۱۰ کے بعد

ح:۴۸..............رقم المسلسل:۱۰۷

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ ، قَالَ: اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں سنیں جیسے فلاں فلاں بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: (بات یہ نہیں) کہ میں نبی ﷺ سے جدا رہا ہوں لیکن میں نے آپ ﷺ کو یہ بات بھی فرماتے سنا کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (ابوداود: ۳۶۵۱۔ ابن ماجہ: ۳۶)

ح: ۴۹ .... رقم المسلسل: ۱۰۸

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ أَنَسٌ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔''

(یہ حدیث مسلم: ۳ میں بھی ہے)

مشکل الفاظ اور ماحصل حدیث ۵۰ کے بعد دیکھیے۔

ح: ۵۰ .... رقم المسلسل ۱۰۹

حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ، هُوَ ابْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سیدنا سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جو کوئی میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو اسے چاہیے کہ اپنا

ٹھکانہ آگ میں تلاش کر لے۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلْيَلِج	پس وہ داخل ہوگا	فَلْيَتَبَوَّأْ	پس وہ ٹھکانا بنالے
مَقْعَدَہ	ٹھکانا اس کا	تَعَمَّدَ	جان بوجھ کر

ماحصل:

① کسی بات یا کسی کام کو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرنا حالانکہ آپ نے وہ بات نہ کہی ہو اور وہ کام نہ کیا ہو۔ یہ شدید جھوٹ ہے۔

② جھوٹ جو عام لوگوں سے منسوب کیا جاتا ہے اور جو جھوٹ انبیاء سے منسوب کیا جاتا ہے اس میں شدتِ گناہ کے لحاظ سے فرق ہے۔

③ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ یہ اس شخص پر رسول اللہ ﷺ کی بددعا ہے۔

④ رسولؐ سے منسوب جھوٹ پوری امت کی گمراہی کا باعث ہے۔

⑤ چونکہ اس کا گناہ زیادہ ہے اس لیے وعید بھی سخت ہے۔

⑥ جب عام آدمی سے جھوٹ منسوب کیا جاتا ہے تو اس کا ازالہ ممکن ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے منسوب جھوٹ کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔

⑦ احادیث بیان کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ عموماً لفظ بھی وہی ہوں، اگر ایسا نہ ہو ورنہ مفہوم لازماً وہی ہو۔

⑧ ہمیں بھی یہ احتیاط ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ الفاظ یا مفہوم وہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے ہیں۔

⑨ بعض صحابہ جھوٹ کے خوف کی وجہ سے حدیثیں ہی کم بیان کرتے تھے۔ جب کہ بعض کو یہ خیال ہوتا تھا کہ کہیں علم چھپانے کا گناہ نہ ہو۔

⑩ بعض صحابہ احادیث اس لیے کم بیان کرتے کہ کہیں ان کی زبان سے نبی اکرم ﷺ کی نسبت جھوٹ سرزد نہ ہو جائے حالاں کہ آپؐ کی مجالس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بیان سے واضح ہے۔

ح: ۵۱............رقم المسلسل: ۱۱۰

حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھو اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو یقیناً اس نے مجھے دیکھ لیا، اس لیے کہ شیطان میری شکل وشباہت اختیار نہیں کرسکتا اور جو شخص عمداً میرے اوپر جھوٹ بولے تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرلے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَسَمَّوْا	تم میرا نام رکھو	بِاسْمِي	ساتھ میرے نام کے
لَا تَكْتَنُوا	نہ کنیت رکھو	بِكُنْيَتِي	میری کنیت پر
مَنْ رَأَنِي	جس نے مجھے دیکھا	الْمَنَامِ	خواب

میری صورت کی	صُوْرَتِیْ	شکل اختیار کرتا	یَتَمَثَّلُ

ماحصل:

① رسول اللہ ﷺ کے نام پر نام رکھنے کا جواز اور استحباب

② رسول اللہ ﷺ کا اپنی کنیت رکھنے سے مسلمان کو منع کرنا۔ یہ کراہتِ تنزیہی ہے۔ بعض محدثین نے کہا کہ یہ ممانعت آپ کی زندگی تک تھی، اب آپؐ کی کنیت رکھ سکتے ہیں۔

③ نبی ﷺ سے جھوٹی بات منسوب کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے۔

④ کنیت وہ نام جو بیٹے بیٹی یا ماں باپ کی نسبت سے رکھا جائے یا لوگ مشہور کر دیں۔ مثلاً ابو حفص (حفص کا باپ) ابنِ عباس رضی اللہ عنہما (عباس کے بیٹے) بنتِ ابو بکر صدیق، ام شریک وغیرہ۔

⑤ کنیت اہلِ عرب کے ہاں معزز نام سمجھا جاتا ہے۔

⑥ جو خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھے اس نے آپؐ ہی کو دیکھا۔ بشرطیکہ آپ کو آپ کے اپنے حلیے میں دیکھے جو احادیث سے واضح ہے۔

⑦ رسول اللہ ﷺ کی شکل میں شیطان خواب میں نہیں آ سکتا لیکن وہ کسی اور کو خواب میں دیکھنے کے بعد دیکھنے والے کے خیال میں یہ ڈال سکتا ہے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔

(اطراف: بخاری: ۳۵۳۹، ۶۱۸۸، ۶۱۹۷، ۶۹۹۳۔ مسلم: ۴)

باب:۳۹

كِتَابَةُ الْعِلْمِ

علم کی باتیں لکھنا

ح:۵۲..........رقم المسلسل:۱۱۱

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ قُلْتُ: لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ قُلْتُ: فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے؟ انہوں نے کہا کوئی نہیں مگر اللہ کی کتاب یا سمجھ جو مسلمان کو (اللہ کی طرف سے) دی جاتی ہے یا جو اس ورق میں لکھا ہے۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پوچھا اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: دیت کا بیان اور قیدیوں کو چھڑانے کا اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فهْمٌ	سمجھ بوجھ	أُعْطِيَه'	جو دیا گیا اسے
اَلْعَقْلُ	دیت کے احکام	فِكَاكُ	چھڑانا

اَلصَّحِيفَه	لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ	اَلْأَسِيْرُ	قیدی

ماحصل:

① حدیث کا علم اس وقت لکھا جاتا تھا۔

② سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی لکھا ہوا موجود تھا۔ جسے آپ نے تلوار کی نیام کے اندر رکھا ہوا تھا۔

③ بعض صحابہ کے پاس بعض ایسے احکام لکھے ہوئے یا سنے ہوئے موجود تھے جو دوسرے صحابہ کے پاس نہیں تھے۔

④ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی انکساری: کہا وہ فَہم جو ہر مسلمان کو دیا گیا ہے۔

⑤ ۱۔ اَلْعَقْل: دیت کے احکام ۲۔ فکاک الاسیر۔ قیدیوں کو چھڑانا ۳۔ کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے۔

⑥ دیت کے اونٹ مقتول کے ورثا کے دروازہ پر قاتل کی طرف لا کر باندھ دیے جاتے تھے اس لیے اسے ''عقل'' (لفظی مطلب باندھنا) کہا جانے لگا۔
(معجم مقاییس اللغۃ)

⑦ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کسی ایسی چیز کا علم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہیں بتایا تھا، اس لیے سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو۔

⑧ یہ حدیث موقوف ہے۔ یعنی صحابی تک اس کی سند پہنچتی ہے۔

(بخاری: ۱۸۷۰، ۳۰۴۷، ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، ۶۷۵۵، ۶۹۰۳، ۶۹۱۵، ۷۳۰۰۔ مسلم: ۳۷۲۷، ۳۳۲۹، ۳۷۹۴۔ نسائی: ۴۷۵۸)

ح:۵۳..............رقم المسلسل:۱۱۲

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ، فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ.....قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيمٍ وَاجْعَلُوهُ عَلَى الشَّكِّ الْفِيلَ أَوِ الْقَتْلَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ الْفِيلَ ـــ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ، لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا، إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ، وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ .... قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يُقَالُ يُقَادُ بِالْقَافِ فَقِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ: أَيُّ شَيْءٍ كَتَبَ لَهُ، قَالَ كَتَبَ لَهُ هَذِهِ الْخُطْبَةَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے فیل (ہاتھیوں کے لشکر) کو یا قتل کو روک لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو ان پر غالب کردیا۔ آگاہ رہو مکہ (میں قتال کرنا) نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ آگاہ رہو وہ میرے لیے ایک گھڑی بھر دن

میں حلال ہو گیا تھا، آگاہ رہو (اب) وہ اس وقت حرام ہے۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری ہوئی چیز سوائے اعلان کرنے والے کے کوئی نہ اٹھائے (یعنی جو اس کے اصل مالک کو ڈھونڈے اور یہ چیز اس کے حوالے کرے) اور جس کسی کا کوئی (عزیز) قتل کیا جائے تو اسے (ان) دو صورتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا اس کو دیت دلا دی جائے یا قصاص لیا جائے (قاتل مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جائے)۔'' اتنے میں ایک شخص اہل یمن میں سے آ گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! (یہ خطبہ) میرے لیے لکھ دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوفلاں کے لیے لکھ دو۔'' پھر قریش کے ایک شخص نے کہا کہ (یا رسول اللہ!) اِذخر (گھاس) کے سوا (اور چیزوں کے کاٹنے کی ممانعت فرمایے اور اذخر کی ممانعت نہ فرمایے) اس لیے کہ ہم اس کو اپنے گھروں اور قبروں میں لگاتے ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں) اذخر کے سوا (اور اشیاء کاٹنے کی ممانعت ہے)۔''

امام ابوعبداللہ بخاریؒ کہتے ہیں: لفظ یقاد قاف کے ساتھ ہے۔

ابوعبداللہ امام بخاریؒ سے پوچھا گیا: اس شخص کے لیے کون سی چیز لکھنے کے لیے کہا گیا؟ تو انہوں نے کہا: اس کے لیے خطبہ لکھنے کا کہا گیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَامَ	سال	فَرَكِبَ	پس سوار ہوا
رَاحِلَتَهُ	سواری اس کی	فَخَطَبَ	پس خطبہ دیا
حَبَسَ	روک لیا	اَوِ الْفِيْلَ	یا ہاتھی

اَلشَّکِ	شک ہوا	سُلِّطَ	غالب کر دیا گیا
تَحِلَّ	حلال ہوتا	حَلَّتْ	حلال ہوا
لِمُنْشِدٍ	اعلان کرنے والے کے لیے	لَا یُخْتَلٰی	نہ توڑا جائے
یُقَادَ	قصاص لیا جائے گا	شَوْکُھَا	کانٹے اس کے
فَجَآءَ	پس آیا	لَاتُلْتَقَطُ	نہ گری پڑی چیز اٹھائی جائے
اَلْاِذْخِرَ	گھاس کا نام	یُعْقَلَ	دیت دی جائے
قُبُوْرِنَا	ہماری قبریں	اَلْقَتِیْلِ	قتل کیا جانے والا
بُیُوْتِنَا	ہمارے گھر	اُکْتُبُوْا	لکھ دو

ماحصل:

① بعض لوگ اس کے خواہش مند ہوتے تھے کہ احکام لکھوا لیں۔ یمن کا آدمی ابوشاہ تھا۔

② نبی پاک ﷺ بھی لکھوا دیتے تھے کسی کے کہنے پر

③ حرم میں قتال منع ہے۔

④ حرم میں قتل بھی منع ہے۔

⑤ حرم کے کانٹے اکھیڑنا منع ہے۔

⑥ حرم کے درخت کاٹنا منع ہے۔

⑦ گری پڑی چیز اٹھانا منع ہے۔ جو مالک تک پہنچانے کی نیت رکھتا ہو وہ اٹھا سکتا ہے۔

⑧ فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک گھڑی کے لیے قتال حرم میں جائز ہوا تھا۔

⑨ اب قیامت تک کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہاں قتل کرے یا قتال کرے۔

⑩ مقتول کے وارثوں کو دو باتوں کا اختیار: یا وہ دیت لے لیں یا قاتل کو قتل کروا دیں ،قاضی یا عدالت ہی فیصلہ کرنے اور سزا دینے کا اختیار رکھتی ہے مقتول کے ورثاء از خود قتل نہیں کر سکتے۔

⑪ اذخر گھاس اکھیڑنے کی اجازت ہے کیوں کہ وہ اہلِ مکہ کی عمومی استعمال کی چیز تھی۔

⑫ قریش کا آدمی (عباس رضی اللہ عنہ) جس نے اجازت لے لی تھی وہ سمجھ دار تھا جسے بروقت یاد آ گیا۔

⑬ جو نیا کام ہوتا تھا اس کی خبر صحابہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تاکہ اس کے بارے میں احکام کا پتا چل جائے۔

⑭ نبی ﷺ کا خطبہ جو آپ نے فتحِ مکہ پر دیا تھا۔

⑮ ضرورت کے وقت جانور پر بیٹھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے، بغیر ضرورت کے ایسا کرنا منع ہے۔

اطراف: یہ حدیث صحیح بخاری: ۲۴۳۴، ۶۸۸۰۔ ابوداود: ۲۰۱۷، ۴۵۰۵ کے تحت بھی آئی ہے۔

ح: ۵۴............ رقم المسلسل: ۱۱۳

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو، قَالَ أَخْبَرَنِي

وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

وھب بن منبہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا، میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ اصحابِ نبی میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ حدیثیں نہیں جانتا تھا سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے، بے شک وہ (حدیث) لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

ماحصل:

① سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لکھنا جانتے تھے۔

② سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حدیث لکھ لیا کرتے تھے۔

③ عہدِ رسالت میں بھی احادیث لکھی جاتی تھیں۔

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لکھنا نہیں جانتے تھے۔

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مکثر بن الحدیث میں سے ہیں۔

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حدیثیں جانتے تھے سوائے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کہ وہ لکھ لیتے تھے۔

⑦ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد لکھی گئیں۔

⑧ تابعہ یعنی متابعت کی اس کی: اصطلاحاتِ حدیث میں اس سے مراد ہے: کسی حدیث کی ایک سند کے کسی راوی کا دوسری سند کے راوی کے برابر آ جانا۔

(یہ حدیث صحیح ترمذی: ۲۶۶۸، ۸۴۱، ۳ کے تحت بھی آئی ہے)

ح: ۵۵............رقم المسلسل: ۱۱۴

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَجَعُهُ، قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَ عِنْدَنَا كِتَابُ اللهِ حَسْبُنَا، فَاخْتَلَفُوا وَ كَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قُومُوا عَنِّي، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس لکھنے کی چیزیں لاؤ تا کہ میں تمہارے لیے ایک نوشتہ لکھ دوں کہ اس کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہو گے۔'' سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض غالب ہے (طبیعت انتہائی ناساز ہے) اور چونکہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے تو وہی ہمیں کافی ہے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا یہاں تک کہ شور بہت ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور میرے پاس تنازع (کھڑا) کرنے کا کیا کام؟'' اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہوئے (وہاں سے) نکلے: بے شک مصیبت، بڑی سخت مصیبت ہے (وہ چیز جو کہ) ہمارے اور

رسول ﷺ کی تحریر کے درمیان حائل ہوگئی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِشْتَدَّ	شدت اختیار کر گیا	لَا تَضِلُّوْا	نہ تم گمراہ ہوگے
غَلَبَہٗ	غالب آ گیا آپ پر	اَلْوَجَعُ	درد، بیماری
حَسْبُنَا	کافی ہے ہمیں	فَاخْتَلَفُوْا	پس اختلاف کیا انہوں نے
کَثُرَ	زیادہ ہوگیا	اَللَّغَطُ	شور
قُوْمُوْا	اٹھ جاؤ	یَنْبَغِیْ	لائق
اَلتَّنَازُعُ	باہمی جھگڑا	اَلرَّزِیَّۃَ	مصیبت

ماحصل:

① نبی پاک ﷺ بعض احکام لکھوا دیا کرتے تھے۔جس کی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ نے بیماری کے ایام میں لکھوانے کے لیے لکھنے کا سامان طلب فرمایا۔

② نبی پاک ﷺ خود لکھنا نہیں جانتے تھے۔

③ آخری دنوں میں نبی پاک ﷺ کی بیماری بہت شدید تھی۔

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی تکلیف اور بیماری کے پیشِ نظر لکھوانے سے روک دیا۔

⑤ نبی اکرم ﷺ کے سامنے شوروغل یا جھگڑا کرنا جائز نہیں۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس واقعے کو مصیبت کہا کرتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے یہ جھگڑا کھڑا کر دیا کہ رسول

اللہ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے وصیت لکھوانا چاہتے تھے جسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لکھنے سے روک دیا، اس بنا پر وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا بھی کہتے ہیں۔

⑦ صحابہ کو برا بھلا کہنے والا جہنمی ہے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی تھے۔

⑧ اللہ کی کتاب کافی ہے، سے یہ مراد ہے کہ اس سے راہنمائی لینا کافی ہے، یاد رہے کہ قرآن حکیم ہی سے حدیث کے وحیِ خفی ہونے اور شریعتِ حقہ کا ماخذ ہونے کا پتا چلتا ہے۔ جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقت میں قرآن حکیم کا بھی انکار کرتے ہیں کیوں کہ قرآن حکیم بھی انہی صحابہ کرام کی زبانوں سے روایت در روایت ہم تک پہنچا ہے جنہوں نے احادیث پہنچائی ہیں۔

(بخاری: ۳۰۵۳، ۳۱۶۸، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۵۶۶۹، ۷۳۶۶۔ مسلم: ۴۲۳۲)

باب: ۴۰

الْعِلْمُ وَ الْعِظَةُ بِاللَّيْلِ

رات کے وقت تعلیم و تلقین کرنا

ح: ۵٦..........رقم المسلسل: ۱۱۵

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَعَمْرٍو وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةُ مِنَ الْفِتَنِ، وَ مَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کس قدر فتنے نازل کیے گئے ہیں اور کس قدر خزانے کھولے گئے ہیں۔ (اے لوگو!) ان حجرہ والیوں کو جگا دو (کہ کچھ عبادت کریں) کیوں کہ بہت سی دنیا میں پہننے والی ایسی ہیں جو (اعمال نہ ہونے کے سبب) آخرت میں برہنہ ہوں گی۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْعِظَةُ	نصیحت	اِسْتَيْقَظَ	بیدار ہوئے
ذَاتَ لَيْلَةٍ	ایک رات	أُنْزِلَ	نازل کیے جا رہے ہیں

الفِتَنَ	فتنے	فُتِحَ	کھول دیئے گئے
اَلْخَزَائِنِ	خزانے	اَیْقِظُوْا	جگادو
صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ	حجرے والیوں کو	کَاسِیَةٍ	پہننے والی
عَارِیَةٍ	ننگی	فَرُبَّ	پس بہت سی

ماحصل:

① رات کو بھی نصیحت کی اور تعلیم دی جاسکتی ہے۔

② گھر والوں کو بھی نصیحت کرنا چاہیے یا دین کی جس بات کا پتا چلے وہ گھر والوں کو بھی بتانا چاہیے۔

③ رسول اللہ ﷺ بعض ان باتوں کو جانتے تھے جنہیں عام آدمی نہیں جان سکتے اور یہ باتیں بذریعہ وحی آپ کو بتائی جاتی تھیں۔

④ رات کو آسمان سے فتنے نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ بہت سے شر والی باتیں نمودار ہو رہی ہیں۔

⑤ آسمان سے خزانے بھی ظاہر ہوتے ہیں یعنی جو مال چھپا ہوا ہو اس کا نمودار ہونا۔

⑥ گھر کی عورتوں کو حجرے والیاں یا گھر والیاں کہنا درست ہے بلکہ یہ بہت مناسب انداز ہے۔

⑦ رات کو عبادت کرنے کی ترغیب دینا اور خود بھی عبادت کے لیے اٹھنا چاہیے۔

⑧ جب کوئی فتنہ نمودار ہو تو خاص طور پر نماز ادا کرنا۔

⑨ صرف وہی خاص رات نہیں بلکہ ہر گھڑی فتنے نمودار ہو رہے ہیں اور ہو سکتے ہیں۔

⑩ جن باتوں اور فتنوں کا اندیشہ ہو ان سے گھر والوں کو آگاہ کر دینا چاہیے۔

⑪ باریک اور غیر ساتر (چھوٹا) لباس پہننے والی آخرت میں ننگی ہوں گی۔

⑫ لباس میں عورتوں کو خاص خیال رکھنا چاہیے، ننگے لباس کی پانچ صورتیں ہیں:

- کپڑے باریک ہونا، دوپٹہ اور برقع بھی لباس میں شامل ہے۔
- کپڑوں کا تنگ ہونا، ڈھیلے ڈھالے ہونے چاہییں۔
- کپڑوں کا مختصر ہونا مثلاً آدھے بازو، ننگے ٹخنے، کھلا گلہ، چاک چھوٹے رکھنا۔
- چرے ہوئے سوراخ دار کپڑے یا سوراخ دار ڈیزائن۔
- پہننے والی کے محاسن ظاہر کرنا اور اس کی شکل وصورت بیان کرنا نامحرموں کے درمیان ممنوع ہے۔

⑬ سب سے بڑا فتنہ آپ ﷺ کو یہ نظر آیا تھا کہ عورتیں پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔

⑭ تعجب کے وقت کلمہ سبحان اللہ کہنا سنت ہے۔

⑮ شر کے وقت نماز کی طرف جلدی کرنی چاہیے۔ (فتح الباری)

اطراف: یہ حدیث بخاری: ۱۱۲۶، ۳۵۹۹، ۵۸۴۴، ۶۲۱۸، ۷۰۶۹۔ ترمذی: ۲۱۹۶ کے تحت بھی آئی ہے۔

باب:۴۱

السَّمَرُ فِی الْعِلْمِ

رات کو علم کی باتیں کرنا

ح:۵۷..........رقم المسلسل:۱۱۶

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ وَّأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) اپنی اخیر عمر مبارک میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیر چکے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم اپنی اس رات کو اچھی طرح یاد رکھنا (دیکھو) آج کی رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے باقی نہ رہے گا۔“

مشکل الفاظ کے معانی:

السَّمرِ	رات کو باتیں کرنا	أخِرِ	پچھلا
حَيَاتِهِ	اس کی زندگی	رَأْسِ	سر
مِائَةِ	ایک سو	سَنَةٍ	سال

لَا یَبْقٰی	نہیں باقی رہے گا	ظَھْرِ الْاَرْضِ	زمین کی پیٹھ

ماحصل:

① عشا کی نماز کے بعد وعظ ونصیحت یا علم کی بات کر سکتے ہیں۔

② طالب علم پڑھ سکتا ہے۔تلاوت، ذکر، اذکار، دعائیں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔

③ رات کو عشاء کے بعد نمازِ جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

④ عشا کی نماز کے بعد ناپسندیدہ ہے (۱) دنیوی باتیں کرنا (۲) نکاح کرنا (۳) کسی سے ملنے جانا (۴) گپ بازی کرنا، ٹی وی دیکھنا یہ اور دیگر ممنوع کام کرنا ہر حالت اور ہر وقت منع ہیں۔

⑤ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کہ سو سال بعد تک آپؐ کے اصحاب میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا۔

⑥ موت کو یاد کرتے رہنا چاہیے کہ وہ سب سے زیادہ قریب ہے۔

⑦ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے رہنا چاہیے۔

⑧ جب بھی مناسب سمجھا جائے اپنے لوگوں کو اللہ کا خوف دلانا چاہیے۔

⑨ دین کی بات بتانے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔

⑩ عشا کے بعد یا رات کو تبلیغی جلسے وغیرہ کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ آواز حاضرین کے علاوہ دوسروں تک نہ پہنچے کیوں کہ یہ ان کے آرام کا وقت ہے۔

⑪ سپیکر کا استعمال رات کے وقت بلکہ سوائے اذان کے نہیں کرنا چاہیے۔

⑫ نصیحت اسے سنانا چاہیے جو سننے پر آمادہ ہو، سپیکر کے ذریعے لوگوں کو تبلیغ کی

بجائے دین سے بیزار کرنے کی صورت نکل آتی ہے۔

⑬ سپیکر پر گانا بجانا، نعتیں گانا اور بغیر حقیقی ضرورت (مثلاً کوئی اعلان وغیرہ) دیگر قسم کی باتیں کرنا بھی درست نہیں۔

(بخاری: ۵۶۴، ۶۰۱۔ مسلم: ۶۴۴۷۔ ابوداود: ۴۳۴۸۔ ترمذی: ۲۲۵۱)

ح: ۵۸.............رقم المسلسل: ۱۱۷

حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: نَامَ الْغُلَيِّمُ، أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک شب اپنی خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث زوجہ نبی ﷺ کے گھر میں سویا اور نبی ﷺ (اس دن) ان کی شب میں انہی کے ہاں تھے۔ پس نبی ﷺ نے عشاء کی نماز (مسجد میں) پڑھی پھر اپنے گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں اور سو رہے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا: ''چھوٹا لڑکا سو گیا؟'' یا اسی کی مثل کوئی لفظ فرمایا پھر (نماز پڑھنے) کھڑے ہو گئے اور میں (بھی وضو کر کے) آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا اور پانچ رکعتیں پڑھیں، اس کے بعد دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں پھر سو رہے،

یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خراٹے لینے کی آواز میں نے سنی پھر آپ نماز (فجر) کے لیے (مسجد تشریف لے گئے)۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِتُّ	میں نے رات گزاری	بَیتِ	گھر
خَالَتِیْ	میری خالہ	مَنْزِلِهٖ	اپنی آرام کی جگہ پر
فَصَلّٰی	پس نماز پڑھی	اَرْبَعَ	چار
رَکَعَاتٍ	رکعتیں	قَامَ	کھڑے ہوئے
نَامَ	سو گیا	الغُلَیْمُ	غلام کی تصغیر، چھوٹا لڑکا
تُشْبِھُهَا	اس جیسی	یَسَارِهٖ	اس کے بائیں طرف
خَمْسَ	پانچ	رَکْعَتَیْنِ	دو رکعتیں
غَطِیْطَهٗ	خراٹے ان کے	خَطِیْطَهٗ	خراٹے اس کے

ماحصل:

① خالہ کے گھر میں رات گزارنے یا رہنے کا ذکر

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الخالة بمنزلة الام**، خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں رات گزارنے میں برابری کرتے تھے۔

④ فرض نماز مسجد میں ادا کرنے کا ذکر

⑤ نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

⑥ چار رکعتیں عشاء کے بعد پڑھنا۔

⑦ اگر دو ہی آدمی صف میں ہوں تو مقتدی داہنی طرف کھڑا ہو۔

⑧ نماز کے دوران اکیلے آدمی کو پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

⑨ آپؐ نے پانچ وتر پڑھے۔

⑩ پھر فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔

⑪ سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر سو جانا

⑫ سوتے میں خراٹوں کی آواز آنا۔

⑬ صبح کی نماز فرض مسجد میں ادا کرنا

⑭ ضرورت کی بات عشا کی نماز کے بعد بھی کی جا سکتی ہے۔

⑮ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ رغبت کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (تہجد) کو خود دیکھیں۔

⑯ بچوں میں بھی علمِ دین سیکھنے کا شوق پیدا کرنا چاہیے۔

⑰ ہمارے بچوں کو صحابی بچوں کی عادات اپنانی چاہیں۔

⑱ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث ہے۔

(بخاری: ۱۳۸، ۱۸۳، ۶۹۷ تا ۶۹۹، ۷۲۶، ۷۲۸، ۷۵۹، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ۴۵۶۹ تا ۴۵۷۲، ۵۹۱۹، ۶۲۱۵، ۶۳۱۶، ۷۴۵۲۔ ابوداؤد: ۱۳۵۶)

باب:۴۲

حِفْظُ الْعِلْمِ

علم (کی باتوں) کا یاد کرنا

ح:۵۹..........رقم المسلسل:۱۱۸

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا، ثُمَّ يَتْلُو!: إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيْمُ، إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور اگر کتاب اللہ میں (یہ) دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی نہ بیان کرتا، پھر پڑھتے تھے ”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ......رحم وکرم کرنے والا ہوں۔“ (البقرہ:۱۵۹، ۱۶۰) بیشک ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کا شغل رہتا تھا اور ہمارے انصاری بھائی بازاروں میں اپنے مال کے کام میں مشغول رہتے تھے اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) اپنے بھرے پیٹ (یعنی شکم سیری سے بے فکر) کے ساتھ

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور ایسے اوقات میں حاضر رہتا تھا کہ لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کر لیتا تھا جو وہ لوگ نہ یاد کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حِفْظِ	ازبر کرنا	أيَتَانِ	دو آیتیں
حَدَّثْتُ	میں نے بیان کی	يَتْلُوْا	وہ تلاوت کرتے
يَكْتُمُوْنَ	وہ چھپاتے	وَالْهُدٰى	اور ہدایت
قَوْلِهٖ	اس کی بات	اِخْوَانَنَا	ہمارے بھائی
يَشْغَلُهُمْ	مشغول رکھتا ان کو	الصَّفْقُ	خرید وفروخت
بِالْاَسْوَاقِ	بازاروں میں	يَلْزَمُ	چپکا رہتا، حاضر رہتا
بِشِبَعِ	بھرے پیٹ کے ساتھ	بَطْنِهٖ	اس کا پیٹ
يَحْضُرُ	حاضر رہتا	يَحْفَظُ	یاد کر لیتا

ماحصل:

① حصولِ علم کے لیے آدمی کا اپنے آپ کو فارغ کر لینا

② کمائی کمانا بھی درست ہے۔

③ صحابہ اپنا پیٹ کھانے کی بجائے علم سے بھرتے تھے۔

④ صحابہ کرام میں علم کی حرص اتنی شدید تھی کہ وہ اکثر معاش کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے۔

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وجہ بتائی کہ وہ اتنی حدیثیں کیوں بیان کرتے ہیں۔

⑥ کسی شک کو رفع کرنے کے لیے اپنی ایسی بات بتائی جا سکتی ہے جس میں بظاہر اپنی تعریف پائی جاتی ہو۔

⑦ انصار کھیتی باڑی کرتے تھے اور اکثر مہاجرین کا پیشہ تجارت تھا۔

⑧ تجارت کے لیے بازار میں جانا، بیٹھنا، دکان لگانا درست ہے۔

⑨ اپنے مسلمان بھائیوں کا بھائی کہہ کر ذکر کرنا۔

⑩ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے علمِ حدیث بیان کرنے کے حوالے سے حقیقتِ حال بتائی، ان کا مقصود معاش میں مشغول صحابہ کی تنقیص نہیں ہے۔

⑪ علم کو چھپانا...... البقرہ۔ ۱۵۹، ۱۶۰ کے تحت جرم ہے۔

⑫ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قرآنی آیت سے حوالہ دے کر اپنا موقف بیان کرنا

⑬ ۱۵۹، ۱۶۰ آیت یہ ہے:

{إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَٰتِ وَالْهُدَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتَٰبِ أُولَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّٰعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ}

(جو لوگ ہماری نازل کردہ دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں حالاں کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیا کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں)

⑭ یہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی کا عمل ہے جو انہوں نے خود بیان کیا۔

(بخاری: ۱۱۹، ۲۰۴۷، ۲۳۵۰، ۳۶۴۸، ۷۳۵۴۔ مسلم: ۶۳۹۷۔ ابن ماجہ: ۲۶۲)

ح: ۶۰ .... رقم المسلسل: ۱۱۹

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِيْنَارٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنْسَاهُ ، قَالَ : ابْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُهُ ، قَالَ فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ ، فَضَمَمْتُهُ ، فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدَهُ ..... حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ بِهَذَا أَوْ قَالَ : غَرَفَ بِيَدِهِ فِيْهِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں مگر انھیں بھول جاتا ہوں، تو آپ نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ۔'' چنانچہ میں نے چادر پھیلائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ سے چلّو بنایا (اور بظاہر فرضی لپ اس چادر میں ڈال دی) پھر فرمایا: ''(اس چادر کو) اپنے اوپر لپیٹ لو۔'' چنانچہ میں نے لپیٹ لی پھر اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا...... ہم سے ابراہیم المنذر نے اور ان سے ابنِ ابی فدیک نے اسی طرح بیان کیا اور آخر (الفاظ) یہ کہے: اپنے ہاتھ سے ایک چلو چادر میں ڈال دی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْسَاهُ	بھول گیا اس کو	اُبْسُطْ	پھیلا

رِدَآئَکَ	چادر تیری	فَبَسَطْتُہٗ	پس میں نے پھیلا دیا اس کو
فَغَرَفَ	پس چُلّو بھرا	ضُمَّ	لپیٹ لیا
فَضَمَمْتُہٗ	پس میں نے لپیٹ لیا اس کو	نَسِیْتُ	میں بھول گیا
بِیَدِہٖ	اپنے ہاتھ سے	اَسْمَعُ	میں سنتا ہوں

ماحصل:

① شاگرد اگر علم یاد نہ رکھ سکے تو اس کے متعلق استاد یا کسی عالم سے مشورہ لے کہ وہ کیا کرے؟

② حافظے کی کمزوری کی شکایت کر کے اس کا علاج دریافت کیا جا سکتا ہے۔

③ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی چادر میں اپنے ہاتھ کا چُلّو ڈال دیا۔

④ یہ معجزہ نبوت کا خاصہ ہے کوئی اور ایسا نہ کر سکتا ہے نہ اس کے دعوے پر یقین کیا جائے گا۔

⑤ اس بات کی دلیل کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث کا علم زیادہ تھا۔

⑥ آپؐ نے بظاہر فرضی چلّو ڈالا لیکن حقیقت میں وہ علم کے حصول میں معاون حافظے کی مضبوطی ہی کا چلّو تھا۔

⑦ چادر بھر کر علم کی دولت سمیٹ لینا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ کوئی اشرفیوں سے چادر بھر لے۔

(بخاری: ۱۱۸، ترمذی: ۳۸۳۵)

ح: ۶۱ .... رقم المسلسل: ۱۲۰

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ،قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي ،عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ،عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ،قَالَ :حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وِعَائَيْنِ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ ،وَ أَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف (علم کے، دو طرح کے علم) یاد کر لیے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک تو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو اگر ظاہر کروں تو میری یہ گردن کاٹ دی جائے گی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَفِظْتُ	یاد کیا میں نے	وِعَائَيْنِ	دو برتن
فَبَثَثْتُهُ	میں نے پھیلا دیا اسے	قُطِعَ	کاٹ دیا جائے
اَلْبُلْعُومُ	نرخرا گردن کا	مَجْرَى الطَّعَامِ	کھانا نگلنے کی جگہ

ماحصل:

① وِعَائَيْنِ یعنی میں نے دو بڑے بڑے برتنوں برابر علم یاد کیا ہے۔

② لوگوں کے حالات کی مناسبت سے علم عام کرنا چاہیے۔

③ دوسرا علم وہ تھا جسے آپ اہل حکومت کے سامنے یا عوام کے سامنے بیان کرتے تو لوگ فتنہ میں پڑ جاتے یا آپ ہی کو نقصان پہنچا دیتے۔

④ جس علم کا فہم لوگوں کو نہ ہو وہ علم ان کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

⑤ دوسرے علم سے مراد کوئی بھی باطنی علم نہیں تھا۔

⑥ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صاحبِ علم لوگوں کو وہ احادیث بھی سنادی تھیں جنہیں عام لوگوں میں بیان نہیں کیا کرتے تھے۔

⑦ آپ نے حاشا وکلا کتمانِ علم نہیں کیا۔

⑧ یہ حدیث بھی موقوف ہے یعنی صحابی تک اس کی سند پہنچتی ہے اور صحابی نے اپنا عمل بیان کیا ہے۔

باب: ۴۳

الْإِنْصَاتُ لِلْعُلَمَاءِ

علماء (کی باتیں سننے) کے لیے چپ رہنا

ح: ۶۲............رقم المسلسل: ۱۶۱

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اسْتَنْصِتِ النَّاسَ، فَقَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''تم لوگوں کو چپ کرادو۔'' (جب لوگ خاموش ہو گئے تو) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اے لوگو!) تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن زدنی کرنے لگے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتِنْصَاتِ	خاموش کروانا	يَضْرِبُ	مارنے لگے
لَاتَرْجِعُوْا	نہ تم لوٹ جانا	رِقَابَ	گردنیں، رقبہ کی جمع

ماحصل:

① اِنْصات سے مراد خموشی، سکوت اختیار کرنا ہے جب کہ استماع کان لگا کر سننا

ہے۔

② اہم بات کہنے کے لیے امیر کا لوگوں کو خاموش کرانا

③ لوگوں کا خاموشی سے امیر یا استاد یا بڑوں کی بات کو سننا

④ بڑوں کی بات خاموشی سے سننا، تقاضائے ادب بھی ہے۔

⑤ مسلمان کو قتل کرنا کافرانہ کام ہے۔

⑥ خانہ جنگی یا دو مسلمانوں کا باہمی قتل کرنا کفر کے قریب لے جانے والا کام ہے۔

⑦ اس حدیث میں کفر سے مراد اصطلاحی کفر نہیں بلکہ لغوی کفر یعنی ناشکری ہے۔ نیز یہ کہ مسلمان کی تلوار کافر پر اٹھنی چاہیے جب مسلمان پر اٹھ گئی تو یہ کافرانہ کام ہو گیا۔

⑧ یہ حدیث علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

⑨ ہمیں اس حدیث میں تنبیہ کی گئی ہے کہ باہم اختلاف اور قتل سے بچیں۔

اطراف: صحیح بخاری: ۴۴۰۵، ۶۸۶۹، ۷۰۸۰۔ مسلم: ۲۲۳۔ نسائی: ۴۱۴۲۔ ابنِ ماجہ: ۳۹۴۲

باب: ۴۴

مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللهِ

عالم کو کیا چاہیے کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ تم لوگوں میں زیادہ جاننے والا (عالم) کون ہے؟ تو وہ علم کی نسبت اللہ کی طرف کر دے

ح: ٦٣ .... رقم المسلسل: ١٢٢

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو ، قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ ، قَالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ ، فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ ، حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ ، فَقَالَ : أَنَا أَعْلَمُ ، فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ ، أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ ، هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ ، قَالَ : يَا رَبِّ ! وَكَيْفَ بِهِ ، فَقِيلَ لَهُ : احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا وَنَامَا ، فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ ، فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ، وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ

عَجَبًا ،فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا فَلَمَّا أَصْبَحَ ،قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ :آتِنَا غَدَآئَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ،وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِی أُمِرَ بِهِ ،فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّی نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ، قَالَ مُوْسٰى :ذٰلِکَ مَا كُنَّا نَبْغِی ،فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا ،فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ أَوْ قَالَ تَسَجّٰى بِثَوْبِهِ فَسَلَّمَ مُوْسٰى ،فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِکَ السَّلَامُ ؟فَقَالَ :أَنَا مُوْسٰى ،فَقَالَ مُوْسٰى بَنِی إِسْرَآئِيْلَ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ:هَلْ أَتَّبِعُکَ عَلٰى أَنْ تُعَلِّمَنِی مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا ، قَالَ إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ،يَا مُوْسٰى إِنِّی عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ ،وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَکَهُ لَا أَعْلَمُهُ ،قَالَ :سَتَجِدُنِی إِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِی لَکَ أَمْرًا ،فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ ،فَكَلَّمُوْهُمْ أَنْ يَحْمِلُوْهُمَا ،فَعُرِفَ الْخَضِرُ ، فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ،فَجَآءَ عُصْفُوْرٌ ،فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ،فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِی الْبَحْرِ ،فَقَالَ الْخَضِرُ :يَا مُوْسٰى !مَا نَقَصَ عِلْمِی وَعِلْمُکَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِی الْبَحْرِ ،فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلٰى لَوْحٍ مِّنْ أَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ ،فَقَالَ مُوْسٰى :قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ، فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ،قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا ،قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِی بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِی مِنْ أَمْرِی عُسْرًا ،فَكَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا ،فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ، فَاقْتَلَعَ

رَأْسَهُ بِيَدِهِ ،فَقَالَ مُوسَى :أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ؟قَالَ :أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ....قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهَذَا أَوْ كَدُ ...... فَانْطَلَقَا ،حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا ،فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ ،فَأَقَامَهُ ،قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ ،فَقَالَ لَهُ مُوسَى لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ،قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ،قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ خیال ہے کہ موسیٰ (جو خضر کے پاس گئے تھے) بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ دوسرے موسیٰ تھے۔ یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے کہ اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے، ہم سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''موسیٰ علیہ السلام (ایک دن) بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ سب سے بڑا عالم تو میں ہی ہوں۔ لہٰذا اللہ نے ان پر عتاب فرمایا کہ انھوں نے علم کی نسبت اللہ کی طرف کیوں نہ کی؟ پھر اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے، تم میں بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: اے میرے پروردگار! میری ان سے کس طرح ملاقات ہوگی؟ تو ان سے کہا گیا کہ مچھلی کو زنبیل میں رکھو (اور مجمع البحرین کی طرف چلو) پھر جب (جس مقام پر) مچھلی کو نہ پاؤ تو (سمجھ لینا کہ) وہ بندہ وہیں ہے۔ پس موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور اپنے ہمراہ اپنے خادم یوشع بن نون کو بھی لے لیا اور ان دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی۔ یہاں تک کہ

جب صخرہ (ایک پتھر) کے پاس پہنچے تو دونوں نے اپنے سر (زمین پر) رکھ لیے اور سو گئے تو (یہیں) مچھلی زنبیل سے نکل گئی اور دریا میں اس نے راہ بنالی اور (مچھلی کے زندہ ہو جانے سے) موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا، پھر وہ دونوں باقی رات اور ایک دن چلتے رہے، جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ (یعنی مچھلی والا کھانا) بے شک ہم نے اپنے اس سفر سے تکلیف اٹھائی اور موسیٰ علیہ السلام جب تک کہ اس جگہ سے آگے نہیں نکل گئے، جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا، اس وقت تک انھوں نے کچھ تکلیف محسوس نہیں کی۔ (اب جوان کے خادم نے دیکھا تو مچھلی غائب تھی)۔ تب انھوں نے کہا کہ کیا آپ نے دیکھا (آپ کو یاد پڑتا) ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی (کا بتانا بالکل ہی) بھول گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہی وہ (مقام) ہے جس کو ہم تلاش کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے قدموں کے نشانات پر لوٹ گئے۔ پس جب اس پتھر تک پہنچے (تو کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے (یا یہ کہا کہ اس نے کپڑا لپیٹ رکھا تھا) بیٹھا ہوا ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے انھیں سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں سے آیا؟ تو انھوں نے کہا کہ میں (یہاں کا رہنے والا نہیں ہوں، میں) موسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ خضر علیہ السلام نے کہا: بنی اسرئیل کے موسیٰ؟ (علیہ السلام) انھوں نے کہا: "ہاں" موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیا میں اس (امید) پر تمہاری پیروی کر سکتا ہوں کہ جو کچھ ہدایت تمہیں سکھائی گئی ہے، مجھے بھی سکھا دو؟ انھوں نے کہا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہ کر سکو گے۔ اے موسیٰ! بے شک میں اللہ کے علم میں سے ایک ایسے علم پر (مطلع) ہوں کہ جسے خاص کر اس نے مجھے عطا کیا ہے، تم اسے نہیں جانتے

اور تم ایسے علم پر (مطلع) ہو جو اللہ نے تمہیں تعلیم کیا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ تم مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا، (چنانچہ خضر علیہ السلام راضی ہو گئے) پھر وہ دونوں دریا کے کنارے چلے، (اور) ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی۔ اتنے میں ایک کشتی ان کے پاس (سے ہو کر) گزری تو کشتی والوں سے انھوں نے کہا کہ ہمیں بٹھا لو۔ خضر (علیہ السلام) پہچان لیے گئے اور کشتی والوں نے انھیں بے کرایہ بٹھا لیا۔ پھر (اسی اثناء میں) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور اس نے ایک چونچ یا دو چونچیں دریا میں ماریں۔ خضر (علیہ السلام) بولے کہ اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم سے صرف اس چڑیا کی چونچ کی بقدر کم کیا ہے۔ پھر خضر (علیہ السلام) نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ کی طرف قصد کیا اور اسے اکھیڑ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان لوگوں نے ہم کو بغیر کرایہ (لیے ہوئے) بٹھا لیا اور آپ نے ان کی کشتی کی طرف قصد کیا اور اسے توڑ دیا تا کہ اس پر سوار لوگ غرق ہو جائیں۔ خضر (علیہ السلام) نے کہا: ''کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ رہ کر میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے؟'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں بھول گیا تھا اس لیے میرا مؤاخذہ نہ کیجیے اور میرے معاملے میں مجھ پر تنگی نہ کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار موسیٰ علیہ السلام سے بھول کر یہ بات (اعتراض کی) ہو گئی۔ پھر وہ دونوں (کشتی سے اتر کر) چلے تو ایک لڑکا (ملا جو اور) لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا۔ خضر (علیہ السلام) نے اس کا سر اوپر سے پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ سے اس کو اکھیڑ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ایک بے گناہ جان کو بے وجہ تم نے قتل کر دیا۔ خضر (علیہ السلام) نے کہا: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ہمراہ (رہ کر میری باتوں پر) ہرگز صبر نہ کر سکو گے؟''

ابن عینیہ (راوی حدیث) نے کہا ہے کہ (پہلے جواب کی نسبت) اس میں زیادہ تاکید تھی۔ پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس پہنچے۔ وہاں کے رہنے والوں سے انھوں نے کھانا مانگا چنانچہ ان لوگوں نے ان کی مہمانی کرنے سے (صاف) انکار کر دیا۔ پھر وہاں ایک دیوار ایسی دیکھی جو کہ گرنے ہی والی تھی تو خضر (علیہ السلام) نے اپنے ہاتھ سے اس کو سہارا دیا اور اس کو درست کر دیا۔ (اب پھر) موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے۔ خضر (علیہ السلام) بولے کہ (بس اب اس مرحلے پر) ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس قدر بیان فرما کر) ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے ہم یہ چاہتے تھے کہ کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو ان کے اور حالات ہم سے بیان کیے جاتے۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

يَزْعَمُ	گمان کرتا ہے/ دعوی کرتا ہے	فَعَتَبَ	پس عتاب کیا
يُرَدَّ	پھیرا، لوٹایا	اَحْمِلُ	اٹھالے
حُوْتًا	ایک مچھلی	مِكْتَل	زنبیل۔ تھیلا
فَقَدْتَهُ	تو گنوادے اسے	فَانْطَلَقَ	پس وہ چلا
اَلصَّخْرَةِ	چٹان	وَضَعَا	دونوں نے رکھا
رُؤُوْسَهُمَا	دونوں نے اپنے سروں کو	فَانْسَلَّ	پس چل پڑی

فَتَنَامَا	پس وہ دونوں سو گئے	لَيْلَتِهِمَا	وہ دونوں رات کو
سَرَبًا	سرنگ	عَجَبًا	تعجب کیا دونوں نے
اَصْبَحَ	صبح کی	غَدَاءَنَا	ناشتہ ہمارا
لِفَتَاهُ	اپنے نوجوان سے	مَسًّا	چھونا / لگنا
نَصَبًا	تھکن	لَقِيْنَا	پائی ہم نے
جَاوَزَا	پار کر گئے دونوں	أُمِرَ	حکم دیا گیا
أَوَيْنَا	جگہ پکڑی ہم نے	نَسِيْتُ	میں بھول گیا
كُنَّا نَبْغِ	ہم چاہتے تھے	فَارْتَدَّا	پس وہ دونوں لوٹے
اٰثَارِهِمَا	دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر	اَنْتَهِيَا	وہ دونوں پہنچے
اَلصَّخْرَةِ	چٹان	ثَوْبًا	کپڑا
تَسَجّٰی	لپیٹے ہوئے	بِثَوْبِهٖ	اپنے کپڑے کو
مُسَجًّی	لپٹا ہوا	اَتَّبِعُكَ	میں پیچھے چلوں تمہارے
تُعَلِّمَنِي	تو سکھا دے مجھے	لَنْ تَسْتَطِيْعَ	ہرگز تو نہ کر سکے گا
فَسَلَّمَ	پس سلام کیا	عُلِّمْتَ	جو سکھایا گیا تجھے
عَلَّمَنِيْهِ	سکھایا اس نے مجھے اس کو	اَعْلَمُهٗ	میں جانتا اسے

عَلَّمَكَهُ	اسے سکھایا تجھ کو	سَتَجِدُنِی	تو مجھے پائے گا
لَا اَعْصِیْ	میں نافرمانی نہ کروں گا	یَمْشِیَانِ	دونوں چلنے لگے
فَمَرَّتْ	پس گزری	فَانْطَلَقَا	پس وہ دونوں چلے
فَعُرِفَ	پس پہچان لیا گیا	فَحَمَلُوْهَا	پس سوار کیا ان کو
فَكَلَّمُوْهُمْ	پس بات کی انہوں نے ان سے	یَحْمِلُوْهُمَا	وہ سوار کرلیں ان دونوں کو
نَوْلٍ	کرایہ	عُصْفُوْرٌ	چڑیا
حَرْفٍ	کنارہ	فَنَقَرَ	پس چونچ بھری
نَقْرَةً	ایک چونچ	مَا نَقَصَ	نہیں کم کیا
لَوْحٍ	تختہ/تختی	فَنَزَعَهٗ	پس اکھیڑ دیا اس کو
فَخَرَقْتَهَا	پس تونے پھاڑ ڈالا اسے	لِتُغْرِقَ	تاکہ تو غرق کردے
لَا تُؤَاخِذْنِی	نہ مواخذہ کر مجھ سے	یَلْعَبُ	کھیلتا ہے
فَعَمَدَ	پس جان بوجھ کر	حَمَلُوْنَا	سوار کیا انہوں نے ہمیں
غِلْمَان	غلام کی جمع = لڑکے	اَعْلَاهُ	اس کی چوٹی سے
فَاقْتَلَعَ	پس جدا کردیا	اَقَتَلْتَ	کیا تونے قتل کردیا
زَكِیَّةً	پاکیزہ، بے گناہ	اَتَیَا	وہ دونوں آئے

اَستَطْعَمَا	دونوں نے کھانا طلب کیا	فَابَوْا	پس انہوں نے انکار کیا
یُضَیِّفُوْهُمَا	مہمان نوازی کریں دونوں کی	فَوَجَدَا	پس دونوں نے پایا
یُرِیْد	چاہتی	نَسِیْتُ	میں بھول گیا
جِدَارًا	ایک دیوار کو	اَنْ یَنْقَضَّ	کہ گری پڑتی ہے
فَاَقَامَه'	پس کھڑا کر دیا اس کو	شِئْتَ	تو چاہتا
لَاتَّخَذْتَ	تو لیتا	یَرْحَمُ	رحم کرے
فِرَاقَ	جدائی	لَوَدِدْنَا	ہم نے چاہا
یَقُصَّ	بیان کرتے	اَمْرِهِمَا	معاملہ ان دونوں کا

ماحصل:

① یہ حدیث رقم المسلسل: ۷۳، ۷۸ کے تحت گزر چکی ہے۔

② حدیث رقم ۷۴ میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس حصن فزاری کے درمیان اس بات کا ذکر ہے کہ صاحبِ موسیٰ یعنی خضر کون تھے؟ لہٰذا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق سوال کیا، جس کے جواب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حُر بن قیس فزاری میں یہ بحث کہ صاحبِ موسیٰ کون تھے معلوم ہوا کہ علمی مذاکرہ کرنا جائز ہے بلکہ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

④ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، معلوم ہوا کہ اپنے سے زیادہ

علم والے سے پوچھنے کا اہتمام کرنا چاہیے جب کہ کسی مسئلے کا علم نہ ہو...... فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

⑤ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ اَنَا وَ صَاحِبِیْ (میں اور میرا یہ ساتھی) باہم محبت و الفت کا مظہر کلمہ ہے۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نوف بکالی کو اللہ کا دشمن کہا کیوں کہ انہوں نے خضر علیہ السلام کو موسیٰ بن مشیا یوسف علیہ السلام کے پوتے کا ساتھی کہا تھا۔ جب کہ قرآن حکیم میں یہ واضح ہے کہ یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔

⑦ مکمل علم اللہ کے پاس ہے۔

⑧ اپنے علم یا کسی اور صلاحیت پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

⑨ سردار بننے کے بعد بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے علم حاصل کیا۔

⑩ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے علم سیکھنے کی وجہ سے مرتبہ کم نہیں ہوا لہٰذا افضل موسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

⑪ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح علم سیکھنے میں کوشاں رہنا چاہیے۔

⑫ بڑے مرتبہ اور بڑے عمر کے ہو کر بھی علم حاصل کرنے میں حیا نہیں کرنا چاہیے۔

⑬ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ زیادہ علم والا ہے۔

⑭ جس بات کا علم نہ ہو اسے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

⑮ انبیاء بھی علم حاصل کرنے کے محتاج ہیں۔

⑮ اپنے سے زیادہ عالم کی ملاقات کے لیے جانا چاہئے۔

⑰ اپنی صلاحیت کو اللہ ہی کی عطا سے منسوب کرنا چاہیے۔

⑱ ایک کی بجائے دو آدمیوں کا مل کر سفر کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اکیلے سفر کرنے سے منع کیا کیوں کہ تب قافلوں کو لوٹ لینے، جنگلی جانوروں کے حملہ کرنے کا خدشہ ہوتا تھا اور راستے جنگلی اور صحرائی ہوتے تھے۔ دورِ حاضر میں گاڑی وین وغیرہ کی وجہ سے قافلے کی شکل بن جاتی ہے۔

⑲ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے فتی (غلام) یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت سے سرفراز ہوئے۔

⑳ تعلیمی سفر میں چھوٹوں کو بھی ساتھ لے لینا چاہیے تاکہ وہ بھی کچھ نہ کچھ علم حاصل کر لیں۔

㉑ حصولِ علم کے لیے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے جیسے کہ موسیٰ نے کہا کہ میں لگاتار سفر کرتا رہوں گا چاہے مجھے سالہا سال چلنا پڑے۔

㉒ جب موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا تو خضر علیہ السلام چونکے کہ یہ ''سلام'' کرنے والا شخص یہاں کون آ گیا معلوم ہوا کہ انہیں غیب کا علم نہیں تھا۔

㉓ السلام علیکم کہنے کا طریقہ آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا ہے اور یہ تمام انبیاء کا اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

㉔ سمندر کے کنارے کنارے سفر کرنے کا جواز

㉕ سمندر کے کنارے اقامت رکھنے کا جواز

㉖ اللہ تعالیٰ انبیاء کی کسی غلطی پر خود اصلاح و تربیت کرتا اور فوری طور پر کرتا ہے۔

㉗ انبیاء سے زیادہ بھی کوئی بعض علوم میں صاحبِ علم ہو سکتا ہے۔

㉘ دینی اور دنیوی علوم کی تدریس میں مشاہداتی طریق کار کی اہمیت

(۲۹) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف صلاحیتیں اور مختلف علوم عطا کیے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کو مختلف علوم دیے گئے تھے۔

(۳۰) دور حاضر میں علماء کے لیے کہا جا رہا ہے کہ انہیں بھی دنیاوی علوم سیکھنے چاہییں۔ یہ خیال درست نہیں ہے اس طرح تو پھر دنیوی علوم والوں کو بھی چاہیے کہ دینی علم میں بھی اختصاص حاصل کریں۔

(۳۱) خضر علیہ السلام نے کہا: بنی اسرائیل کے موسیٰ۔ معلوم ہوا کہ میل ملاقات کے وقت مکمل تعارف ہونا چاہیے۔

(۳۲) ضرورت پڑنے پر اپنی قوم اور آباء واجداد کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

(۳۳) جب اصل جگہ سے جو بتائی گئی تھی آگے بڑھ گئے تو تھکن محسوس ہوئی اسی طرح جب انسان اللہ کی بتائی ہوئی حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو مشکلات سے دو چار ہو جاتا ہے۔

(۳۴) موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے سیکھنے کے لیے اجازت طلب کی: **هَلْ اتبعک علی ان تعلمنِ مما علمت رشدا**۔ اس طرح شاگرد کو ادب کے ساتھ استاد سے حصولِ علم کی درخواست کرنا چاہیے۔

(۳۵) **انک لن تستطیع معی صبرا** (بے شک تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا)۔ استاد اپنے اندازے سے شاگرد کے مزاج کے متعلق رائے دے سکتا ہے اور یہ عیب چینی نہیں اور نہ ہی غیب دانی ہے بلکہ علمِ فراست ہے۔

(۳۶) مچھلی کا زندہ ہونا بطور معجزہ بھی تھا اور بطور علامت بھی۔

(۳۷) صخرہ کے پاس مچھلی زندہ ہو گئی لیکن یوشع بتانا بھول گئے اور کہا کہ مجھے شیطان نے بھلا دیا۔ شیطان کی طرف نسبت کرنا بھول جانے کی جائز ہے۔

㊳ شیطان کسی نیکی کو حاصل کرنے کے آڑے آتا ہے تبھی تو اس نے یوشع بن نون کو مچھلی کا زندہ ہو جانا بھلا دیا تھا۔

㊴ شیطان نے یوشع کو تو بھلوا دیا لیکن نبی کو نہیں کیوں کہ اس کا نبی پر بس نہیں چلتا۔

㊵ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو نہ بتانے پر یا بھول جانے پر ڈانٹا نہیں، مربی یا استاد کو اسی طرح بچوں پر نرم ہونا چاہیے۔

㊶ ربیع بن انس کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کشتی کا تختہ اکھیڑتے دیکھا تو کہا: آپ ان لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اور آپ جلد جان جائیں گے کہ پہلے خود ہلاک ہوں گے۔ (فتح الباری)

㊷ علما اور بزرگوں کی بات کو غور سے اور خاموشی سے سننا چاہیے۔

㊸ وَلَا اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا (میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا) یہ کہہ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو یہ یقین دلایا کہ میں آپ کا تابع دار شاگرد ہوں۔ شاگرد کو ایسا ہی ہونا چاہیے بشرطیکہ استاد اللہ کی معصیت پر مبنی کسی کام کا حکم نہ دے۔

㊹ دونوں نے اکٹھا سفر کیا اور دورانِ سفر موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے افعال، حرکات اور اقوال وغیرہ غور سے دیکھتے رہے۔ سوال کرنے کی خضر علیہ السلام نے اجازت ہی نہیں دی تھی، اس سے پتا چلا کہ استاد سے صرف کتابی علم سیکھنا ہی کام نہیں دیتا جب تک کہ اپنے آپ کو اس کی معیت میں نہ رکھا جائے اگر ممکن ہو تو ...... گویا استاد کی صحبت و رفاقت بھی ضروری ہے۔

㊺ شاگرد کو چاہیے کہ استاد کی قابلِ اعتراض بات پر بھی تحمل سے کام لے۔ ٹوکنے یا وضاحت طلب کرنے میں جلدی نہ کرے۔ وقت آنے پر خود بخود پتا چل جائے گا البتہ غیر معمولی تاخیر ہو جائے اور وضاحت نہ ہو سکے تو پھر ضرور پوچھ لینا چاہیے۔ نیز

دورِ حاضر کے خلافِ شریعت کام کرنے والے استاد اور مرشد و مربی کے کسی معصیت پر مبنی قول اور فعل کے متعلق یہ سوچنا کہ وقت آنے پر خود بخود پتا چل جائے گا یا یہ کہ ان کے ہر معصیت کے قول و فعل میں بھی کوئی حکمت ہوتی ہے، سراسر جہالت اور نادانی ہے۔

(۴۶) خضر علیہ السلام نے اپنے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اتنا قلیل قرار دیا جتنا کہ چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر سے پانی لیا تھا معلوم ہوا کہ استاد کائنات کی اشیا اور احوال وظروف پر غور وفکر کر کے مثالیں اور نصائح وغیرہ کے ذریعے اپنے شاگردوں پر حق واضح کرسکتا ہے۔ اس میں لَنقرَ (چونچ بھری) اَخذَ کے معنی میں ہے۔

(۴۷) علماء اور بزرگوں کی بات کو غور سے اور خاموشی سے سننا چاہیے۔

(۴۸) بعض علماء نے کہا کہ خضر علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ہماری معلومات اور اللہ کی معلومات میں وہی نسبت ہے جو اس چڑیا کی چونچ میں بھرے جانے والے پانی کو سمندر کے پانی سے نسبت ہے۔ (فتح الباری)

(۴۹) مسکین وہ ہے جو کام تو کرے لیکن گزر بسر کے لیے کھلی کمائی نہ ہو۔ ہمارے ہاں مسکین کام نہ کرنے والے اور مانگنے والے کو کہا جاتا ہے۔

(۵۰) مسکین کے پاس رزق کمانے کے آلات چاہے قیمتی ہوں تب بھی وہ مسکین ہی ہے اس سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ اس آلے کو بیچ کر گزارا کرے۔

(۵۱) چھوٹے نقصان پر گھبرانا نہیں چاہیے ممکن ہے وہ کسی بڑے فائدے کا پیش خیمہ ہو۔

(۵۲) کسی عزیز یا بچے کی وفات پر صبر کرنا چاہیے کیوں کہ اس میں حکمت اور خیر پوشیدہ

ہوتی ہے۔(۷۴ آیت)

۵۳ سیدنا خضر علیہ السلام نے کہا کہ...... میں نے یہ کام اللہ کے حکم سے کیے......اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ قتل جیسا فعل جو بظاہر ناحق لگتا تھا ایک فرشتہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن اب کوئی شخص ناحق قتل کر کے یہ عذر پیش نہیں کر سکتا اور نہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے یہ سب اللہ کے حکم سے کیا۔ یہ صرف خضر علیہ السلام کے لیے اور اسی سفر میں جائز تھا۔

۵۴ سیدنا خضر علیہ السلام نے یتیم بچوں کی دیوار درست کر دی حالاں کہ بستی والوں نے مہمانی کا حق ادا نہیں کیا تھا، انہوں نے اس وقت کے بین الاقوامی مہمان نوازی کے قانون کی خلاف ورزی کی تھی لیکن خضر علیہ السلام نے بھوکے پیٹ ہونے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لگا کر دیوار درست کر دی۔ ایک مومن کا، عالم کا اور مسلمان حاکم کا یہی حال ہوتا ہے لوگ اسے نقصان پہنچاتے ہیں یا اس کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں وہ پھر بھی ان کی خیر خواہی اور ہمدردی ہی کرتا ہے۔

۵۵ اللہ کی راہ میں کام کرتے ہوئے کچھ حامی اور کچھ مخالف بن جایا کرتے ہیں جیسا کہ کشتی والوں نے نقصان بھی برداشت کر لیا اور لڑکے کا قتل بھی لوگوں نے برداشت کر لیا لیکن گاؤں والے کھانا دینے کے بھی روادار نہ ہوئے۔(۷۷)

۵۶ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہے، بظاہر جو کام نقصان دہ یا تکلیف دہ لگتا ہے اس میں بھی تقدیری حکمت اور خیر کے پہلو ہی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ البتہ بندہ اس بات کا مکلف ضرور ہے کہ وہ ہر موقع پر اخلاص کے ساتھ صبر و شکر اور اطاعت کا رویہ اختیار کرے۔

۵۷ اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی اولاد کا مرنے کے بعد بھی خصوصی خیال

رکھے تو تقویٰ اور صالحیت کی زندگی اختیار کرے۔

۵۸ کسی بھی اچھے کام کی نسبت اپنی بجائے اللہ کی طرف کرنا چاہیے۔

۵۹ پہلی بار خضر علیہ السلام نے کہا: الم قل انک لن تسطیع معی صبرا۔ دوسری بار فرمایا: الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا۔ اس میں لَکَ کہہ کر تاکید پیدا کی اور تیسری بار ان کے صبر نہ کر سکنے پر فرمایا: هَذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ (یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے)

۶۰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے یاد دلانے پر احساس ہو گیا کہ انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور لا تؤاخذنی بما نسیت کہہ کر معذرت کر لی۔

۶۱ بار بار تاکید کرنے پر بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام صبر نہ کر سکے۔ لیکن اس سے ان کی شانِ نبوت میں فرق نہیں آتا۔ اللہ کی مشیت ہی یہی تھی کہ وہ صرف اتنے ہی عجائبات حکمت کا مشاہدہ کرتے۔

۶۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم کرے۔ یعنی وہ اپنے استاد کے ساتھ تحمل کے ساتھ نہ ٹھہر سکے ورنہ اور بھی عجائبات وقوع میں آتے اور ان کی حکمت کا پتا چلتا۔

۶۳ برائی کے بدلے میں اچھائی کرنا چاہیے۔ جیسا کہ اہل بستی نے کھانا دینے سے انکار کیا لیکن خضر علیہ السلام نے یتیموں کی دیوار درست کر دی۔ (۷۷)

۶۴ ایمان کو پختہ کرنے والے اور عملِ صالح پر ابھارنے والے نیز تربیتِ نفس کے لیے ایسے قصے سننا جائز ہے جو سبق آموز ہوں خصوصاً انبیاء اور صالحین کے واقعات۔

۶۵ عوام کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے یا شاگردوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے صاحبِ علم خود بہتر جانتے ہیں کہ انہیں کہاں کیا کرنا ہے؟

⑥٦ بھلائی کی مزید طلب کے لیے خواہش اور کوشش کرنے کا جواز۔

⑥٧ سیدنا خضر علیہ السلام نے نئی کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا تا کہ ظالم بادشاہ بے عیب اور نئی کشتی کو نہ چھین لے ایک صاحبِ خبر اور صاحبِ حکمت، واقفِ حال شخص بغیر کسی وحی اور کشف کے بھی اس طرح کا کام کر سکتا ہے بشرطیکہ مقصد کسی کو بڑے نقصان اور تکلیف سے بچانا ہو۔

⑥٨ قرآنِ حکیم میں اس واقعے کی تفصیل سورہ کہف میں موجود ہے۔

⑥٩ انبیاء سے اگر کوئی بشری غلطی ہو جائے تو اللہ تعالی اسی وقت فوراً ان کی اصلاح کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ گناہ سے پاک ہوتے ہیں جب کہ عام آدمی غلطیاں کرتا رہتا ہے، لیکن بہت سی غلطیوں کا اسے خود پتا اور احساس نہیں ہوتا جب کہ معلوم گناہ بھی کرتا رہتا ہے۔

⑦٠ اہلِ تصوف نے اس واقعے سے علمِ لدنی کی اصطلاح اخذ کی ہے لیکن یہ اصطلاح درست نہیں ہے۔

⑦١ اہلِ تصوف کا کہنا ہے کہ اس واقعے سے پتا چلتا ہے کہ ولی، نبی سے افضل ہوتا ہے، یہ دلیل بھی درست نہیں کیوں کہ اس واقعے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ خضر نبی تھے، ولی تھے یا فرشتہ تھے۔ نیز قرآن وحدیث سے نبی ہی کے افضل الناس ہونے کا پتا چلتا ہے۔

(بخاری: ۷۴، ۷۸، ۱۲۲، ۲۲۶۷، ۲۷۲۸، ۳۲۷۸، ۳۴۰۰، ۳۴۰۱، ۴۷۲۵، ۴۷۲۶، ۴۷۲۷، ۶۶۷۲، ۷۴۷۸)

باب:۴۵

مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا

جس نے کھڑے ہو کر بیٹھے ہوئے عالم سے (کوئی مسئلہ) دریافت کیا

ح:۶۴............رقم المسلسل:۱۲۳

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ،قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ،عَنْ مَنْصُوْرٍ ،عَنْ أَبِي وَائِلٍ ،عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ :جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللهِ !مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيْلِ اللهِ ؟فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً ،فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ ، قَالَ :وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا ،فَقَالَ :مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا ،فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں لڑنے سے کیا مراد ہے؟ اس لیے کہ کوئی ہم میں سے غصہ کے سبب سے لڑتا ہے اور کوئی (ذاتی وگروہی) حمیت کی خاطر جنگ کرتا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر (مبارک) اس کی طرف (متوجہ ہونے کے لیے) اٹھایا اور (راوی کہتا ہے کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اسی سبب سے اٹھایا چونکہ وہ کھڑا ہوا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس لیے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے (اور اس کا بول بالا ہو) تو وہ اللہ کی راہ میں (لڑتا) ہے۔“

مشکل الفاظ کے معانی:

حَمِيَّةً	قومی غیرت	فَرَفَعَ	پس اٹھایا
يُقَاتِلُ	لڑتا ہے	اَحَدُنَا	کوئی ہم میں سے
مَنْ قَاتَلَ	جس نے قتال کیا	هِيَ الْعُلْيَا	یہ بلند ہو

ماحصل:

① کسی مسئلے کی وضاحت طلب کی جاسکتی ہے۔

② جس آدمی نے سوال کیے وہ انتہائی سمجھ دار تھے اور مسئلے کی باریکیوں سے واقف تھے۔

③ درجِ ذیل جنگ قتال فی سبیل اللہ نہیں کہلاتی:

(۱) ذاتی غصے کی بِنا پر قتال کرنا

(۲) اپنی قوم، ملک یا خاندان کی محبت میں لڑنا

(۳) ریا کاری یا شہرت کے لیے لڑنا

صرف اللہ کے دین کے تحفظ، غلبے اور اشاعت کے لیے لڑنا ہی قتال فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔

④ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کے قتال کرنے کا سبب پانچ چیزیں ہیں: غضب، حمیت، غنیمت، شہرت، ریا کاری۔ (فتح الباری)

⑤ اعلائے کلمۃ اللہ کی نیت یا دفاعِ کلمۃ اللہ کی نیت سے لڑنا ہی فی سبیل اللہ میں شامل ہے البتہ ضمنا اس میں مسلمان قوم کا دفاع، مسلمان ملک کا دفاع، مسلمانوں کے جائز

مفادات کا دفاع بھی شامل ہے۔

⑥ اس حدیث سے نیت کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔

⑦ نیت ہی پر عمل کا مدار یعنی عمل کی قبولیت کا انحصار ہے۔

⑧ ہر کام میں نیت خالص اللہ کے لیے رکھنا چاہیے۔

⑨ عالم بیٹھا ہو اور سوال کرنے والا کھڑے ہو کر سوال کرے تو اس کا جواز ہے۔

(بخاری: ۲۸۱۰،۳۱۲۶،۷۴۵۸۔ مسلم: ۴۹۱۹،۴۹۲۰۔ ابو داؤد: ۲۵۱۷۔ ترمذی: ۱۶۴۶۔ نسائی: ۳۱۳۶۔ ابن ماجہ: ۲۷۸۳)

باب:۴۶

السُّؤَالُ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا

ح:۶۵ ....رقم المسلسل:۱۲۴

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ،قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ،عَنِ الزُّهْرِيِّ ،عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ،عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ،قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللهِ !نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ ،قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ !حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ ،قَالَ :انْحَرْ وَلَا حَرَجَ ،فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ :افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے رضی اللہ عنہما روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا۔ آپ سے لوگ مسئلہ پوچھ رہے تھے، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے (بھولے سے) قربانی کر دی ہے، آپؐ نے فرمایا: اب کنکریاں مار لے کچھ حرج نہیں، دوسرے نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈایا (بھولے سے) آپؐ نے فرمایا: اب قربانی کر لے کچھ حرج نہیں، پھر آپؐ سے اس دن جو چیز پوچھی گئی کہ وہ آگے ہوئی یا پیچھے آپؐ نے یہی فرمایا: اب کر لے کچھ حرج نہیں۔

ح:۸۳ کے تحت تشریح گزر چکی ہے۔

باب: ۴۷

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔“ (بنی اسرائیل: ۸۵)

ح: ۶۶..............رقم المسلسل: ۱۲۵

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ، وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ، فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يَجِيْئُ فِيهِ بِشَيْئٍ تَكْرَهُوْنَهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! مَا الرُّوْحُ؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوْحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ، قَالَ: وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ....قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِي قِرَائَتِنَا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے کھنڈروں میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی ایک چھڑی کو (زمین) پر ٹکا کر چل رہے تھے کہ اتنے میں یہود کے کچھ لوگوں کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی بابت سوال کرو۔ اس

پر بعض نے کہا کہ نہ پوچھو، ایسا نہ ہو کہ اس کے جواب میں آپ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمھیں ناگوار لگے۔ پھر بعض نے کہا کہ ہم تو ضرور پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا کہ اور کہنے لگا کہ اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پس میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جب وہ کیفیت آپ ﷺ سے دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اور یہ لوگ آپ (ﷺ) سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، تو آپ انھیں جواب دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

بَیْنَمَا	درمیان ہمارے/اس دوران میں کہ	اَمْشِیْ	میں چل رہا تھا
خَرِبَ	کھنڈرات، اجڑی بستی	یَتَوَکَّأُ	ٹیک لگائے ہوئے
عَسِیْبِ	چھڑی	سَلُوْہُ	سوال کرو اس سے
لَایَجِیْئُ	نہ لائے وہ	تَکْرَھُوْنَهٗ	تم ناپسند کرو اس کو
نَفَرٍ	چند لوگ	لَاتَسْئَلُوْہُ	مت سوال کرو اس سے
لَنَسْأَلَنَّهٗ	ہم ضرور پوچھیں گے اس سے	فَسَکَتَ	پس سکوت کیا
اَنْجَلٰی عَنْهُ	دور ہو گئی آپ سے	اُوْتِیْتُمْ	دیئے گئے تم
یَسْئَلُوْنَکَ	وہ سوال کرتے ہیں آپ سے	فَقُمْتُ	پس میں کھڑا ہو گیا

یُوحٰی	وحی کی جاتی	فَمَرَّ	پس گزرا

ماحصل:

① چھڑی ٹیک کر چلنا بھی سنت ہے۔

② یہودیوں نے آپ ﷺ کا امتحان لینے کے لیے سوال کیا تھا۔

③ یہودی جانتے تھے کہ ان کے بہت سے عقائد واوہام خلافِ اسلام ہیں اس لیے سوال کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔

④ جس مسئلے کے متعلق آپ ﷺ نہیں جانتے تھے اس کے بارے وحی نازل ہو جایا کرتی تھی۔

⑤ یہودی ''ابوالقاسم'' اس لیے کہتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کو نبی تسلیم نہیں کرتے تھے کہ یا رسول اللہ کہیں۔

⑥ کنیت سے کسی کو مخاطب کرنا اہلِ عرب کے ہاں اس کے لیے باعزت اندازِ تخاطب کہلاتا ہے۔

⑦ روح امرِ ربی ہے یعنی اللہ کے حکم سے انسان میں پھونکی جاتی ہے۔

⑧ روح مجسم نہیں بلکہ لطیف ہے۔

⑨ اس میں انسانی علم کی کمزوری بیان کی گئی ہے۔

⑩ روح کے متعلق قرآن وحدیث سے صرف اتنا ہی پتا چلتا ہے:

(۱) امرِ ربی ہے

(۲) انسانی جسم میں پھونکی یا ڈالی جاتی ہے

(۳) چالیس دن گزرنے پر نطفہ کے اندر ڈالی جاتی ہے۔

(۴) روح موت کے وقت قبض کر لی جاتی ہے۔

(۵) نیند کے وقت بھی روح قبض کر لی جاتی ہے لیکن پھر لوٹا دی جاتی ہے۔

(۶) نیک روحیں آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہیں۔

(۷) برے لوگوں کی روحیں زمین کی پاتال میں پٹخ دی جاتی ہیں۔

(۸) موت کے بعد کسی بھی شخص کی روح کو دنیا میں واپسی کی اجازت نہیں ملتی۔

درجِ بالا معلومات کی روشنی میں روح کے متعلق درجِ ذیل خیالات و عقائد درست نہیں۔

⑪ روح دنیا میں آتی ہے۔

⑫ دشمنوں کو تنگ کرتی ہیں۔

⑬ جمعرات کو یا کسی مخصوص وقت میں آتی ہے۔

⑭ روحیں دنیا والوں کے عمل کی وجہ سے بے چین یا خوش ہوتی ہیں۔

⑮ روحیں کسی عمل کے لیے حاضر کی جا سکتی ہیں۔

⑯ روحوں سے سوال و جواب کر کے علمِ غیب پوچھا جا سکتا ہے۔

(بخاری: ۴۲۱۷، ۷۲۹۷، ۷۴۵۶، ۷۴۶۲۔ مسلم: ۷۰۵۹، ۷۰۶۰۔ ترمذی: ۳۱۴۱)

باب:۴۸

مَنْ تَرَکَ بَعْضَ الِاخْتِیَارِ مَخَافَةَ أَنْ یَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَیَقَعُوا فِی أَشَدَّ مِنْهُ

بعض اچھی بات اس ڈر سے چھوڑ دینا کہیں ناسمجھ لوگ اس کو نہ سمجھیں اور اس کے نہ کرنے سے بڑھ کر کسی گناہ میں نہ پڑ جائیں

ح:۶۷..............رقم المسلسل:۱۲۶

حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰی ، عَنْ إِسْرَائِیلَ ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ، قَالَ :قَالَ لِی ابْنُ الزُّبَیْرِ کَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَیْکَ کَثِیْرًا فَمَا حَدَّثَتْکَ فِی الْکَعْبَةِ ، قُلْت :قَالَتْ لِی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ :یَا عَائِشَةُ !لَوْلَا قَوْمُکِ حَدِیثٌ عَهْدُهُمْ ....قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ بِکُفْرٍ ....لَنَقَضْتُ الْکَعْبَةَ ، فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ ، بَابٌ یَدْخُلُ النَّاسُ ، وَبَابٌ یَخْرُجُوْنَ.......فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ۔

اسود روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چپکے چپکے تم سے بہت باتیں کیا کرتی تھیں تو کعبے کے باب میں بھی انہوں نے کچھ تم سے کہا تھا؟ میں نے کہا: انہوں نے یہ کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عائشہ! اگر تیری قوم (قریش کے لوگ) نومسلم نہ ہوتے .....ابن زبیر نے کہا یعنی کفر کا زمانہ

ابھی گزرا نہ ہوتا ...... تو میں کعبے کو توڑ کر اس میں دو دروازے لگاتا، ایک دروازے میں سے لوگ اندر جاتے اور ایک دروازے میں سے باہر نکلتے ...... پھر ابن زبیر نے (اپنی حکومت کے زمانے میں) ایسا ہی کیا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُسِرُّ	چھپا کر، چپکے سے	حَدَّثَتْكَ	اس نے بات کی تجھ سے
حَدِيْث	نیا۔نئی بات/ اصطلاحًا نبی کی بات	لَنَقَضْتُ	البتہ میں توڑ دیتا
بَابَيْنِ	دو دروازے	فَفَعَلَهُ	پس کیا اسے
فَجَعَلْتُ	پس میں بناتا	يَخْرُجُوْنَ	نکلا کرتے

ماحصل:

① اگر یہ خدشہ ہو کہ عوام الناس کسی فتنے میں پڑ جائیں گے تو بعض وہ امور جن کا تعلق حلال وحرام سے نہیں ان کو ترک بھی کیا جا سکتا ہے۔

② اگر رسول اللہ ﷺ کعبہ کے گرا کر دو دروازے بنا دیتے تو یہ خدشہ تھا کہ کفارِ قریش یہ سمجھیں گے کہ بیت اللہ کو بار بار گرا کر نئی تعمیر کی جا سکتی ہے۔

③ قریش ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے لہٰذا خدشہ تھا کہ کہیں وہ بیت اللہ کی نئی تعمیر کرنے سے اسلام ہی سے متنفر نہ ہو جائیں۔

④ کسی کام کے کرنے سے پہلے اس کے تمام مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے لینا چاہیے۔

⑤ اگر منفی پہلو زیادہ سختی سے سامنے آ جائیں گے تو وہ کام جو مستحب یا مباح ہوا سے

ترک کر دینا چاہیے۔

⑥ لوگوں کو اشتعال دلانے والے یا چہ میگوئیوں میں مبتلا کرنے والے امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔

⑦ صرف ذکی ومتقی لوگوں کو ہی دین کا گہرا علم بتانا چاہیے، اسے عام آدمی سن کر فتنے میں پڑ سکتا ہے۔

⑧ امیر کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے فہم کے مطابق فیصلے کرے۔

⑨ علما کو چاہیے کہ ایسے فتوے جاری نہ کریں جن سے عوام کے ذہنوں میں ہلچل پیدا ہو جائے اور جتنی نیکی وہ کر رہے ہیں اس سے بھی دست بردار ہو جائیں بشرطیکہ حلال و حرام کا معاملہ نہ ہو۔

⑩ حلال وحرام امور میں کسی کو بھی حق نہیں کہ کمی بیشی کرے۔

⑪ نومسلموں کے دین پر جمے رہنے کے لیے کوشش کرنا بھی کارِ خیر ہے۔

⑫ تالیفِ قلب کا خیال رکھنا بھی امورِ دینیہ میں سے ہے، خواہ اس پر زکوۃ کا مال ہی خرچ کیوں نہ کرنا پڑے جیسا کہ زکاۃ کی مدات میں بھی اس کو شامل کیا گیا ہے۔

⑬ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کعبہ کو ابراہیمی بنیادوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق تعمیر کیا لیکن اگلی حکومتوں نے اسے پھر قریش والی تعمیر پر ہی تعمیر کر دیا تھا اور تا حال وہی نقشہ چلا آ رہا ہے۔

(بخاری: ۱۵۸۳تا۱۵۸۶، ۳۳۶۸، ۴۴۸۴، ۷۲۴۳)

باب:۴۹

مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَا يَفْقَهُوْا

اس بات کو برا سمجھ کر کہ وہ لوگ نہ سمجھیں گے جس شخص نے ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری قوم کو علم (کی تعلیم) کے لیے مخصوص کر لیا۔

وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیں؟

ح:۲۸، ۲۹ .... رقم المسلسل:۱۲۷، ۱۲۸

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ! قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: يَا مُعَاذُ! قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا، قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ: إِذًا يَتَّكِلُوا .... وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سواری

پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' انھوں نے عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ! اور مستعد ہوں۔ (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اے معاذ''! انھوں نے عرض کی: حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ اور مستعد ہوں۔ (پھر) آپ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے عرض کی کہ حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ اور مستعد ہوں۔'' تین مرتبہ (ایسا ہی ہوا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' تو اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔'' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کردوں تاکہ وہ (بھی) خوش ہو جائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت (جب تم ان کو خبر کرو گے) تو لوگ (اسی پر) بھروسہ کر لیں گے (اور عمل سے باز رہیں گے)۔'' اور معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت (علم کو چھپانے کے) گناہ کے خوف سے بیان کر دی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَدِیْف	سواری پر پیچھے بیٹھنے والا	اَلرَّحْلِ	سواری
حَرَّمَهُ	حرام کیا اس کو	اُخْبِرُ	میں خبر دے دوں
فَیَسْتَبْشِرُوْا	پس وہ خوشی حاصل کریں	اِذًا	تب
یَتَّكِلُوْا	وہ بھروسہ کر بیٹھیں گے	تَاَثُّمًا	گناہ سے بچتے ہوئے

بملاحظہ: ماحصل دیکھیے: ح: ۰۷ کے ماحصل کے ساتھ

ح:٧٠.........رقم المسلسل: ١٢٩

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: ذُكِرَ لِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قَالَ: أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا۔

''معتمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، انہوں نے کہا: ذکر کیا گیا مجھ سے کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو ملاقات کرے اللہ سے (اس حالت میں) کہ نہیں شرک کیا ہوگا اس کے ساتھ کسی قسم کا بھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ انہوں (معاذ) نے کہا: کیا میں لوگوں کو خوش خبری نہ دے دوں؟ فرمایا: نہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ (اسی پر) بھروسہ کر بیٹھیں گے۔

ماحصل:

① رسول اللہ ﷺ کا اپنے پیچھے صحابہ کو سوار کرنا

② رسول اللہ ﷺ نے کبھی شاہوں کی طرح اپنی سواری کا اختصاص بھی نہیں کیا۔

③ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو آپ ؐ نے خصوصی نصیحت کی۔

④ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا آپ ؐ کے مخاطب کرنے پر لَبَّیک وسَعْدَیک کہہ کر آپ سے محبت، اطاعت اور احترام کا اظہار کرنا۔

⑤ رسول اللہ ﷺ نے تین بار پکارا، کسی اہم بات کی توجہ دلانے کے لیے تین بار بھی مخاطب کر سکتے ہیں۔

⑥ بعض علمی باتیں صرف ان لوگوں کو ہی سکھانا جو دین کی گہری سمجھ رکھتے ہوں۔

⑦ عوام کو اگر یہ بات بتادی جاتی تو وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھتے جیسے کہ آج کل کے عام مسلمان صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھروسہ کیے بیٹھے ہیں۔

⑧ توحید و رسالت کی گواہی صدق دل سے دینے کا مطلب ہے کہ شرک کسی بھی پیمانے پر نہ کیا جائے۔

⑨ اگر شرک کسی بھی قسم کا کیا ہوگا تو توحید و رسالت کے اقرار کا اعتبار مشکوک ہو جائے گا۔

⑩ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا موت سے قبل اس حدیث کو سنانا تاکہ کتمانِ علم کے جرم سے بچ سکیں۔

⑪ صحابہ کا علمِ دین پھیلانے میں حریص ہونا

⑫ صحابہ آخری سانس تک علم سیکھتے اور سکھاتے تھے۔

اطراف: مسلم: ۱۴۸ کے تحت بھی یہ حدیث آئی ہے۔

باب:۵۰

اَلْحَیاءُ فِی الْعِلْم

علم میں شرمانا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرًا...وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ۔

مجاہد کہتے ہیں کہ متکبر اور شرمانے والا آدمی علم حاصل نہیں کر سکتا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں کہ شرم انہیں دین میں سمجھ پیدا کرنے سے نہیں روکتی۔

ح: ۱۷۰..........رقم المسلسل: ۱۳۰

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ، فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ، تَعْنِي وَجْهَهَا، وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام سلیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! اللہ حق بات سے نہیں شرماتا تو (یہ بتایئے کہ) کیا عورت پر

جب کہ وہ محتلم ہو غسل (فرض) ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا (ہاں) جب کہ وہ پانی (یعنی منی) کو (اپنے کپڑے یا شرمگاہ پر) دیکھے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (مارے شرم کے) اپنا منہ چھپالیا اور کہا کہ یارسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو جائے (اگر عورت کی منی نہیں خارج ہوتی) تو اس کا لڑکا اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟

مشکل الفاظ کے معانی:

اِبْنَة	بیٹی	إِحْتَلَمَتْ	احتلام ہوا سے (عورت کو)
رَأَتِ	دیکھے عورت	فَغَطَّت	پس ڈھانپ لیا
وَجْهَهَا	چہرہ اس نے اپنا	تَحْتَلِمُ	محتلم ہوتی ہے
تَرِبَتْ	مٹی لگے	يَمِينُكَ	تیرے دائیں ہاتھ میں
يُشْبِهُهَا	مشابہ ہوتا ہے اس (عورت) کے	فَهَلْ	پس کیا
لَا يَسْتَحِي	نہیں حیا کرتا	فَبِمَا	پس کیسے

ماحصل:

① سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا علم حاصل کرنے میں انتہائی حریص ہونا اور یہی مطلوب ہے۔

② زندگی میں جو مسائل عام طور پر پیش آتے ہیں ان کا شرعی علم حاصل کرنا فرض ہے۔

③ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا یعنی جس بات کو لوگوں تک پہنچانا چاہیے اسے

پہنچانے میں نہیں شرماتا لہٰذا میں اپنی ضرورت کا مسئلہ پوچھنے میں شرم کیسے کر سکتی ہوں؟

④ عورت کو بھی مرد کی طرح احتلام ہوتا ہے لیکن عورتیں اکثر اس کا ذکر نہیں کیا کرتی تھیں۔

⑤ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مسئلہ دریافت کرنے سے قبل یہ مسئلہ کسی نے نہیں پوچھا تھا۔

⑥ احتلام کی صورت میں پانی یا تری دیکھے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت۔

⑦ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حیا سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، عورتیں شرم آنے پر اکثر ایسا کرتی ہیں اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

⑧ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حیرت سے پوچھا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ ان کا خیال تھا کہ ایسا نہیں ہوتا۔

⑨ تَرِبَتْ يَمِينُكَ (تمہارا دایاں ہاتھ خاک میں بھرے) یہ عربوں کے ہاں کلمۂ تعجب ہے۔

⑩ عورت کو احتلام ہونے کی وجہ ہی سے بچہ اس کی شکل کا بھی ہوتا ہے۔

⑪ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب شوہر کے نطفے پر عورت کا نطفہ غالب آ جائے تو بچہ عورت کا ہم شکل ہوتا ہے اور جب عورت کے نطفے پر شوہر کا نطفہ غالب آ جائے تو بچہ باپ کا ہم شکل ہوتا ہے۔

⑫ طہارت کے مسئلے معلوم کرنے چاہئیں کیوں کہ انہی پر عبادات کا انحصار ہے۔

⑬ عورت بوقت ضرورت مرد عالم سے مسئلہ پوچھ سکتی ہے۔

⑮ ام سلیم رضی اللہ عنہا امہات المومنین کے ذریعے بھی پوچھوا سکتی تھیں لیکن انہوں نے خود اس لیے پوچھا کہ براہِ راست اور صحیح طریقے سے مسئلہ سمجھ سکیں۔

⑭ دورِ حاضر میں فتنے عام ہیں اس لئے عورت کو علماء سے مسئلہ پوچھتے ہوئے اپنا نام اور عمر چھپانا چاہیے اور ضرورت کی بات کرنا چاہئے، غیر متعلقہ سوال نہ مرد عالم کریں اور نہ ہی سائلہ ان سوالوں کا جواب دے۔

⑮ عورتیں اگر دورِ حاضر میں کسی علم والی عورت سے مسئلہ پوچھ لیں تو یہ سب سے بہتر ہے۔

(۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۰۹۱، ۶۱۲۱۔ مسلم: ۷۱۰، ۷۱۱، ترمذی: ۱۲۲۔ ابن ماجہ: ۶۰۰)

ح: ۶۲ .... رقم المسلسل: ۱۳۱

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللهِ فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنَا بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا۔

ماحصل: ح: ۳، مسلسل رقم: ۶۱ کے تحت دیکھیے۔

❀❀❀❀

باب:۵۱

مَنْ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ

جو شخص خود شرمائے اور دوسرے کو (مسئلہ) پوچھنے کا حکم دے

ح:۴۳..........رقم المسلسل:۱۳۲

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ،قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ ،عَنِ الْأَعْمَشِ ،عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ ،عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ :كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ،فَسَأَلَهُ فَقَالَ :فِيهِ الْوُضُوْءُ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی تو میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کا حکم) پوچھیں ۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس (کے نکلنے) میں صرف وضو (فرض ہوتا) ہے۔“

مشکل الفاظ کے معانی:

رَجُلًا مَذَّاءً	بہت مذی آنے والا مرد	فَأَمَرْتُ	پس میں نے حکم دیا

ماحصل:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھنے میں حیا کرنا

② کسی دوسرے کے ذریعے سے مسئلہ معلوم کروایا جا سکتا ہے۔

③ خود بھی معلوم کر سکتے ہیں۔

④ مذی سے مراد وہ سفید پانی ہے جو مردوں کی شرم گاہ سے عموماً پیشاب کرنے کے بعد خارج ہوتا ہے۔

⑤ مذی ویسا ہی پانی ہے جیسا کہ خواتین کو لیکوریے کا پانی آتا ہے۔

⑥ مذی کے یا لیکوریے کے پانی کے خارج ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن استنجا کرنے کی ضرورت نہیں صرف وضو کیا جائے گا۔

⑦ مذی اور لیکوریے کا پانی کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک رہتا ہے، ہاں کپڑا اکھرچ کر صاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

(ح:۱۷۸، ۲۹۶۔ مسلم: ۶۹۳، ۶۹۴۔ نسائی: ۱۵۷، ۴۳۶)

باب: ۵۲

ذِكْرُ الْعِلْمِ وَ الْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں علم کا ذکر کرنا اور فتویٰ صادر کرنا

ح: ۷۴............ رقم المسلسل: ۱۳۳

حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّأْمِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ، وَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ أَفْقَهْ هَذِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ ہمیں احرام باندھنے کا کس مقام سے حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام کے لوگ جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد کے لوگ مقام قرن سے احرام باندھیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، لوگ گمان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی) فرمایا کہ یمن کے لوگ یلملم سے احرام باندھیں۔'' اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف اور صحیح طور پر یہ بات نہیں سنی۔

ماحصل:

① مدینہ کی طرف سے آنے والے حاجیوں کی میقات ذی الحلیفہ ہے۔

② شام کی طرف سے آنے والوں کی میقات جُحفہ ہے۔

③ نجد یعنی عراق سے آنے والے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لیے میقات قَرن ہے۔

④ یمن کی طرف سے آنے والوں کی میقات یَلَمْلَم ہے۔

⑤ دیگر اطراف اور شہروں سے آنے والوں کی میقات وہ جگہ ہے جہاں آ کر وہ اپنی قریبی میقات کے متوازی جگہ پر پہنچ جائیں۔

⑥ سواری کے اندر بیٹھے بیٹھے میقات آ جائے تو وہیں سے احرام کی نیت کر لی جائے گی۔

⑦ میقات سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں سے حج اور عمرہ کرنے والے ایامِ حج وعمرہ میں احرام باندھتے ہیں اور یہ جگہیں حدودِ حرم سے باہر ہیں۔

⑧ اہلِ حرم کی میقات ان کے اپنے گھر ہیں۔

⑨ مسجد میں دین کے متعلق سوال کرنا درست ہے۔

(بخاری: ۱۵۲۲، ۱۵۲۵، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸۔ نسائی: ۲۶۵۱)

باب: ۵۳

مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

جو سائل کو اس سے زیادہ بتا دے جس قدر اس نے پوچھا

ح: ۷۵........رقم المسلسل: ۱۳۴

حَدَّثَنَا آدَمُ ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ .... وَعَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَ لْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم (حج وعمرہ کرنے والا) کیا پہنے؟ تو آپ نے فرمایا: ''نہ کرتا پہنے اور نہ عمامہ اور نہ پائجامہ اور نہ ٹوپی اور نہ کوئی ایسا کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگ گئی ہو، پھر اگر نعلین (چپلیں) نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انھیں کاٹ دے تا کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

يَلْبَس	پہنے	اَلْوَرْس	ایک رنگ دار گھاس کا نام جس سے کپڑا رنگتے تھے

اَلْمُحْرِمُ	احرام والا آدمی	اَلنَّعْلَيْنِ	دونوں جوتے
اَلسَّرَاوِيْل	پاجامہ	اَلْخُفَّيْنِ	دونوں موزے
اَلْبُرْنُس	بڑا کوٹ	وَلْيَقْطَعْهُمَا	اور چاہیے کہ کاٹ لے ان دونوں کو
مَسَّهُ	لگی ہو جسے	اَلْكَعْبَيْنِ	دونوں ٹخنے

ماحصل:

① اس حدیث کا تعلق بھی احکامِ حج سے ہے۔

② حاجی کو چاہیے کہ وہ حج سے متعلق مسائل سمجھ لے تاکہ کوئی غلطی واقع نہ ہو۔

③ لباس میں جوتا، پگڑی اور موزے وغیرہ بھی شامل ہیں۔

④ مُحرم مرد قمیض، عمامہ، شلوار، کوٹ یا جبہ نہیں پہن سکتا۔

⑤ بند جوتے بھی مُحرم مرد نہیں پہن سکتا۔ ہاں انہیں کاٹ کر ٹخنوں تک کر لے یعنی ٹخنے ننگے ہو جائیں تو درست ہے۔

⑥ عورت تمام قسم کے کپڑے موزے، وغیرہ پہن سکتی ہے سوائے دستانے اور سر کی طرف سے ٹوپی کی طرح اوڑھے جانے والے نقاب کے۔

⑦ ضرورت محسوس ہو تو جو مسئلہ پوچھا جائے اس کے دیگر پہلو بھی بتا دینے چاہییں۔

(خ: ۳۶۶، ۱۵۳۶، ۱۵۴۲، ۵۷۹۴، ۵۸۰۳، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۴۷، ۵۸۵۲۔ مسلم: ۲۷۸۴۔ نسائی: ۲۶۶۵۔ ابنِ ماجہ: ۲۹۳۲)

فرمان نبوی ﷺ ہے:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

''مجھ سے سنے ہوئے علم کو دوسروں تک پہنچاؤ چاہے وہ ایک بات ہی ہو''

علم حدیث ایک وقیع وجلیل علم اور شریعتِ حقہ کا قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ بنیادی ماخذ ہے۔ اسے پڑھانے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا پڑتا ہے۔ خصوصاً صحیح بخاری جس کے متعلق یہ مقولہ مشہور ہے کہ اس کے ہر باب کے پیچھے ایک شیر سویا ہوا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس شیر کو جگانے کی صلاحیت اللہ تبارک وتعالیٰ نے محدثین ہی کو عطا کی ہے۔ احقرہ نے پھر یہ ہمت کیسے کی؟

ہوا یوں کہ ایک بچی کا اصرار تھا جو ایک عالمہ خاتون سے احادیث کے ایک دو مجموعے پڑھ چکی تھیں کہ صحیح بخاری آپ سے پڑھنی ہے میں مسلسل انکار کرتی رہی کہ یہ میرے بس کا کام نہیں، بالآخر یہ طے ہوا کہ اجتماعی مطالعہ کر لیا جائے۔

میرے جیسی کم علم خاتون کا اس کو پڑھانے کا دعویٰ کرنا بعید از قیاس ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے مطالعے کا آغاز کر دیا گیا۔ میرا مقصد نہ تو عربی زبان کے اسرار ورموز بیان کرنا تھا اور نہ فقہی مسائل بتانا البتہ قابلِ عمل نکات کی تلاش کرنا ضرور پیش نظر تھا۔ یہ کوشش جب چند ایک بہنوں نے دیکھی انہوں نے اسے مفید پایا اور مشورہ دیا کہ ان اوراق کو کتابی شکل دے لی جائے، انہی کی ایماء پر یہ ہمت کی ہے۔

اس تحریر کی تمام خامیوں کا بوجھ میرے ذمے ہے، امید ہے محدثین وعلماء توجہ دلا کر اس بوجھ کو کم کرنے میں اپنا حصہ شامل کریں گے، رہیں اس کی خوبیاں تو یہ میرے رحمان ورحیم اللہ کی مہربانی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول کر لے تو زہے نصیب!

اُمِّ عبدِ منیب

محرم الحرام: ۱۴۳۵